

شہنوشی ہمتیال

مستطاب

نیم وصال

جسے ایک شاعر عظیم نے بفضاحت کلام و مضامین و کتب نظم کیا

اور بغیر با توقیر انگلستان مقیم دار السلطنت ایران اور گورنمنٹ

لو بطور تحفہ کے بھیجا اور ایک بڑے ذی علم انگریز نے اس پر تقریظ

لکھی اور اسکی بہت تعریف کی اور گورنمنٹ سے حکم ہوا کہ شہنوشی

تمام احاطہ نہیں شائع کی جائے

لہذا

سب الایامے جناب مستطاب علی القاب لہن انوار برہننگ

بہادر ایم اے ڈاکٹر شہنوشی تعلیم اودہ

مطبع شہنوشی نو لکسور مقام لکنؤ پون چہی

۱۳۸۵ھ

کتاب
نمبر

تقریب بزم وصال مع نصرت

ہوئی چہنپ کی تیار بزم وصال	زہی بارک اللہ نظم خیال
عجب تنوی یہ دل آویز ہے	کہ ہر مصرعہ معشوق نوخیز ہی
ہر اک شعرا سکا ہی شعری شعار	ہر اک لفظ اسکا گل نو بہار
بیان ہی کہ ہی اک بیان طلسم	تیا یا ہی کیا گاستان طلسم

یہ ہے جان فزاوستان سخن
کہ ہے باعث لطف حسرت سخن

سبحان اللہ یہ وہ کتاب ہے جسکی جی جان سے صاحب زبان قدر
کرتے ہیں یعنی اہل ایران قدر کرتے ہیں ہمیں نظر وزیر ملکہ مصلحہ
واقع طهران دار السلطنت ایران نے ازراہ قدر دانی حضور
گورنر جنرل کے پاس بھجوائی اور حضور مدوح نے صیفہ تعلیم
کے تمام سررشتوں میں پڑھنے پڑھانے کی بابت ہدایت فرمائی
اول یہ کتاب عجائب خانہ ہندوستان میں رکھی گئی اور نظر
استفادہ عام اطلاع دی گئی کہ جو شخص چاہے اسکی نقل کر سکتی ہے
اے سی پٹی صاحب بہادری ایس آئی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
کی چٹی جو بنام صاحب چیف کشر بہادر ملک اودہ وصول ہوئی
اوس سے اور نیز انتخاب کتاب سے صاف عیان ہے کہ یہ کتاب
کس رتبہ کی ہے اور اسکے مصنف عالی و نام کا کیا پایہ و شان ہے
اس امر کا لحاظ فرما کر جناب شی نو لکشنور صاحب مالک مطبع
اودہ اخبار نے تجویز کی کہ ایسی بے مثل کتاب کا چھپوانا ایک

Sl. No. 529390

دریاسے فیض کا بہانا ہے لہذا حسب صلاح جناب فیضیاب از کرمہا
 سرشتہ تعلیم صوبہ اودھ کے منشی صاحب عالی ہمت نے اس گلشن
 اور دلکش عشوی کی طبع کا بیڑا اٹھایا اور نہایت درجہ کی
 تصحیح کے ساتھ عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوایا الحمد للہ کہ درنیو گنجینہ
 فرست و خبرت بکمال آب و تاب قالب طبع سے مجھے ہو کر نمایاں ہوا
 اور نجوم شوق کی گرمی بازار سے خریدار اس کا ایک جہان ہوا
 واضح ہو کہ یہ کتاب بزبان فارسی نظم میں لکھی گئی ہے اور اس میں چار
 بیان سوا شعرا سے کچھ زیادہ ہیں بزعم وصال اسکا نام ہے جو
 اسم باسکی ہے ہر چند مصنف نے تینس زیم یعنی مجالس پر اس کو
 تمام کیا ہے اور ۲۶۔ بیان ہیں لیکن صاف صاف ذکر صرف
 ۱۷۔ بزیم کا ہے اور ۲۵۔ بیان کے اخیر میں سلسلہ حکایت کا
 منقطع ہو کر مصنف ایک اور حال بیان کرتا ہے۔ اب ہم
 مختصر طور پر ایک تھوڑا سا ذکر اس کے مختلف بیانوں کا حوالہ ظہر
 کرتے ہیں جس سے ناظرین کو اس کتاب کی اجمالی کیفیت حاصل
 ہوگی (یاد اس انتخاب کا لقب بیاب ہے جو گورنمنٹ ہند میں کیا گیا تھا)

بیان اول

بہتر ماقول و دل محمد خدای تعالیٰ نبی شہادت علی کریم کتاب کو شروع کیا ہے۔

بیان دوم

سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس سے عام مصنفوں کے
 موافق مصنف نے دو باتوں کی آرزو کی ہے۔
 اول یہ کہ یہ کتاب یادگار رہے۔

دوم۔ جن عمدہ باتوں کے مصنف نے اور عادات اور قاعدہ
شایان نامدار اور بزرگان کبار کے بیان کیا ہے اوس سے
معرض یہ ہے کہ اسکو پڑھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں اور خاص کر
رٹکے بینک آدمیوں کی پیروی کریں اور بری باتوں سے باز رہیں۔

بیان سوم

اسمین مصنف کے بعض بعض عزیزوں اور دوستوں کا حال اور
ایک سفر کا مذکور ہے۔

بیان چہارم

اسمین بھی ایک سفر کی کیفیت ہے اور نماز گروں کے حلقہ کرنے
اور قافلہ سالار کی جوافر دی سے اونکو زک دینے کا واقعہ جو
قلم پر یہ نثر مصنف کا دوست ہے اور اوسکو تعریف شاعرانہ
طور پر بہت خوب کی گئی ہے۔ یہ شخص ہر ایک دن کے تین گھنٹے
کرتا ہے اور ہدایت کرتا ہے کہ ایک حصہ کاروان کو سفر نیکا
ہے اور دوسرا حصہ واسطے رفع ماندگی اور کسل راہ دور کرنے
کے اور تیسرا حصہ صنایع حقیقی کے صنایع و بدائع کا حال دریافت
کرنے اور مختلف اشیاء موجودات کی تحقیقات کے لیے ہے۔
یہ شخص مصنف کی طرف مخاطب ہو کر درخواست کرتا ہے کہ تم
امن بنو میں جو کچھ کہتے دیکھا ہے بیان کرو پس مصنف خوش ہو کر
ایک سنجیدگی اور عمدگی کے ساتھ اقسام انصاف کا حال بیان کرتا ہے۔

بیان پنجم

اسمین ایک عمدہ مشورہ عمل انصاف کا مرقوم ہے۔

بیان ششم

کاروان ایک چوٹی سی گانوں موسومہ جو آگ کو جاتا ہے جہاں پر رہتا ہے کاروان ایک پسندیدہ سبق انصاف کا پڑاؤ کرتا ہے۔
 باشندے اس گانوں کے مسافروں کے پاس بعد سے انعام
 بزم میں جمع ہوتے ہیں اور مصنف سے درخواست کی جاتی ہے
 کہ صاحبان بزم کو چند باتوں سے آگاہ کرے کہ وجہ پیدائش
 کی کیا ہے اور پیدا کنندہ کے اوصاف کیا ہیں اور انسان کو تینوں
 پر بزرگی کیوں دی گئی اور خداوند تعالیٰ کو انسان کے پیدا کرنے
 کی وجہ کیا تھی اول پیدائش دنیا سے کل چیزیں موجود تھیں یا نہیں
 اور اگر تھیں تو ظاہر تھیں یا نہان تھیں اور آدمی کیوں مختلف
 درجوں پر پیدا ہوتے ہیں یعنی بعضے شاہ اور بعضے فقیر مصنف
 یہ جواب دیتا ہے کہ ایسی باتوں کا استفسار نہ تو بہتر ہے کیونکہ
 نتیجہ سراسر واقعی نہیں حاصل ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ کل چیزیں
 واسطے آدمی کے پیدا ہوئی تھیں جیسے کہ کمرہ عروس سجایا جاتا ہے
 واسطے عروس کے اور جو چیزیں کہ پشتہ پیدائش نبی کے پیدا کی گئی
 نہیں وہ فقط اوسکے جلوہ کا عکس تھا بعد ایک جہک جلال
 خدا کی تھی اور بعد اسکے سب چیز تازیک معلوم دی اور بزرگی
 انسان کی اور حیوان کے بوجہ تعقل کے ہے خدا تعالیٰ کا کوئی
 ذاتی فائدہ یا خواہش عوض کی نہیں تھی جسوجہ سے آدمی
 نبایا جیسے کہ سمندر اپنی لہروں سے طالب نہیں ہے یا سورج
 اپنی روشنی سے جو کہ تابان ہے برابر اوپر کہ وہ میرے البتہ

مخلوق کی خواہشیں بے شمار اپنے اپنے درجوں کے موافق ہیں۔

بیان ہفتم

بیان پر ایک ٹیبل بیان کی ہے کہ دو بیسے ایک شاہ کے شکار کیلئے گھوڑوں پر اپنے ہمراہ بیان کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور سوار گئے وہاں تک جہاں سے گھوڑے آگے نہ چل سکے اور یہاں پر رہتے بھول گئے تب تو گھوڑوں پر سے اتر کر بیادہ پا چلے بڑا بھائی چوٹے بھائی سے دو فرسنگ آگے تھا اور مسکو چورون نے پکڑ کر بہت مارا اور اسباب چھین لیا تب کو یہ ایک گانومین ہو چکا اور وہاں ایک عورت نے اسکو تھپانایا جسکے اولاد تھی اور اسکی شادی کی اور لڑکے بھی ہوئے چھوٹے بھائی کو بھی چور سے اور اسکو بھی مار کر اسباب چھین لیا بعد چند عادتوں کے اسکو ایک بادشاہ نے مقبض کیا اور وہ شاہ جاوگروں کا شاہ

بیان ہشتم

کاروان آگے بڑھا اور بقام و نجان منگیم ہوا جہاں پر تین یوم قیام و آرام کیا اور سرد سرد ہوا کھائی اور بہت سے خواروں اور اسبچار سایہ دار کا لطف دیکھا تصنف نے پوچھا کہ تم سمجھاؤ کہ خداوند تعالیٰ جو بے نیاز ہے وہ کیسے اپنی بندوں سے اطاعت چاہتا ہے۔ اور پیغمبروں کے پیچھے سے کیا غرض ہے۔ تصنف نے اسکا جواب دیا ہے۔

بیان نهم

راستی اور سچائی کے خزانہ کی جستجو کی ٹیبل۔

بیان دہم

اسمین ایک شکار کا بیان ہے اور گفتگو درمیان مصنف اور کاروان کے درباب جواز شکار کے۔

بیان یازدہم

یہ ایک کہانی ہے جسین شکار کیلئے کی برائیاں ہیں اور ماق زخمی کرنا ہے تصور جانورون کا۔

بیان دوازدہم

اسمین بیان ہے ایک بزم خوشی کا جو کہ مسافرون نے ترتیب دی تھی۔

بیان سیزدہم

اسمین بیان ہے کہ ایک شہزادہ کس طرح پر حیرت ناک رہا اور پرواز پیدائش انسان کے اور اسوجہ سے کہ کیونکر انسان چلتا پھرتا ہے اور بولتا ہے چنانچہ ایک جلسہ کا بیان ہے کہ جس روز ایک پہلی واسے گو تیلیان نجاتے دیکھا تو اول اسے جانا کہ تیلیان خود ناچتی ہیں بعد معلوم ہوا کہ ایک شخص ہاتھ سے نچاتا ہے اور بندریعہ ایک آدمی کے یہ کل حرکتیں کرتی ہیں جسکے ہاتھ میں ڈوریان ہیں اور پس پر وہ کام لے رہا ہے بعد دریافت اس کیفیت کے اسکا وشک رفع ہو گیا اور یہ سمجھا کہ گروہ آدمی کا ہی ایک نوع کی تیلیان ہیں جو اسکی دست چھڑا میں ہیں یہ سمجھ کر اس نے دنیا کو ترک کیا اور تخت و تاج چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔

بیان چہارم

کاروان کا مقام کان فیروز پونچھتا اور وہاں اور فائدہ سخاوت کے گفتگو ہونا۔

بیان پانچواں

اسمین بیان سخاوت کے نیک نتیجہ کا ہے اور نیز یہ کہ کہیں اسکا ثمرہ تلف نہیں ہوتا۔

بیان ستاویں

اسمین ایک مختصر سا بیان اور فائدوں کی تعلیم کے ہے۔

بیان ہفتم

کاروان مقام صفہان میں پہونچا اور حسب قاعدہ مصنف نے کہا گیا کہ بزم میں کچھ نصیحت آمیز گفتگو کریں بعد کچھ نصیحت کے گفتگو ختم کی اور عمدہ تعلیم کا فائدہ بیان کیا۔

بیان ہشتم

کاروان مقام دز کی کرو میں پہونچا اور بیان پر خبک جدال افسر کاروان اور اسکے بہائی سے ہوئی جو اتفاقاً مل گئے تھے چنانچہ ہر دو جانب کے کچھ آدمی مارے گئے بعد کو دریاں ٹوٹاں براوران کے ملاپ ہوا بڑا بہائی جو کہ افسر کاروان ہے وہ بھنت سے پونچھتا ہے کہ بہادری کے کیا معنی ہیں اس میں یہ بیان یہ جا کر سورا اور چوٹے بہائی کو گفتگو سننے کے لیے چھوڑ گیا۔

بیان نوزم

اسمین بیان ہے کہ جو نزدی کے کیا معنی ہیں پس مصنف اس جگہ کا

حال بیان کرتا ہے جو درمیان حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو سفیان کے جو کہ درمیان مکہ معظمہ و مدینہ کے مشنہ ہجرت میں ہوئی اور وہ مشہور ہے غزائی خندق جہان پر کہ علی ابن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے غلط و دو کو مارا تھا جو کہ فیل دیو زاد کے تھا اور جنگ آرزو وہ تھا۔

بیان ہستم

دوسری رات کو خیرہ گاہ میں بزم آراستہ ہوئی اور خوشی کی مصنف بر وقت دیکھنے ساقی و شراب کے ایک عالم سکوت میں بیٹھا اور مصنف سے وجہ سکوت دریافت کی۔

بیان ہست ویم

اس میں عجیب و غریب ایک دوست کے سفر کا قصہ ہے جو دور و سفر کے اور دنیا سے نیرا ہو کر آیا ہے مع دیگر حالات کی۔

بیان ہست ووم

دوسرے روز عشرہ ذی الحجہ کا تھا جو عید قربان مشہور ہے بعد دستورات معینہ کے بزم جمع ہوئی اور مصنف سے دریافت کیا کہ خوشی اس دن کی کیوں ہے اور کیوں یادداشت رکھی گئی کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا تھا اور سبب بوسہ دینے جو اسود کا پوچھا۔

بیان ہست ووم

اس میں تمثیلاً بیان ہے ایک بادشاہ کا جس کے ملک کی طرف ایک کاروان جاتا تھا اور بروقت پہنچنے قریب شہر کے

بادشاہ نے ایک قاصد بھیجا کہ وہ کاروان کا استقبال کرے
اور اونکو تہناتے نزدیک رہا ستہ شہر کا منع دیگر حالات کی۔

بیان بست و چهارم

کاروان کا دست شہرین و خسرو میں پہنچتا اور وہاں ایک بزم کا
جمع ہونا اور ان دونوں مشہور عاشق و معشوق کا حال دریافت کرنا
اور مصنف کا جواب دینا۔

بیان بست و پنجم

اسمین بیان ہے کہ ایک نوجوان مرد عاشق ہوا ایک نوجوان
عورت چرس کو اوسنے غسل کرتے ہوئے ایک چشمہ پر دیکھا بیان
اسکی محبت کا عام میں مشہور ہوا لڑکے کے مان باپ نے واسطی
رفع بذامی کے ظاہر کیا کہ لڑکی اوس چشمہ میں نہاتی ہوتی ڈوب کر
مرگئی بروقت سننے اس بات کے وہ نوجوان وہیں ڈوب کر مر گیا
جہاں پر کہ اوسنے جانا کہ بیان پر ڈوبی ہوگی اس کے بعد اوس
لڑکی کا غرق ہونا۔

بیان بست و ششم

ایک نذرہ عظیم کا بیان ہے جو شہر شیراز میں در بیان آخر ہفتہ
ماہ شوال ۱۰۲۲ھ ہجری کے آیا تھا اور اوس سے بہت مکان
گر پڑے تھے بھلا اوسکے مکان مصنف بھی گر پڑا تھا بعد گو
مصنف ثنا خوانی بادشاہ فتح علی شاہ کاشاخوان ہر جنہوں نے
۱۰۲۳ھ میں قضا کی اور اون کی بجائے اون کا فرزند
نصیر الدین تخت نشین ہوا جس سے انہوں نے استدعا کی تھی

کہ دنش برس کا ٹکس معاف ہو جائے بعد کو اور مختلف بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین تو نگری کا بیان ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین ایک قصہ تو نگری کا مذکور ہے۔

بیان بست و ہشتم

اسمین مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک رات خضر میری ملاقات کو آئے تھے اور انہوں نے ایک قصہ بیان کیا اور کہا کہ عام میں مشہور کیا جائے وہ یہ ہے۔

بیان سی ام

ایک شاہ کے دو بیٹے تھے بروقت قضا کرنے اس شاہ کے دونوں میں ملک تقسیم کیا گیا۔ الخ۔

بیان سی و یکم

اسمین حال بغاوت ایک سردار کا بیان ہے جمع دیگر حالات مفصل کے۔

بیان سی و دوم

اسمین جلسہ شادی کا بیان ہے۔

بیان سی و سوم

مصنف بیان کرتا ہے کہ میری نہایت آرزو ہندوستان کے سفر کی تھی کیونکہ اس نے بہت سے صاحبان انگلستان سے

فارس میں ملاقات کی اور اون کو اسے نہایت ذمی شعور پایا تھا اس واسطے کہ ۱۱ ہجری میں معنف بندرا بو شہر میں داخل ہوا اور وہاں پر شہزادہ تیمور کا ظلم و ستم کرنا۔ اور اور مختلف حالات۔

بیان سی و چہارم

دینا کے چیزوں کی بے ثباتی و بے بنیادی کا بیان ہے مع دیگر حالات کے۔

بیان سی و پنجم

کر بلا کی لڑائی کا بیان ہے جو عشرہ محرم کو لاندہ ہجری میں ہوئی تھی جبکہ حسینؑ فرزند علیؑ شہید ہوئے تھے۔

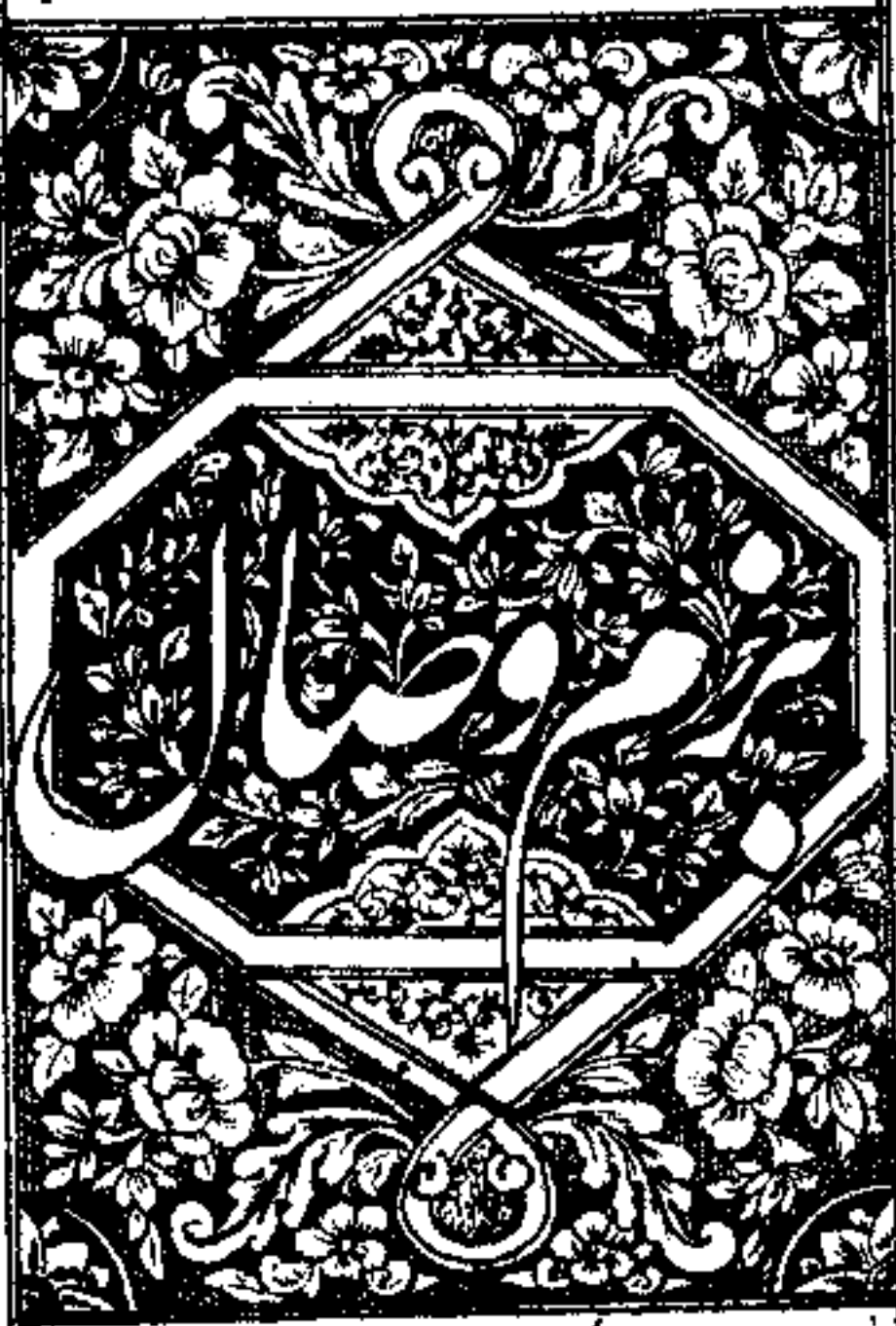
بیان سی و ششم

اسمیں بیان ہے حالات حسینؑ کا کہ پیشتر تشریف لے جانے جنگ کے کس کس طور سے وہ اپنی رشتہ دار عورتوں سے جدا ہوئے تھے اور خواب میں دیکھنا اپنی ماور بزرگوار کا اور ارادہ پھرم کرنا جنگ کا۔

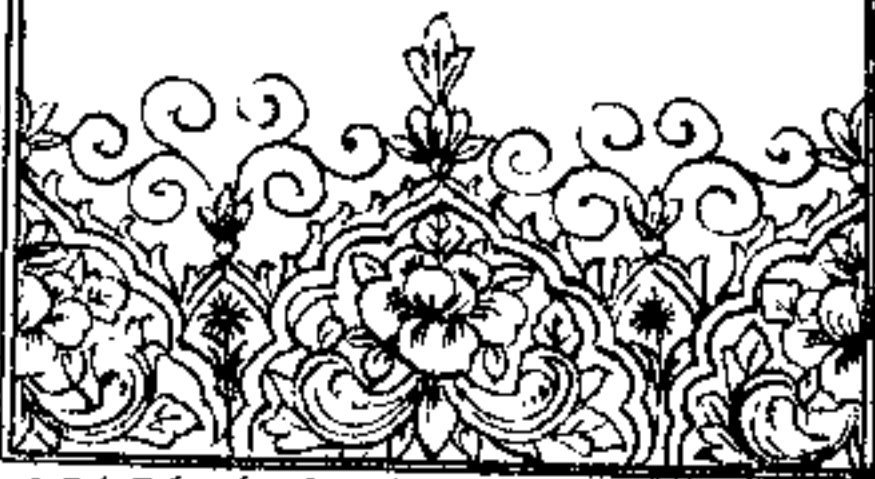
یہاں پر کتاب ختم ہوئی۔

القصد جو لوگ یہ مذاق رکھتے ہیں وہ نہایت تعریف کرتے ہیں اور یقین ہے کہ اسکو سب صاحب پسند کریں گے کیونکہ یہ کتاب نہایت درجہ دلچسپ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بسم الله الرحمن الرحيم

حدیثی تعالی

که گسترده و افراشته منج زمین
 فرزندان خرد گوهرگان است
 که از شاخ برگ آورد گاه بار
 هم او آفریند هم او پرورده
 نخستین معبرمان روشد پدید
 کند قطره را گوهرش با بوار
 چمن از گلبن کند چون چراغ
 درست ار کند کس نیار شکست
 شرف و ادبش از مردم روی

جهان آفرین اسرار آفرین
 همه آفرینش نفس در آن است
 جهان آگهی و می کند که بهار
 چه از مرغ و ماهی چه از دام و در
 خرد گوهر گنج به نرشد کلید
 خدای راز نیسان کند بار
 فلک از اختر کند همچو مانع
 شکسته کند کس نیار روش است
 زهر جفا نور برگزید آدمی

حدیثی تعالی از امام حسن مجتبی علیه السلام

که تا دیگران را بخوانند پیش سینش پیغمبری برگزید	ز مردم گروهی برآوردش یکی را که از همگنان پیش دید
در نعت احمد مختار صلی الله علیه وسلم محبوب کردگار که وجودش درین عالم بی مدار باعث دار و مدار	
جهان آفرین پیام آورست سپهر جلال آفتاب عرب جز او کیست پیغمبر تیغ زن یکی نکردش یکی بحر جود زمین فرمان پروردین دست بر او باد و حساب میونداو	محمد که بر انبیا سرور است شده خلق را پیشوا ای طلب زیغش جهان پر دانه و درون دو دریاست دست دلش در جود جهان تا جهان رسم و آیین است هزاران درود از خداوند او
منقبت اسد العالی مطلوب کل طالب ذی المناقب علی ابن ابیطالب علیه السلام	
مبین پیشوا صاحب الفقا بهین گوهرش آند از بحر جود سراز انترود خیر گرفت ولی تازه از آب تیغ علی است وزین دو برآرنده کار جهان ز دینداریش دین شده در سپاس ز درخواه او جان ما شاد باد	ای پیشوا علی شیر پروردگار در شهر دانش در بحر جود شهی کوچ تیغ دو پیکر گرفت اگر باغ دین دست گشت علی یکی حکم آور یکی حکم ران خدا جوئی حق گوئی روان شناس بر فرد شمارش ز مایه دباو
سبب بالیف کتاب مینت نصاب گوید	
که آوردم از بهر کرا این بریان	من این نغمه گفتار دلکش بیان

مبین پیشوا صاحب الفقا
بهین گوهرش آند از بحر جود
سراز انترود خیر گرفت
ولی تازه از آب تیغ علی است
وزین دو برآرنده کار جهان
ز دینداریش دین شده در سپاس
ز درخواه او جان ما شاد باد

آزاد چون ولی دیده در ششم
خفت آنکه مانند من یادگار
ز اندر نیردان شرمی و بند
ز این شایان رسم روان
ز رسم سخن گفتن پاستان
که این رسم در او از جهان فیتا

و چون گران در نظر ششم
سخنهای سنجیده در روزگار
که خلق خدا را بود سوخند
طریق بزرگان به کسند
ز هر گونه پرده سخن داستان
هنر گران گونه دیگر بسا

پند و آون به برزند و کبند و نام نهادن این مثنوی
شرح پیوند

ذکر پند و اندرز زنده را
که پراه آزاد مردان رود
گر آید پیوند آزادگان
که آاده گرسنگ بر سرزند
چون که بزرگان صفا دیده ام
تسای ایشان همی خواستم
نه برگور زنی سخن چون در او
گروهی در او جسد مهر و وفا
ز کس تانم پرسی نه پاسخ دهد
چو بزم وصال آنچه نار و طلال
درین بزم کوش چو بزم همین
همیشه از چشم بند دور باد

که انما یه پور سر و بند را
به آئین آزادگان برگردد
نه با سفته گان و زنی آنگان
به از سفته گریه بر سرزند
همه مردمی و وفا دیده ام
بزرگان بزمی بسیارستم
نه راه و وفا کار خود مین او
همه پاکی و سادگی و صفت
چو پاسخ دهد ای فرخ نهد
از ان کردش نام بزم وصال
ز روحانیا نست نسی همین
ز چشم بداندیش مستور باد

میان محبت با انگسار و تصویر که در لفظ است

یکی یار آزادگان دوشتم
 مرا چهر او روز نوروز بود
 بزم و بزم و بهر و بنگ
 گرفته جهان از خوش حال
 ز کوهی گران پیش در سنگ بود
 در خشنده مهری سپهرش جلال
 بالایی سروین بد جوان
 بدان جابه منصبی اضع کویان
 یکی با برسی ترک با فرو بهوش
 شهنش بر او آفرین خوانده
 امیر و بشیوار و نسر زانه
 خدا جوی خوش خوی صاحب
 تو گوئی از و تازه دار جهان
 رعیت از و خانه آراسته
 فلک بر کا بن خلیت کشت
 گرش طعنه گوئی که نشدت
 به خاصان نیر و ان خم بدشت
 به مهر اندرش جان من بدگرو
 شب زود بزم او جامی من
 برویم همی مجلس آراستی
 من از جان شده بدوش مرغ

که مهرش ببل همچو جان دوشتم
 ششم روشن و روز فیروز بود
 خداوند دست و دل همی
 اهل محبت از دستش آمان خویش
 تو گفتی کتابی ز فرنگ بود
 بلند آسمانی و مهرش جمال
 ز فریزرگان و زور کران
 تو گفتی سپهری بود بر زمین
 بغز اندرش بود گفتی سرش
 و رانامدار مبین خوانده
 دلیری حسد و مند مرد
 پدر بر پدر پاک و والا گره
 همه رسم و آیین نوشتی و ن
 بعد آرزوش از خدا خواسته
 زمانه از و بانوایی خوش
 خورد زخم چون کوه ز خشت
 از ان و که جانی خدا جویدشت
 که را می که گشت با نخت نو
 دو بالا از و بوده آلامی من
 همه آرزوی مرا خواستی
 چون بیکل با شکوه بوستان

گران

باغش که آن خلد بدو ام خم
 چهاران چو گل کشید از دست
 چنان باشد ماه اردوی پشت
 گوی سبزه فرشم شدی هم
 تو گفتی من هست پس لون
 بی تنگی چو رو کرد عیش فساح
 بدو گفتم ای آسمان زمین
 نه بینی کزین بوستان خمی
 همه برگ ریزان کند شاخسار
 گلستان بخورشید ساز شد
 چمن سوخت خواهد خرد او را
 بی ریگی گلشن این زمیست
 نیزوان می کرد با پیچ پاس
 همه مرغزار و همه چشمه سار
 بصیر اکنون گشت باید یله
 بنید از دلقکن بالا و زیر
 گذاران گذر کن گوی بر سر
 چنین تا مندر زنده روزگار
 همه کام بگیر و بردار سب
 بخوشنودی من پذیرفت ز تو
 نغمه سودا تا بندهگان باختند

مرا پیشتر بودی آرام گاه
 چو بیل کشیدم بدان باغ خست
 ز گل گشت آن باغ شکست
 گم خیمه بر سر زودی نارون
 زمین کرده اس بوایرین
 زرافشانی از دستش آموخت
 فلک هودو بر آستان حسین
 چو عمر بداندیش شد در کمی
 چو تیغ سرافشانت در کارا
 ره پر تو اندر چمن بازشد
 شود ز رو چون تهر دشمن گیاه
 که بی برگ نتوان بعشرت
 که کرد هست ملک ترا بقیاس
 بدل روح بخش و تن ساز کار
 بگشت چرا گاه اسپ گله
 گوی کبک و تیهو گوی غم شیر
 که داغ تو دارند بر تن آب
 رود در ترا زو چو ز معیار
 وزان پس عنان با زگردان
 که خوشنود با و از سپهر کی بود
 هیچ سفینه را همه ساختند

بزم هوسال

مجلس

تنی چند از آزادگان چون نهر
 که اول رفیق است انگه طلق
 یکی نامور بود داماد او
 جوانی خردمند و فزاح سر مست
 بسی زنگشته سپهرش بسیر
 دهری دگر نغز و از زنده دشت
 نگو خوی و میا دل را زین
 مراسم با بود تا یار بود
 سه و یک یکی بز که گوی طریف
 بز می سخن گوی با آهسته گوی
 چو شد راست کار منفرد چو تیر
 چو پیران جوان سخت دشمن
 چو پیر آتشی گشته از زخم
 ابوالقاسم آتشاه ملک فنا
 سپیدار و زشس بر روی چو روز
 قرچون خیش بود می آهسته
 شب قدر بودی چو نویس تعبیر
 ز سیرش دو منزل و چو از عدم
 ز پیری شده لعلش الماس
 ز آغاز و انجام آگاه نیست
 از آن کرده خامش لب گنگوی

بهمراهی خوشیستن چون نهر
 چنین گفت آن بر خلاق شریف
 که آرامش دل بد از یاد
 یکی سر و این بجز باغ بهشت
 بدان سال اندک فرودان
 که جان را به پیمان او زنده دشت
 جوان هر دو دانا و شیرین سخن
 بن مهربان بود و غم خوار بود
 بنزد محبت بودن حریف
 پراز شرم جان و پراز رم رسو
 سپرد و در شرم بدرگاه پیر
 گواه درون موسی کافور گرن
 همه حسد من آرزو سوخته
 که اندر دیش نیست غیر از خدا
 بلالی است گفتی دو گیتی فرد
 نگشتی بهر ماه اگر کاسته
 اگر تافتی در شب قدر بدر
 ز سیرش دو آیت حد و حقیق
 خضر ز آب حیوان و جرعه نوش
 که در راه او این در راه نیست
 که در گفتگو ناید اسرار او

لبس شمع چشمه زندگی
 ز فرخ زمین و زمان امان
 شده زاده چندان که رویافته
 ز خود رسته تا خود صفا دیده
 چو دستوری از خضرش یافته
 یکی یار و یار نیام بود سینه
 هیشواری از رحم از اوگان
 که روشن لی و نشاندور است
 اگر نام جوکی از ان نامجوی
 خردمند مردی می سوری
 بسا روزگار از روزگار
 بسا کشور آسوده از داداو
 هنوز آفرینش از تازه است
 هنوز آسمان یاد او میکند
 هنوز آستانش فلک پایه است
 هنوزش فلک ام خواهد زد
 اگر ملکش از دست شد کومنج
 خدا را سپاس خداوندیش
 دو بنیده او که یک بین می
 بدست تبه کاری در تباه
 برین ز غم بنیده زبان گو است

بزم وصال

دلش مسدن گو بر بندگی
 دو فخر زمین است و قطب ان
 بهم از گرد روی شده یافته
 خدا را چشم خدا دیده است
 سوئی هم زبان وی بزبانم
 شدم پیش او بهر پر و خیز
 مهین آدمی از آدمی اوگان
 همی خوبی باد نشانش نور است
 بتازی ز شیر خدا نام جوکی
 شده حکم فرما بهر کشور می
 بکشتی شده تا چون خرم بهار
 بسی خلق شاد از کف را داد
 بگیتی ز نام وی آوازه است
 جهان عهد او آرزو میکند
 جهان به او هنوز از کفش است
 هنوزش قضا با جوید صدر
 هنوز ز نازد به ملک و بیخ
 که بر جاست ملک و نیش
 جهان با جانی جهان بین می
 وزین مرد شد روزم درم سیاه
 که بنیده ام را جهان بی ضیاء

ولی خوشدم کافر غینده است
 مرا گفت شو و دیده برگشته است
 کن کاین خ راه و فاد از سیت
 پروری گدشتیم از سال شتی
 پس از روزگار می که باز آمد
 بجائی و فای که با من کنی
 بسی ساله دوری میفر او گر
 بعد از آوری گفتسم ای نیکو
 تو سی سال بر من داد شتی
 بشی و زه دوری پایت خست
 زمانه بسی منتت بر خست
 و دیگر که در زیر این سا طشت
 بر آفریزوان چه جامی می است
 بگفتیم و پدر و در دیم و خاست
 ز اندیشه گیتی بیارسته است
 ز دل بیخ اندیشه بر کنده می
 که امین بر آکله پاک از هو است
 به بزرگی از رنگ بی پرده است
 همه رنگ از پیری ساخته است
 گواهی اگر خولهی ای دل برین
 به ساقی آن زهر شیرین

بدل بر فرود آن و شنیده است
 و یا از زهره مهر برگشته است
 همه شیوه مردم از است
 عراقی شماردم را پارسی
 بیدار یاران بسیار آمد
 که بندی و ساز ز فتن کنی
 که خوش نیست دوری ازین شهر
 زمانی ز انصاف ایس کرد
 که با درد دوریم بگذر شتی
 که تا قدر ز سی ساله هجران شناخت
 که سالی پروریت کی فرود
 که یار روز اندازه اندر گذشت
 که این زشت خوئی و آه می است
 جهان سر سبز از زود هو است
 خوش آنکلی که از اندیشه بر است
 پدر را یکی نفس فرزند می
 همه سادگی جمله نو صفا است
 درون تازه بر پیش نشسته است
 که در سادگی کردن از فرشته است
 به شتم فلک بین فرخ برین
 که آتش کسند ز رسته گلزار

<p>بسوزم سپردانم این پیشه را</p>	<p>گر پیشه شیر اندیش را</p>
<p>بیان جلد شدن ز بار بستی و دور کردن از دود و دیرین در باغ از میوه محلو</p>	<p>بیان جلد شدن ز بار بستی و دور کردن از دود و دیرین در باغ از میوه محلو</p>
<p>که میوه به حیدت در او راه بست ز میوه در او آنچه دل خواسته یکی نیمه سبزه و دیگر نیمه زرد نسکنده بسر چادر ز روزنگ چونو خطی از بیخ رود روی بیاکنده در همان مشک خطا همه باغ را کرده یا قوت آرا چو مریم که آبتن آمد بر وح با پانی انگبین سخت با کلاب به چهره را داده از غازه رنگ سپهر ز یا همه خست سرش چو ز بهره شدن با عیش خوش شکر سپه اش را بجان نه بود به بنیده آتش نموده ز دور یکی روز کردیم با هم بشت زمانه به پیشید مشکین زیند دو دو دام از خوش شب خوش چو را می صواب زول این همه خستید از زود و خوش تاب</p>	<p>با غنی فرو و آدمیم از نمنت بستی خوش و نغز آراسته پیدایش صبا ز نیشاند کرد تو گفتی که گل چهرگان فرنگ بگردان درون زرد چهره بی تو گفتی یکی حقه کربا است کفیده انار از بر شاخسار مردش شده ریح دل قوت با همانا که در هفتادش بشکام آب عروسانه کافور کون شکر شده طارم تاک بار اویش همه شتری رنگ مرغش لب بسته اش با شکر خنده بود شده نخل عناب حین نخل طور در آن باغ خرم به عیش طرب چو خورشید گشت از روانی جهان شد چو رنگی قطران خوش در شان در آن شب سهیل بین شب تیر گردان بود گفتی غریب</p>

به ورمود پس پهلوان گزین
 جنیت کشان کشیدند تنگ
 سرفراز بنیله احسانود
 یکی نیز تازنده تازی گشت
 براه اندر فتاح نیل و بنه
 همه شب من چند فرزانه اش
 پوشد زان شب تیره کون کون
 یکی سخت ره پوز ازون شب
 کریوه کریوه همه سنگ لاج
 یکی کوه یابرز البرز دشت
 سراقنده گردون پیغاراوه
 سپر از برش ره بانیشه دشت
 ز تیغش نمودی فلک چون دره
 بهر دشتیب فرازش بهی
 بلندیش آسب پومی ماه
 ازان دیولاج و ازان سخت کوه
 چونیک نیمه شد زان شب پرنیو
 پیاده کرده ز ایلات کوه
 سره گرفتند بر سر ساز
 چنان آتش افشان شدند تنگ
 ندانستگان شیر پر خاشاک

که بر تازی اسپان نهادند
 بشبید ز دیوز و سمند و گنگ
 چو خورشید خشان کسب کبوه
 مرا برشانید آن ناسور
 ز سودای منندال خواب
 خواب بستم ز افسانه اش
 به پیش اندر آمده پهراس
 گریزان از دیو با صندلیب
 سم تازی اسپان از دشت
 کی البرز ز افسان و بز دشت
 که گنجیدی اندر بن عسار او
 که در یار خود را خزان شیشه دشت
 چران اندران دژ گاه و بره
 رمی کرده گردون گردون می
 درازیش پیش از کوه سنگ راه
 سواران تنگ دستوران سوه
 بر آمد بناگاه بانگ غم رویه
 سر ز هوش خالی دل از کینه
 چو آید شیر از کین گرا
 که چون دور گشتان شیر
 نه شیری است کار در آتش خنده

در کمال ذوق و حوصله
 در کمال ذوق و حوصله

برایشان شده آتش تانباک
 چو دید آن سسرافراز مرد و لیس
 بفرمود تا آتش افشان شدند
 خود از کین بر آهت بزود تیغ
 پیاده شد از تازی اسپان گران
 ستاره دران ماند اندر شکفت
 چو دشمن چنان دید نمود پشت
 کفی خاک چون ابر بالا گرفت
 بنه که چو شد ابر گوهر نشان
 کین کرد زوب بشیر عشقین
 بهر پای نتوان نمودن ستیز
 بی شیر باید که تاز آوزد
 چو از دشمنان زه پیر و خندان
 چو بنواخت نوبت زن با هم
 بشد خسر و زنگ و کل به بست
 بمنزل رسیدیم از ان راه دور
 سر و تن شستند هر یک کرد
 خنودند زان صجکه تا بجا شست
 برآمد سر از خواب شان نیم روز
 چو برخاست سر از خواب کرد
 ز پالوده و لور شهبود کرد

چراغی و سوزان بر آه هلاک
 که گرگان کین کرده بر تیره
 بکشت مدد و برق خشان شدند
 خروش آن بگردار برنده میخ
 که نتوان سواره بر آمد به کوه
 که سیلی چنان راه بالا گرفت
 که نتوان درفش آرمودن پشت
 که با بر نتوان زنده این شکفت
 از ان کرد و نگذشت نام نشان
 همانا بر او گرم شد پوشتین
 بسا پای کا مد براسه گریز
 بی کور مانیم جان در زب و
 کجا ور به بیضار و ان ساختند
 بکوش اندر آمد خروش خروس
 شته روم آمد بجایش نشست
 همه خسته جان از سوار و سوار
 جهان دار را هر یکی یاد کرد
 که یک خسته زان جواب سر بردا
 ز بس گرم بفرخت گیتی فروز
 خورش رست کرد و خالی کرد
 کباب از بر کباب و ان بره

نور

بیت در سینه خورشید

ای کتاب جانان سوزان

ز هرگون شراب ز هرگون طعام
 درون چون برود خشم از خوش
 جفا بنجوسی - او نشیوار مرد
 یکی بجزه بر راه پیوندش
 سوم بهره با مرد آسورگار
 سخن گفتن از کار و با جهان
 مرا گفت پس او پیوده ایم
 کنون جایی اختیار باز است
 سخن راندم از داور و نیست
 بد گشتم ای آسمان بسند
 همه بادل حرم و شاد و زنی
 فلک تا بود بر مراد تو باور
 ترا ملک یکیا به یکیا باور
 جهان بگذرد نیک و بد هر چه است
 بیشتر اگر نیک اگر بد رویم
 خدا بنده دست فریاد رس
 ز مظلومستان بظالم مرده
 پسندی که یک تن بود از شاد
 یکی را بزرگی دهد و دیگری
 در گزند شاه که افرق صیبت
 اگر آنچه گیری تر از وز صیبت

پذیرایی طبع و گواری کام
 که تن نبود از خورش پیش
 سه بهره شب روز را بخش کرد
 دو م بهره از بهر آسودش
 نشان بستن از گردش روزگار
 بر آوردن از مانی نمان
 زنج درون نخی آسوده ایم
 که گوش و دل ما باند زنت
 که بیدار کرده به نینو بست
 مباد و ای جان اخترانت گردند
 زنج و غم گیتی آزاد ز می
 همه هر چه گویم به یا و تو باد
 دل بد سگالانت پر کاله با
 بد و نیک مان باز ماند است
 همان گشته خوشترین بر رویم
 که بر بندگانش نبود و ادب
 به پیوده تن در مظالم مرده
 جهانی بنفرین کنسند از تو یاد
 که خوردان شوند از وی حلال
 که این هر دو در آفرینش یکیت
 توستان که او خود با نیدیت

گرت نیست در صحیح گیری رگس
 جهانجوی سپیدکاین او پست
 بدو گنجه ای بایه سردری
 دو گونه است ادای هر فرزند
 یکی آنکه از نامه پاستمان
 که بازیرستان چنان بوده اند
 قویتر آن سوش مشیه بخود کنی
 در آنکه از جو شستن در هر
 چو رفت از دولت خوی آبروی
 فروغی زیزوان در او کند
 کنی بهر چنان پس به پیش کنی
 بدانی بحجاز بهر بالیت بود
 اگر رستانی که مشردی
 هر سان نباشد دولت یک نفس
 تو امی است کرد از بکیو شست
 ولی و دیگر راه پنا در است
 نیمیش از رهنمان نی زچاه
 نخستین بهت سخت اهی بود
 چو کوری که ره طی کند بهصا
 بجه درتد یا شود دستگار

در این کلام
 از کلام
 در این کلام

چو مال تو نبود و بالست پس
 بگوی در حق گفتن ایری است
 که دانی و پرسی ز نیک حسری
 بگویم چو دانستی از وی گردد
 بخوانی فراگیری اندستان
 چگونه ره داد پیوده اند
 بنیگان نکونی به بد کنی
 دل پاک بر پاک زیوان نمی
 پذیرفت آینه ات روشنی
 دل و جانت مدازره آگ کند
 همه داد با آفرینش کنی
 کجا نیز باز بهر بالیت بود
 اگر رستانی و گرز روی
 که آن کرده کرد گارت پس
 توانی شدن این و راه بشت
 رنده و دینر پنا در است
 رنده است بنینده در شاه راه
 هر گام او بیم چاه بود
 و یا دست و پایسته در شنا
 شود غرقه یا جاکند بر کنار

همانندون ممدوح عالی است به فلها حقیقت ترا چنان برین قدرت

<p>که دورانه تو بد کیش و گمراه بود خدا کرده از لعنتی پویی اس وزان سنگ چشم کرم و شستی شبتان از گذشته چون نمیزد لب جواد و آگیز شیرین سخن نجم گشته از با و او از موی شکفت هست یا قوت کج نهر که از گشتان چشمه آرا نگاه دو آهوی او بود ناوک فلک که او شک چیدن اباراج داد بگیتی کس از سر و ناخورد بر شد از زنی و فال خود خواستی بغیر خست ایوان زمانه ماه بگردون شد بار کج بانگ سر خور آورده پر دین ماه آفتاب نمان بر نشانند بر روی دوت رسانده برین پنج روی خورش که از دم و پرده راندی سخن در آینه اش گفتی اقا و مگر برش میفروداند شیر کماست زود نیت در ساغر آبناک</p>	<p>یکی تا جور در حقن شاه بود هو ابسته چشم خدا بنیش همه سر پای می صدم و شستی بکاخ اندرش بود یک ل فرو ببالا کردار شمشادین دو بروی او چون در سوهی دو عناب او گشته شکر فروش دو زلفش لبان دو ماریاه ز ناوک فلک بجبه آهوی بن بگیسوش آهوی چین باغ بجز ناپستان آن سیمبر هر صبح که خواب برخاستی شبی بر شین می آست می و طرب شمع و او امی رود به جام اندرون می می جباب دوت آورده نامی محفل کبوت دل نامی رویین بر آورده ش همین جنگ بود می آن سخن زهر سو پستاری می سنر چهر می آورده ساقی در بلای نجات زینامی می آتش تابناک</p>
---	---

گفت است کاش در آب آهسته
 بت گشتی در بر شاه بود
 چو ساقی می اندر تاج ریختی
 پی پیودی آنکه بسالار خویش
 زهی مایه از بهر پائیندگی
 چو جان یافت از باوه نشان
 پرسی چهره در خوان فردرده
 بچید کانت ز کاش نشود
 همی بست خونابه از نامی وی
 چو شه دید خونابه نسیم براند
 بسی عهد کردند و به سودنی
 شهنشه به بیمار روانه شد
 ز شکی روانی دل ریش خواست
 نشد چاره سازش بجز نیاز
 ز نویدی آن جسم بجان شکست
 که امی دادگر جانی نباشد است
 بکفرای جهان آن فرسیم گیر
 بت خویش را اگر فرسیم دان
 مراد یوره ز در حیلت گری
 هنوز آن در عابر لب شاه بود
 کنیزی ره مرده گویان رسید

وزین حلیه آبی بر آتش زند
 که دلدار شه بود و نخواه بود
 شارب بشهد لب استیختی
 بیا سودی آنکه ز تیار خویش
 می که شرد چشمه زندگی
 گرا سید نشان بسوی خویش
 یکی آسمان در گلوش نشست
 شد آن آسمان محکمش در گلو
 چو صهبامی گلگون مینامی
 بزرگان کار آگمان را بنوا
 چو آیه قضا چاره را سونی
 برهنه سرد پا بچنان شد
 بت خویش را از بخت خویش
 که بیچاره چون شود چاره ساز
 بخت بند جهان بر آورد دست
 و گر چه مرا یکسر آلاکش است
 و گر نیز گیری بر اینم گیر
 و گر کی پرستم بت بی روان
 نباید مکافات آن با پرسی
 که از دیند زنت بخشش نمود
 که آن در دنیا که هر مان رسید

<p>که آن استخوان ز کوهش محبت روان پیش شه خود آمدی ز پامی آمد و رفت بهوش ز سر با کس که تازیت بگانه نیست ازین پیش و ان لطف زوان پاک که پادش یکید و سلطان است تو کردی ستم دیده را بازخواست ترا این زمان گشته فریاد رس ببود او جان دل نواز ترا دل از نقش بگانه گشتنت که از آتش و دوزخست بازخواست باز با خدا مرد بیدادگر ستم گزید بیداد و در چه شود ز بیداد بگذر با انصاف دو بر و دیو بنهاد از ریو بند از و داد خود استمانم</p>	<p>یکی عطسه بر آن صنم داد دست کنون شاد و خندان خرامد می چو این مرده بشنید آن نامور در اندیشه کاین آشنائی چیست خطاب آمدش کای سلیمان پاک تورا این چه مزد سلمانی است بپشت ستم دیده داد و خواست زمانی چو برد او ز ندی نفس چو پذیرفت زردان شیاز ترا همان آشنائی حق بستن است بهمه بود پادش آن بازخواست بگفرا ندر و نگر بود او گر که گره نه انصاف در ره شود بیا ساقی آن باوه انصاف ده مگر تا خرد را که شد دیو بند ز بسداد او وار با نم همی</p>
--	---

استفسار احوال گروه پیشین از مولف فرست قرین

<p>که بدخانه چند بی ساز و برگ سید روز آشفته چون لفظ حال که جان دلش جامی انصاف بنوی کی سخن ساختیم ای جان ۱۲</p>	<p>چو زان بوم رستم سوئی برگ در او بد کردی پرگنده حال بر ایشان جیش و انصاف داد ز خواب خورش چون بر تو</p>
--	---

۲۸۰

سخن ز آفرینش همه باز رفت
 مرا گفت کانی مرد دانش پرور
 که الماسش اش چو درختانند
 نخست آفریننده اکار صیت
 چو بر پای بن استغنی بی پایه داشت
 گرش بایه بود از ان باز گوی
 ز جانور که بر زنده است آدمی
 کم اندیشه شد کادمی خواندش
 جهان آفرین اغرض تاجیه بود
 بگو تا در این کار که بر چه ایم
 چنان عیسی هست شهر را گرو
 چو کیس بر آورده داوریم
 یکی چون گذاشت یکی پادشا
 بگوستم ای آسمان خاک تو
 سخندان و بنیاد و پویشیا
 چو پرسی ز رازی که ناگفته به
 مجود پاسخی به ابر از هستی
 سخن چند بی پرده رانی چنین
 همه زیر نامبند از پیش و پس
 همه بر چه را باز هستی نخست
 پراکنده بشنید از مبرکی

ز حیوان

حکایت ز انجام و آغاز رفت
 سخن باز سر کن ز پیشین گرو
 سخن ز آفرینش چنان گفته اند
 نخست آفرینش که فرمود کیمیت
 زین ماگی بود یا ما چه داشت
 و گرنه ز بی ماگی ساز گوی
 ز پیشی است آن تربیتی کمی
 و یا پیشتر کاین تسلیم راندش
 که از اخت این بارگاه کبود
 چرا و کرا و سپهر ایم و که ایم
 چو شده است چنان باشدین باز شو
 چگونه یک از دیگری بر تریم
 یکی گشت کسره یکی به سما
 که تا به می گوهر پاک تو
 خردمند و انا و پر سپهر کار
 چو جوئی ز دوری که ناسفته به
 دهد مرد را و در دم کاستی
 ز پیکانگان رچند رباش بین
 به نگاه و روان معنیان حبس
 سکندر ز فرزانگان با محبت
 که از دل گمانش نبرواندگی

طریقت نیست خیر از شکر آفرینش

<p>ز حیوان فزون از فزونی است کم اندیشه را طبع انسانی است فزون به در طبع نادان بود با کن که عقل ترا دشمن است که جوید چو از خوبی و از بدی که ایم ز نیسان پریشان شده هر آنرا که افتد پسندت بگیر ز هر گون غرض پاک خالی بود نه از جو چشم عوض باشدش که با در با بگانش نه را آفرین که بر بقیراری تدارک است که که در شیب است و گاهی او که بفرود آید همچون خراب ولیکن بکاری نه پرداخت به جو جو بگوید شمار همه که نتوان شدن بیغرض یارو ز آینه جز صورت خویشتن بغیر از پریشانی عند لب بجز سوز پروانه سوختن بغیر از نفسان دل فاخته اگر پادشاه است اگر خود گد است</p>	<p>کز اندیشه از عقل خیزد کوه است در اندیشه از خوبی حیوانی است چو اندیشه ات سوختی دان بود در اندیشه راه با بر من است و گر هستی از خویش ایزدی چرا ایم زمین گونه حیران شده و تو پاسخ بر این باشدم دلین جهان آفرین لا ابالی بود نه از آفرینش غرض باشدش مرا پیر و اندو بی تدرین نکو گفت و این یادگار است چه دار و غرض بجز جوشان موج چو خواهد ز تابین بلند آفتاب همه کار ما را خدا ساخته است بنو نو کند راست کار همه و گر غرض جوی از کار او چه دار و غرض با زمین بدن چه دار و غرض نوکل و لغوب چه دار و غرض شمع بسوز خسته چه دار و غرض سرو و افراخته به در دل سرو کاری و اجده است</p>
---	--

شالی بر این گویم بر بخت
 یکی کنج بد پر ز قد و گس
 همی خوست تا خویشی میکند
 بیاورد خلقی بدید از زمان
 همه کنج را خواستار آمدند
 همه از گو بیان بر آورده
 چو دید آن همه جوش گفتار
 ز نیزنگ آن گوهر سار و رنگ
 و گرد امسی چند سنگ از فسون
 همه در پی دژ گوهر شدند
 تنی چند را سر مه از کشید
 که گر جمله را کردی آن بیست
 بر آن کنج مار سیه جایش
 چنان بی ادب بانگ بز و گرن
 مرا نیز ازین کنج بر می سان
 و گرنه من این را ز بید کس
 ندانست فسون خویش ازین
 گفتار تر ابهره جز بچ نیست
 نداد او پس در جهان کس
 هم آنان که چو پایی گوشت
 که هست آن سنگ بجز حال

نه قول من است این کج قول
 نبوده بدان کنج کس رهبر
 جهانی بر آن کنج شید کند
 همان کنج را بر کشید از زمان
 ز سود امی این بقرار آمدند
 ولی بر تمنای معسل و گهر
 که از زان خزانند از زان
 همه دژ گوهر خسته گشت سنگ
 چو دره گهر کرد آن فو فسون
 خریدار سنگ فرو شدند
 که آن کیمیا شد بر ایشان پدید
 بر می کنج پنهان چو رو نیست
 نهانی نظر بر فسونش گمانت
 شدمم که از زان این اکبر
 که دیدم فریب تو را با کسان
 فسون نهانت بودید کس
 فسون دومی آن بی ادب
 که گستاخ گوید ز خویش نیست
 که قلاب از بود نام سره
 بسنگ فسون خوانند گفتند
 دن و منصب ملک و فرزند

خواجه

همان گنج کا نذر نظر گشته سنگ
 بر ایشان فرستاد و غیر آن
 که از سنگ دل و ارمانند نشان
 بر آنکس که گفتا نشان ریشته
 بکنج روان برزد و سود و نیت
 شمرد آنکه دعوی ایشان دروغ
 از آن دوغ آلوده مستی کند
 چون خوش گفت دانه ای آموزگا
 کلو گو را خوار ما یکیشتر
 بحرف نکو خواه بد دل مشو
 اگر مرد را ہی بر بدان مشو
 دلیل از دلایان نه جویدی
 ولیکن نبایست این لشت
 اگر راه جوی با خلاص جهد
 و گرنه ترا عقول از ره بزد

غم و درد و نوح آید پیش تنگ
 که بودند آنکه ز گنج گران
 سوئی گنج گوهر گشاند نشان
 نظر سوئی گنج گهر بر گماشت
 از آن رخ آسود و بی بود نیت
 نه بنید بکار خود اندر فروغ
 از آن سنگها بت پرستی کند
 که هر است کاری بود ترگا
 ترا هر چه گوید بجان در نیچه
 بر ای چه که ره داشت خواند
 که گم گشته ره می نیاید بزود
 دلیل آنکه ناگه بمنزل سی
 که هم عول در راه هم خضر است
 خضر را بود باروان بود عهد
 ز تبیس ستانیش و در چه بود

بودن سباهی او فرزند روانه کردن و در ایامی امیران پدید آمد

تنیدم که شایه دو فرزند
 و نو باوه بوستان جبال
 شده هر دو شایسته کابلک
 چنان بی نظیر خپان دین
 برهن رانی شده خسر و باجو

دل از روی تان شود خرسند
 و خوشید تا بان باوج جلال
 و چشمند گفتی بر خسار ملک
 که بد بهر یکی دیگری نظیر
 بکار و پودر گرامی کس

که چندی برون از برشته شوند
 بر بنید سامان هر کشوره
 ز آئین هر ملک و انا شوند
 که ناوید هر مرد از جهان گرم بود
 ندیده کس از پنج و سخن نشان
 بر نقد بیرون ز شهر پیر
 هر شهر نامی مکان ساختند
 بصید و برایش ز کوه و زشت
 قصه را بدشتی راه آما و شان
 باز می غزالان در آن مزار
 در آن جبر که بود آهوی کس
 چو آهوی چشم و لارام بود
 اگر نبرد و روی او بودی
 هر آن دل که را می ستم دشتی
 چو از پیش شهرادگان بگفت
 بهم هر دو گفتند تا ز آوریم
 فگند یو از بی آن پری
 بگردار برق فخر شدند بخت
 همی رفتی و باز دیدی ز بی
 چو دیدند آن چاکب استادا
 سپردند از صبح تا چاشت گاه

ز نیک بد کشور آگه شوند
 خبیر با ز جویند از پورتی
 که در ملک انی تو انا شوند
 نموانند مردان مردش بود
 کجا یا بد از پنج سخن کشان
 و در فرخ سپر با سپاه و شهر
 لشکر و کردل بر و خستند
 گذشتند چند آنکه به مگدشت
 که داد از بشت بن مایشان
 دل آسوده از باز می زرگا
 که بر شک مویان صبح آهوی گرفت
 که گانه زمان بود که رام بود
 ز گیسوی حو بان نرا بود
 مر او را چو صید جرم دشتی
 هر دل از او آرزوی داشت
 لبی ز خمی او را فر ایدیم
 بیست از کمی شان حیاتی
 کجا برق خشنده اقتد بست
 دو کی را فرو و دینی ل مود
 سپردند هر یکد عثمان با و را
 فزون تر ز هفتا و فر سنگ راه

بمانند سپان تاز می زدند
 تن مرد خسته بی اسپ پیش
 زمین گفته شد لبیکم خورشید
 بغاری بناچار برودند خست
 بنفقتند از خشکی تا شب
 شبانگه چو برشان برآند خواب
 بی بازگشتن دوشورید خست
 ز تاریکی آن هر دو گم شدند
 نوشتند تار و ز بس آه و
 پییده چو پیداشد از کوهها
 دو مرد خستمانده در فیتند
 بریدند بس آه تا چاشتگاه
 بمانند بر جایی اسپان پیش
 مهین بچو رسته کز بهر پیش تو
 بنا که تنی چند دزدان برآه
 کشیدند خست از تنش بندیک
 یکی را ز دزدان برآوردل
 که ناچار و تشنه است مگر دانه
 چو بینی بدو داد و در پیش نمود
 در آید پس از بهستی بی شمار
 زده هست سر سیمه ناتوان

هم ز تاب و نیرو و سالار تو
 سپاه از پس پشت آهوی پیش
 هوا چون سنان سینهها پیش رفت
 بجای ناز پرورده در درخت
 ز بی زاد و بگری تاب و تب
 جگر با خضر داوشان دیده است
 همی تا خستند اندران آهنت
 نهادند راه را و پیره شدند
 نیاسوده یکین ز مرد ستور
 بدل شد ز کافور شکست تا
 که بیاورد بود آنچه شب تا خفتند
 ز پویش شد سپان تاز می را
 پیاده روی برگرفتند پیش
 بر فتن و زو فرنگ پیش بود
 بره برگزشتند بر پور شاه
 سراپای خستندش از چوب سنگ
 بزدانقتش و جان به او بر خست
 بجانی غم اندوز عالی تابه
 بشهری که در پشت آن گشته بود
 برهنه در آن شهر دل سوگوا
 بشد بر در خانه باغستان

بر آورد آهی که راهی و هیید
 که دستم غریبی جگر خواره
 برهنه رسیدم از راه دور
 قصار او در آتخانه با کوزنی
 که بودش همه چیز و فرزند
 بدستوری شوئی بر پاشی
 که چون دل کند خوش جگر پاره
 چو افتادشان دیده بر خنجر
 به تیار آن خسته پرده خفتند
 پذیرفت هر یک بفرزندش
 محبت چنان نهرن آهون بود
 چونک چند بگذشت ازین روزگار
 پسر خوانده را و اوزن ختری
 مرا و را بسی نغمه فرزندش
 ز کتیر بر اوزن بودش بیاد
 و پاش از پی آن بندوان سپید
 ز راهی و گرشه بدان شهر باز
 شه کشورش دید و چیرانش ماند
 چو صهبائی عیش و طرب نش کرد
 زمان کرد و فرزند بانی شمار
 و ز آن سو سپه سومی شده آمدند

به چنان بومانی سپاهی و هیید
 ز شهر و دیار خود آوار ره
 تنی تا توان ودلی ناصبه
 بخدمت بر شوئی انوننی
 دلی بود او را و دل بندنه
 ز همان نو کلبه آرامی شد
 و هر کرد گارش جگر پاره
 برو هر دورا بر بکوشید هر
 بطرز خودش جامه ساختند
 که از چهر او بود خورندیش
 که از شهر خویشش فراموش شد
 ملک زاد او را و ختری بکار
 بایوان که بر نشاند ختری
 نهال امیدش بر بوند شد
 که او هم بدینگونه گارش تمام
 بر نهرن شد اما بر بدان سپید
 برگشت در نامی نعمت فرار
 بجان برود فرزند خویش بخوار
 ز باب و بر او شد اموش کرد
 بر آسود از سختی روزگار
 ز آرم شه روسیه آمدند

شده احوال شهزادگان چون
 که چون بونی بود بر با گذشت
 جهان بین یکی جامه زخنده در
 نگه کرد دید آن دو پور جوان
 کهن جادو از حیل و حشمت بند
 پذیرفته نیزنگ جادوگری
 شده شهر بند آن دو فرخ سپهر
 دل شه بر احوال شان بر بست
 برایشان فرستاد پس محرمی
 که از حال شه نیک آگاه بود
 بزرگ گفت روتا بجاد و ستان
 یکی جامه جادوئی ساز کن
 مگر تا بدان نسبت همسری
 فرستاد و پیشان ز ره برگشت
 ز شهزادگان جست از پیر
 بیور همین نامه شه رساند
 فرستاده تدبیر کار برد
 بیا و آمدش ملک بوم پر
 بپای فرستاده سر نهاد
 که آئینه دنی بر پرده خستی
 گشودن زقت باید پرت ماه باز

ایرانی

نخستین بر آشفست و آنگاه گفت
 باید کنون از پی چار گشت
 بجای جهان بین نظر بر گماشت
 در افتاده و در خطه جادوان
 پلاسی برایشان نمود و بر نه
 اسیری برایشان شده روی
 فراموش شان گشته شهر پر
 ز غیرت چو آتش کرد ز فرخت
 فرشته نهادی خسته و می نه
 همه کرده اش کرده شاه بود
 دو آزاده از بند جادوستان
 بشهزادگان خویش مساکین
 ز نیزنگ جادوئی شان اخیری
 که تا جان بدان مرز کشتو گفت
 بر در همه حسابمه جادوئی
 فروماند سختی چو آن نامه خواند
 که از دلش نقش جادو شد
 ز بیرون نمائش از آن بوم
 که از در تر افرو نیکی و باو
 ز شهر و پدر آگه ساختی
 که باشم بر ساحه شایه باز

بخت آن برادر که کمتر بست
 بسی گشت کردی هم آگاه شد
 بر آن کمترین بس گران نبود
 تدبیر با سومی او را حجت
 بدو گفت ای پور شاه جهان
 ز شاه و وطن دل برداخت
 کنون وعده با گشتت بخش
 که شاه چشم چشم بر آفت
 ترا شاهای ملک جاوید است
 ترا باشد ایوان نازنگار
 چرا بوده باید چنین با پی بند
 چو شهزاده بشنید خندید و گفت
 فرستاده گفت ای شه استکار
 چه دیوانه خوانی که بسن غم
 زهر تو این راه پیوده ام
 فرستاده شاه را در پذیر
 بر آشت خسرو بران ارجمند
 پدر شاه و جو یامی پوری چون
 که ز می من فرستد فرومایه
 فرستاده خسروان این بود
 که با خسروی طوق زین تو

درین ملک میایدش با حجت
 سگالش گمان بر در شاه شد
 که او شاه را اجابی فرزند
 نبر می سخن رانده باو حجت
 جدا گشته از دار ملک شمان
 بویرانه جا روان ساخت
 زویرانه مشت جاوید که نیز
 ملک پدر شو که دخواست
 ازین جاوید انت چه نیست
 در او برده بس گوهر و زر بکا
 بنا دکتا جایی ناول سپند
 که مسکین با خولیا گشته بخت
 سخنهای لغز مرار است
 این شهر نرسد از مرموم
 بر روز و شبان بر نیاسوده ام
 مشو بر پدر شهر یار اوسیر
 که چندین سخنهای ناول سپند
 بنووش سرافرازی از غم
 چنین بیو امرو دون پایه
 که با دلق و ستار شمیم بود
 کجا حاکمه که هر آگین تو

ز شایسته کجا چاره کوشش
 بختار شه چاره سازانم
 همه راه می رود و امر یک تنه
 بهر خصمی که لبان و ساز
 بمن آنچه شده و او نه انعام
 که ایدون بیانی به همراه من
 بدو گفت عا شام من این کج کنم
 بگیرد بمن سبیل و چشم بند
 فرستاده گفت ای شاد بگری
 ز پند من از جادوی دارهی
 و اگر آنکه اندر من نشنوی
 تبرک تو خیر و نگوید همی
 ولی گریه به راهی من شوی
 و گرنه ز تو شه شو و کینه چو
 بنواری نیز دیک شایسته کشد
 بر آشفته کی شمره روزگار
 سرخوشی تن گیر و زین ملک و
 بفرموده راندندش از پیشگاه
 چو آمد بر شاه گردن فرار
 پدر پور خود و دید و بنواختش
 ولی عهد خود ساخت و بلند را

کجا در کایت جنت نشان
 چه جلیت و این شهر باز آمدم
 نه است و چشم نه شنباه و نه
 بمن راه کوتاه گشتی دراز
 در این ملک کی گنج خاکی کسیت
 به بینی به پیش پدر حبار من
 که ترک کی و افسرد می کنم
 که آگاه دل به تم و به تموند
 کنون تسبیل جادوی میخوری
 گدائی دهی باز گیری شی
 بفرمان سالار من بگردی
 سپهر ایدر باز جوید همی
 به پذیرمت کام دشمن شوی
 فرستد یکی تو خیم خیم خوی
 به بندگران زین گناهی کشد
 با بر چه شور می دهی و ز کار
 و گرنه شوی خشم مارا گرد
 فرستاده با پور شه شد براه
 بخت آنچه را گفت شنید با
 بر او زند خود و جا بگه ساختش
 خلافت فرا دادش ز ندر

به پور کین بر بیا شفت سخت
 یکی ترک و ز خیم بد شا و را
 شکسته بسی قلعه رجا و وان
 بگفتا برو موشانش بیار
 که او دشمن مانده مندر زنده است
 چنین کرد و بر قلعه اش رفت دست
 بملک شمش بر دنا خواه خوا
 ندانم شد از جرمش اندک گشت
 ولی دانم آتشاه و لاکس
 بیاساقی آن با ده در جام بر
 مگر تا که استیزه از سر بنم

که تا پاک دل گشته و سیر سخت
 تبه کردن جان بدخواه را
 بسی سرکشان گشته ز و نوان
 بدست عقوبت کشانش و یا
 سزاوار و شایسته بند است
 برو بوم جا و و بهم شکست
 بزندان سپرد آن من رگناه
 و یا از از عتابش چه بر سر گشت
 به بخشایش و لطف بودی عمر
 ز جام فرو شوئی زنگ سینه
 بیای مگو خواه سهر بنم

بزم وصال
 در روز جمعه
 در روز جمعه
 در روز جمعه

مرحبت با پس مقصود حاصل در زخم با گوناگون بود

از ان مرز چون مرزبان بارانند
 یکی سر زمین بود چون نو بهار
 هوایش بد انگونه گاند بر تون
 شده چشمش در گوار رنگی
 خورش گریگی کور پر وار بود
 روان گشته از تیغ گو آب و
 تو گفتی که عبه از آسمان
 چنان سرد کنوی کنم کون

بجانی که در تقاش و نغان بنوا
 همه کوهسار و همه چشمه سار
 بگر کین نیاز آمدی نیم رو
 که ارا ترا از چشمه زندگی
 خوردند بیک آب با بار بود
 در خشنده چون از خورش کین
 ستاره فرشته از کنگشان
 ناند و گر گر سیم و سخن

ز بس مایه گان که هرگز زین
 کنارش زهر گونه گل رسته بود
 ز تری لب مغز را شاد و شست
 ز هر سو بدستان لبی مرغ شست
 ز خرم درختان ز پر برگ و بر
 درختان ز یک سو که ایام باد
 دو یار پشیمان آرزو دادند
 غنودیم در سایه نارون
 در آن پس خویش ما ز کردند
 کزین چشمه ساران دلکش همین
 سه روز اندرین جا بگنجه نمودیم
 کمون کرد و گاری که با شست
 رعیت بخواند بر سپیدشان
 همه هم زبان برکشودند لب
 که گیتی اندر و بداد تو باد
 فغانی کزین بوم گردون شود
 کفنی که بر آسمان بر گماشت
 بر آسود روشن دلش چون شبنم
 که دادش چنین دولت و بر
 وزان پس مرا گفت گامی بپوشند
 بگو آنچه روانی که حق فاش به

بدان و آن گشت بجزی مگر
 ز سرخ و زرد و سپید کی بود
 تو گفتی مگر باوه با باد و شست
 ولی ز اندر مرغ سینه و شست
 همه دشت پر بزر طاووس ز
 یکی نغز مانندم آمد بسیار
 که در آشتی سر بهم بردادند
 که از نشتگی سستی آسودن
 چه پر زنده شد گفت روشن و آن
 بزودی در نسیج است پیرن شدن
 بچارم سوئی شول بیرون بزم
 ندانم جز از که تران با نخت
 همی کرد از خود پر امیدشان
 که روز مرادت مبینا دشت
 خشک آن پر کین ساید تو باد
 همه با تک شکست و آوازی و
 بپرداز اگر جز دعائی تو دشت
 نهانی همه سکر یزدان بگفت
 ولی کو گراید نیرمان بر می
 بیات چه دارم ز اندر زویند
 نهانی ز ما هیچ در اول مستند

گشودم سر و رخ گوهر بر پیش
 بجز و گفتم ای آسمان بر دوت
 جهان کهن را تو با و اجوان
 متنا بجز پرستاری اورت
 بجز پاک پردازان مهر بهل
 ز دین خداوند بردار پوست
 همه دین دادا در فرمان برستی
 ولی برخی از ترس می بگیرند
 گردهای بومی بهشت و خوشی
 گروهی سوم زمین و اندیشه پاک
 پرستاری دادا که پیشه شان
 پرستند حق را دانت کشند
 اگر دوزخ افرزنت کو فرزند
 بهشت آئمه کو می پرداز خون
 اگر هست شان سوز می از دور
 ولی فارغ از آرزوی بهشت
 شکستند دل تا در آید خدا
 بگیرند در پیش تیرش سپرد
 اگر در بخشند و او بختند
 شنید این سخن چون سرفراز
 بگفتا چه بر خیزد از مشت خاک

فشاندم گهرهای جان بر دست
 فرستع جهان ای جان پر دست
 بسا و این چنین خالی از خون
 که تا بنده کرد این چنین گوهرت
 می پرداز بر صورت آب و گل
 که دین خدا پیشگی مهر است
 بود کا فرمان کوز فرمان بر تو
 بسا و آنکه فردا بدوزخ روند
 کشیدت پای از ره سرکشی
 پر تشنه اند از طبع نه ز باک
 نه از نیک نه از بد از تشنه شان
 که از با و ننگی سرخوشند
 که او آتشی هست بیگانه خون
 بخوان کس می پرداز از میزبان
 و گردوزی هست مهر پرست
 که با دست خوبی شان بگفته
 که پای جز او در شکسته بنا
 و گرنیز گیرند سینم است و سر
 در از پا در آرد و غصه آشنند
 زمانی بچسبید و اندیشه کرد
 که و سود جوید خداوند پاک

ای

و در این

و در این

بود گر نیازش خلد و نعلی است
 و گر بندگی بایر از کست در
 چو بایز ستاده نو کردنش
 بناچار باستی از بی شماره
 بگفتم فری ایت گفتار لغز
 خدای نیاز از پرستندگی است
 یکی مفروبی غنی گسترده
 گرفته نقرمایدت بنده باش
 چو گردن کشتی او نیار زویان
 گناه تو بروی زبان کی بود
 چنین است تازه قرارش برجا
 چو دریافتی لذت یانستن
 کنون بر پیش نبوی سبب
 ترا خشکی هست تا در ره
 به بران کنی آهوز از عیش
 پیروز ستادین بی شمار
 جهان را ز هر یک آوازه ست
 فرستنده چون یک بودیگی
 اگر صد هزار آید اندر شمار
 ز ستاده که کردگار آید است
 غمت آنکه داند خود و چو

پرستش چو خواهد ز ما گر غنی است
 پسند است کیمن ز پیش بران
 بهر چندی این باغ نو کردنش
 چرا مهر بر زد و بی پایان کار
 بنغزیت بنامم از پوست مغز
 ولی بندگی لازم بندگی است
 خورنده نباید که منت برو
 چو محتاج اولی پرستنده باش
 ولی پایی عذری به اندر بیان
 چو یوزش کنی عفو بروی
 چه پیش بیخود نمازش برمی
 در بیج آیت رومی از تاملت
 چو دیدی پرستش کنی بی سبب
 بمنزل خود از خشکی واره
 بوصل اندرون و ذاری عشق
 از آن نیک بودیم فرمودگار
 همان عهد بر نیر را تازه ست
 فرستاد گانش مدان خبری
 بعضی یکی باشد آن صد هزار
 بگیتی درون بر صد کار آمد است
 که گیتا خبر ایست یک شکر

نظامی از این شعر که در دیوانه است

دیگر آنکه بخوبی ایشان بروند
 سیم آنکه با هم نیارند کین
 ز گفت و شنید زوادوستند
 همه بیچ چون بازگون جهان
 یکی را در آن جا می تو کنند
 و گر با حسبی ز دانش وری
 کمالات ایز و بر انداز نیست
 از آن مهر چه را بر او آدمی است
 بران پایه چون آدمی بر شود
 زمین کز این پایه چون باگفت
 و گر سروران گر دیده اند
 باندازه خویشین هر که هست
 چون منزل ندیدند استاده اند
 رسول عرب چون منزل سپید
 خبر داد آن را که آگاه نیست
 و گر هر که گوید فریب استونند
 چنان گر سپارند راه را که من
 از آن مهر بر زد که او گنج دید
 کسی کو بر آن گنج گوهر زد
 تو نیز از بدان گنج خواهی بود
 و گر نه با فسوس خواهی شست

ز شسته صفت با دروان گرو
 که آبا و ما نذ با ایشان زمین
 همه پارس از ندها خرد
 و گر گوته رسم و گر گونان
 که رسم کهن گشته را نو کند
 که مهر از چه بر زد و میبهری
 نیز دان که با پر تو می از نیست
 یکی از هزار نمی از می است
 نیار و کز آنجا نماند از شود
 نبی گوهر ما و فلک شفقت
 همه راه بر آن نور دیده اند
 نوشتند این در بالا و پست
 ولیکن ز منزل خبر داده اند
 همه هر چه گفتند او باز دید
 که اینها از اتر شدن است
 که نتوان فرارند از نیجا مند
 نسا ز ند منزل خرابی که من
 رزان گنج را دید که رنج دید
 از آن بد که مهرش بر سر زد
 بیایست اندلی او شدن
 ز حسرت بدندان گزی شستند

این سخن در کتاب تاریخ طبرستان
 در باب اول از سلسله ساسانیان
 در صفحه ۱۰۰ و ۱۰۱
 درج شده است

بیان شاه فیاضی اقتدار اسلام و این سلطنت ابدی و بی پایان

یکی پاوشه را سپه دار بود
 ز رفعت زده بر فلک بارگاه
 امین بود و نادول و کج تیغ
 همه دشمنان شه از روی لبون
 سر بر سر گالان شمرست او
 خود اندوخته نیز گنجی نهان
 ولیکن بشپهینه ساخت
 بهر چه از جهان یافتی دستوخ
 فراوان سپردت فرخ سپهر
 که اقتدایوان را چون گنجی گف
 ز راندوز تا روز در ماندگی
 ز راندوز می اطاعت اندوز
 بنیدوز آنرا که با خود بری
 سپه در وقت از جهان است
 طلسمی بر آن گنج بستم همی
 خضرش کند این طلسم سگرت
 یکی سر مه دارد که بنیا کند
 از آن سر مه در چشم هر کس کشید
 پس از زمین گنج را زیار آورد
 راهی شدن و شور و فلک

نخواهندگی

بلک اندیش میرو سالار بود
 کله سوزده بر طارم مهر و ماه
 شوش داده بر ملک خویش
 کشیده ز اورنگ شان مهر گون
 همه مخزن شاه در دست او
 گهر تا همه ریب تاج شهان
 تا با دومی گنج پر در خسته
 گهر کرد می در بر فرود می به گنج
 سراسر ز گنج پذیرد جنب
 ز خامی به بیوده سازد تلف
 ز خواری می نیستی بو اما ندگی
 که او مایه عیش و شیر و زیت
 نه یاران خورند و حشر خوی
 مرا گفت پنهان یکی گنج هست
 که نکشاید پیش جز میسادی
 نماید بگوینده این گنج شرف
 همه از پنهان بودید اکنه
 نهانی سراسر بر او شد پذیرد
 گفت دامن خضر باز آوردید

راهی شدن و شور و فلک و اطلاع و بی پایان

بهر خزان که ذخیره بود بی بهت

بخت این پس دیده بر هم نهاد
 چون با او گان بی پدرمانند
 بشاه جهان هر کی را نظر
 شد آن پای پیشان کرد می نغم
 جوان از کجا را می پیر از کجا
 بخت سنج چون پایگاه پیر
 بخورد می جو کس ناز پیر شود
 سر از رانی پیران بخورد می ستاب
 زمین می که در می ندید بهت خو
 درختی که آسب در همان خورد
 چون چمن زمین گذشت آگرو
 پرگنده و با نیاز آمدند
 از ایشان کی بود مهر سال
 پس این دو خمتی پس این تیغ
 بگویم و از خضر جو یا شویم
 به بیچاره اش برکشود کام
 پیران اگر داشت گنج گهر
 گر این گنج بود می نه بر ختم
 و گر بهت گفته بهت خضر که
 نه پس تیغ و خمتی بیچارگی

بد بیکر سزارفت خندان و شاد
 بیخ اشک خندان بر شادانند
 که بنشد بد و جانی گاه پیر
 ولی کار دل بود و باز و تیغ
 گوزن از کجا تا آب شیر از کجا
 بزودت هر یک بکار می گر
 کجا در بزرگی هنر ور شود
 که اندر بزرگی شو می گل میاب
 کجا در بهار آورد کشت تو
 از آن چنان تو آن میوه نغم خورد
 ز سختی بر پیشان شدند و توه
 به بیچارگی بیچاره ساز آمدند
 چنین گفت کای قوم گشته حال
 با پدکنون گشت جو یا می گنم
 که از تیغ گوهر توانا شویم
 که کس بر محالی نراند بهت گام
 چرا کرد بیگان را با حسد
 که از انسان بهشپید خمتی
 با پیمان به خضران کی بهت
 که با پیمان بدین آوارگی

نه لیس این غم دور و فرود
 تو گر بایست گنج تن و دین
 دل از نظرشان داشتند جا
 بسی زه لور وید غمتی کشید
 بنامیر و آن تیره ایزدی
 بهم رست نایند عشق و جز
 درونی چو دریای آتش بچو
 بریده ز خود با خدا ساخته
 چه بخشود چون در مندرش برید
 چو بکیند در صحبت خضر ماند
 از آن سرهش دیده چون با گشت
 چو در خانه خویش باز آید
 ز زیر زمین گنج بر سر شده
 شکفتی چنان دید خیره بماند
 بگفت ایست گنج نهان در خاک
 پیر آنچه می گفتان است بدو
 بگوین بیایید و در منش کنید
 رسیدند اخوان همسایگان
 بدیدند بسیار و مخزن نبود
 به پیود گفتن کشا و ندب
 زهی لعل خشان بر خوتاب

که جان باخت باید به پیودگی
 که ما خود نداریم پروای گنج
 به تنها بره شدنی رهنمای
 نیا سود تا خضر بنینده دید
 همه بهوشیاری همه پیودی
 خرد و اشت با عشق آن معتد
 ز بانی پر از راز لیکن خجوش
 دل از غیر حق باز پروداخته
 که بی دردتوان بران رسید
 به چشم اندر عشق سر نه باز آمد
 روانی سوئی شهر خود با گشت
 همه خانه پر از خوشنده دید
 جهان از فرغش منور شده
 بخود حملد یاران خویشان بخواند
 فرغش گرفته سکت با سماک
 همه گفته اش بی کم و کاست
 بگنج گهر زهر پیش گسیند
 بیونی که گوهر بود ایگان
 گران سرشان دیده روشن
 که پیوده مسکین کرد این طلب
 ز اینوهی اختر تباب قباب

بزم وصال
 ۳۴۶
 نه لیس این غم دور و فرود
 تو گر بایست گنج تن و دین
 دل از نظرشان داشتند جا
 بسی زه لور وید غمتی کشید
 بنامیر و آن تیره ایزدی
 بهم رست نایند عشق و جز
 درونی چو دریای آتش بچو
 بریده ز خود با خدا ساخته
 چه بخشود چون در مندرش برید
 چو بکیند در صحبت خضر ماند
 از آن سرهش دیده چون با گشت
 چو در خانه خویش باز آید
 ز زیر زمین گنج بر سر شده
 شکفتی چنان دید خیره بماند
 بگفت ایست گنج نهان در خاک
 پیر آنچه می گفتان است بدو
 بگوین بیایید و در منش کنید
 رسیدند اخوان همسایگان
 بدیدند بسیار و مخزن نبود
 به پیود گفتن کشا و ندب
 زهی لعل خشان بر خوتاب

یکی گفت آن در تابان سرا
 یکی جام نسیروزه جستی از او
 بستمش زودند از او بلوی
 گر آن دیده بودی که نیکم
 شده مرد حیران که یارب نصیب
 شب آمد فرو رفت چشمش بچوای
 برو بر خنجدید گامی فرو جام
 ندانی که نفر ایدت جز عتاب
 ترا نیز کرده دیده میان نه بود
 بنا آرموده مکن فاش راز
 ز نادان بجانند و اشوان
 چو این گفته از خضرش آمد بگوش
 بر آورد و بودش لبال اندکی
 چو دیدند آن بی نیازش را
 گمان نیک کردند و در ره شدند
 از آن سرشان خضر بنیانند
 بر ایشان سزای تکی گشت پر
 ز بهر پیشه کردشان بی نیاز
 بر این چون بر آمد بسی روزگار
 بنارید ابرو بنالید شاخ
 نیارود کس تاب زور سخت

دیگر گفتی آن شاخ مرجان
 یکی گفتی آن درج یاقوت کو
 که دیدند کنجش ز گوهرستی
 بیایش نماند می از عمر نسر
 کز ایشان یکی در خور کنج نیت
 خضر را همی دید کا بختاب
 بگوید بر چه پیشوری این مشت علم
 چو با شب پره گوئی از آفتاب
 جز انکار این کنج یکتا نبود
 چو گفتی و تسمر شفقتی بساز
 نه دیدی چو دیدند منمیران
 ز حاجت شبست آن پس خوش
 وز آنها فرون سپرد و زیری
 تو اگر منش مرد در ویش با
 وزان کنج پنهانی آگه شدند
 بدان کنج هر یک نظر کشود
 همه لعل و یاقوت مرجان بود
 چو دولت رسید مرد را گویناز
 دیگر گونه شد حال بر آن بیاب
 بی تنگی بر آمد جهان منراخ
 از آن شهر بیرون کشیدند

تسمر

ای خط سالی شد

سپید ز اوان از ان بوم و
 هم آنان که گنج گران داشتند
 بپذیرفت گنج گرشان سواج
 همه کرده اند که هر شاه بود
 بر آنکس که او گنج گوهر داشت
 پریشان و آشفته در آن دیار
 تمنای او خانه بود نه
 در آورد سر با همه درویش
 بعد محنت دور دور بخت
 سرایش که اندرز باور داشت
 اگر بچ بر خود روا داشتی
 بر آنکس که از بچ دین بر داشتی
 بیا ساقی آن سر چشم و پیش
 بن ده که روشن گم جان چو

قتاوند هر یک با کلی و کر
 ز تو قصر ایوان برافروختند
 نشستند از تخت بر تخت حاج
 کمند و جام افسرد گو شوار
 در آن بوم و بریار باور داشت
 نهایی نشست و سامان کار
 نیازش بویران بود نه
 بشا گردی مرد و گمن فروز
 شبی روز میکرد روزی
 از ان گنج سرای بر داشت
 پادشاه گنج بقا داشتی
 چنان دان که او گنج گوهر داشت
 که بنیاد است آنکه او کرد پیش
 شوم که از گنج نهان خویش

رقم شهر صنعت آمدن عمومی تمام کردن و زیاده

دوم روز سر رسید آفتاب
 در آمد پرواز بازی سفید
 یکی خیمه بست ابر جانب یک
 ز باران نشست از رخ سپرد
 هوا صاف شد چون آن

ساره برنج بست زیر نقاب
 وز و بندگان حاصل رسید
 ز تری بود گشت چون بانگ
 همه دست نهفت در لاجورد
 زمین پاک شد چون وان

مجلس

شده کبک در خنده آهوی بلاغ
 درختان شتاقان چو خوشان در
 بود عطر سامی صبا گل فروش
 تا سنبلی چرا کرده آهوی چین
 جوان سخت اشد هوا می شکار
 و شتاقان کشیدند بهر شتاب
 پایاوه فرستاده دیگر گروه
 خود از دامن کوه رانده میمند
 ز دراج و تیهو و کهنه و کور
 گریزان شده شیر بازوزن
 چو شاهین زبیس خورده کج تیر
 ز بهر سو سگ فگنده شیران بگو
 ز بیم سگ صید حسته شتاب
 بنیچویر کارا پنجهان گشته تنگ
 روان رو باز پنجه پوز شده
 اگر چه بهر صید بندی بنام
 نخستین ز شیرش باید بگوش
 اگر شیر با شتی مشو خود پسند
 گو زانش چنین گفت گانی مار
 من از چرب پیلون پروردی
 ز رو بهش از خوش ایندستان

زبیس زعفران خورده و کوه و
 همه کوه از گذشته کان خورش
 شمال معبره نقل فروش
 شده نافه نشان در انستین
 طلب کرد ترکان تازی هوا
 سگ یوزر شاهین شجاع و عقاب
 یله کردن صید راتا بکوه
 سواران برش تابا ده کند
 فگنده کسبند نزدیک دو
 بسامان گوزنان ز چه مگون
 بر آورده پرشته نمک کسیر
 ز پهلوی کوران سگان کرده
 چو آهوز آهوی خرگوش آ
 که حسته کشاد از ک نام بلنگ
 بگرمی نسومی پوستین زورش
 ز بهر صید در گوش بند پی نهاد
 که ای نامور مرد با فروه و
 که موری بشیری رساند گزند
 ز خود در می ستانین پیل
 کجا تیر نمکسیران خورد می
 که رو باه باز است گرج جهان

در آهوی خورده کج تیر

از خرگوش بشنید گامی ناموس
 زهی نامداری چنین بهوشند
 بمنزل چورا نندازانجا نهند
 نشستند و خوان برینا و پیش
 ز بیگانه پرداخت چون این
 مرا گفت گوهر بر آراز نرفت
 بگستخ گفتش گامی زه شتر
 ترا دیدم امروز در خوشتاب
 بسابی گندرا که سفتی برش
 برش از مکافات خون ریختن
 مشو با تن بی گنده کینه خواه
 بخون ریزی ناتوانان متا
 ترا آنچه بر خود نیاری سپند
 مشو فربر از پهلوی لانرا
 تو از پشم خیره کرد دست
 بخونش کشی کت فرور پیش
 مگر ناتوانست در و اوری
 پرا ندیشید شد نامو چون شفت
 همه نامر پستان بار کن
 همه نامر آسمانی سخوان
 که فرمودان ما به گیریم بهر

ازین خواب خرگوش مرغی آمد
 که گریه ز پشم در گوش شنید
 همه لعل گون کرده از خون
 به گشته نهان بازوی خویش
 فرس اندر طبعش بصد سخن
 نغمه بر آراز نیت گفت
 بخون خوردت سخت بنماید
 چو دشته بخونی چشته باب
 همانا نیدیشی از کیفرش
 ز آرزوم روز بر این سخن
 میا لای از خون تن بگناه
 مگر آنچه نتوانیش داد باز
 نباید سپندیده بستمند
 مکن پهلواز پهلوی دیگران
 که یک قطره خون بکشد از برت
 چه سازی با دافره جرم خویش
 تبرس از توانائی و اوری
 تینها مرا این بنما گفت
 که این پشم ایشان فکند بدن
 و گر قول پیغمبر از دان
 هم از خصیت زبر و هم از خصیت

بدو گفته ام ای سرور دست و
 شکارا فلکی باستان نیست است
 همه چون ده واد بسپرده اند
 چنان خواهند می که هر جانو
 ستازوز بر دست بر زیر دست
 بهر چند گاهی شتر ندی سوا
 شدند می پتنگ فلک شیر گیر
 نه تا پرو را نند پیلو و بال
 و گنایم آسمان شنوی پت
 که از صید اگر بهیچت گاهی است
 دل آن شرف دریاست سکا جهلا
 شکارش همه نش واکمی است
 بچو گوهر مسلم و دانش از و
 فرا هم کن اندیشه هار نخست
 بجز دل آن شست چون افکنی
 چه بر صید صحر اکشدر امی تو
 همه خومی هائی تو بچیر دست
 همه را می رشت و همه خومی به
 درین دشتت است ای شکار
 ز کوشش کنند می گفت باز گیر
 هم این در دشتت از و ام و

بقری سخن گوئی با من شتر
 ولی بده آن از پل با ز جوت
 به پیوده کس اینا زرد و
 بر آسوده باشند از یکدگر
 نیابند شیران به بخر دست
 بی داد خواهی نه بهر شکار
 که بر کور و آهنگ سیر ندی
 نه پشت گوزن سرین غزال
 باید به معنی آن بگردی
 نه مقصود کورست نه ماهی است
 پای پی چو لجه بیکران
 سر است برل کرا اینها قتی
 جز آن صید ازین وقت بر مجو
 که چون بسجا نه است بار یک دست
 همه صید معنی بردن افکنی
 همان هستی تو هست صحرای
 ز دستان کین و به شیری است
 فرا هم شده در روی ز و ام و
 شستین بر اسپند و شوشو
 ز اندیشه تیز بین باز گیر
 بپرداز معنی خیالات بد

بگفتا بلی خصم دارم پس نه
 مرشد منانند همراه خویش
 بشهر اندرون دست یازان
 مرا نفس آرزو بودو شمشند
 در آن شهر هست آن همه آسما
 فراهم چو آینه چیره شوند
 چو از هم جدا افتند این لغز
 در این کوه این هر سه در بند
 بدیو بدو روز بردن لبر
 ز غولان کوه هم نباشد نپ
 چو آگاه دل یافتش با پناه
 که گستاخ اینجا فرس تا ختم
 دو دستش بوسید و در کشید
 بدو گفت کامی پاک آن کار
 که بر من بخش خداوند من
 گرامی یکی نور بخش مرا
 شود از گلی گلشن آرمی
 چنین گفت ایزدید فیت از
 شب آمد شه آمد با یون چلر
 پامی چهره آمد چو سرو سهی
 از آن بر نیسان صد گشتک

بی چاره شان ناید از کسی
 نه بگایند اگر از ایشان خویش
 که نه شاه و نه شمشه و نه نشان
 که هر جا روم این گشتن باشند
 زن و نکت فرزند و سماج کا
 دل و جان از اندیشه خیر شوند
 مرا هست بر آن سعد منظر
 که ضحاک را خادماوند به
 به از دیو دل مردم بدید
 بشهر ندغولان مردم فریب
 پیاده شده گشت از و غده
 تو خود شاه بودی و شهنشتم
 بز می گفتن زبان بر کشید
 چو باشد که در خواهی از کردگا
 نبرد همی پاک پیوند من
 که بر دیدگان نور بخش مرا
 پس از من نماند تهنی جانی من
 که در خوست ایزد که شفت
 طلب کر شیخ شهبستان خویش
 خرا مان با یوان شاه شهبی
 همه قطر آگشت خشنده

بخت
از خود

چو شاه این خبر گوهر گوش کرد
 بدتجان بخشید و رامش نمود
 ز شادوی برافروخت همچون بهار
 بشکرانه آنگه او چاره یافت
 از آن پس که آمد به نخبیر گاه
 صدت دید از در سپهر خمت
 به چسپید از در و شد تافته
 بدگرستی باز پرداخت شاه
 چو چندی بشد ای نخبیر کرد
 چنین باز شد یاده شد و پیر
 شبی دست بردست بر آسمان
 همی گفت پا کا جهان داورا
 ازین پیش در دم زنا بود بود
 کنون رفت سرایه از دست نیز
 همی گفت و نشان بر چهره خون
 برو بر بخشید زردان نشد
 چنان دیدگان نریکی مرغزار
 در آن مرغزاران یکی بارید
 یکی انجمن دید پاگان هر
 هم نو جوانان رفتند بنماک
 یکی چاک پیلویش از تیغ تیز

همه در روانه فراموش کرد
 بخوابنده زرد او بخشش نمود
 بسوز قنادش هوای شکار
 باز از بیچارگان دوستی یافت
 بشدت تا شبستان بدیدار راه
 یکی بکپه ناریس انداخت
 ولی بی خبر گز کجا یافته
 ز شه بار و شد فرزند ماه
 هموم از نهانش فرزند
 نهال امیدش شد بارو
 ولی پرورد و ولی برغان
 چه کردم که ناکام خواهی مرا
 ز مایه زیان بود و نه سود بود
 که سودی نمید و ختم یک پیش
 ز سخت دروشش بمن لالگون
 بخوابان درون شد ای رخ ز تو
 سواره همی اند بر شکار
 درون رفت از هر سوئی همی
 گروهی دیگر در دناکان همه
 به تن ناتوان و بدول دنا
 یکی بیک از خنجرش ریز ریز

گرافسز زخم خاک پائی تو ام
 سنگ اعدا ر تو ام کز حسد
 نندیمیم ز زنجیر زلف تو سر
 بیا ای شکیب من از روی تو
 بیا ای خرام تو آشوبیل
 بیا ای شیخون عشقت بجان
 بیا ای برخ ایستی شعله ور
 بیا ای بیلامنی نوخو بسته
 بگفتی دل از دست بگذارت
 مکن کین نه رسم وفا داریت
 کسی که غیر از تو کس را بخواست
 گرم پائی بر سزنی خوش زبان
 گراز تنزونی ز من سرکشی
 چو پر دخت گوینده این لغز
 بنا که ز من بی من آذغان
 فکرو اصبر القلب تأمر القوا
 عدو فی حبیبی تن کجودن
 دعوا اللوم فاللوم غیر الموقن
 فلا کجرا فقه صابر بدلی بدال
 چنان گشته دوری بیل کلرگر
 چکویم از آن ماه دوری سپید

و گر پاوشاهم گدای تو ام
 زمین اغ بر جان شیران رسد
 که مجنونم امانه تا این قدر
 بیا ای دلم صید گیسوی تو
 بیا ای جنای تو مطلوبیل
 بیا ای دلم ناوکت نشان
 که بر سوز تر هر که زودورتر
 بلالی که خلقتش بجان بسته
 چو بیدل شومی ان برست آرت
 همه شیوه مردم آزاریت
 بر او گر تو غیر می گزینی جفا
 ز بیم گر کستم سز پائی تو من
 بر بجم که باخوی چون آتشی
 تو گفتی پر گندم آتش بنفشه
 کما یبسی طاک الیک الذمات
 و کما اکرم الیه صیف النوی
 و زیدی رجیدا و هذا الجنون
 فکرو تنه عونی بعلا اطلق
 عم الی حادیل قوم ما شیت قل
 که از طعن بدگوندارم خبر
 که چون از بر خویشم درمکنند

بید گفتم اورا سببنا کس
 سینه می پی چشم بدخوست سوخت
 دل کنون محبت جدائی کس تا
 چه بیوده میگویی این از محبت
 کجا خالی از اوست تا اول بود
 کجا نیست یار از تو پر تویی
 بجائی بر افروخت تو گل
 تویی گر بود سروی افروخته
 تویی آنگه زیبا جلوه ساخت
 زنی تیردان تیر را خود دهن
 زنی خنک ان خنک خود هوا
 تو جام تو صهها و تومی گسار
 خود افسانه گوئی و خود افسانه
 که تاب آورد و چون شوی جلوه
 که پای می با حمله زه شیر
 چو آن بزم فرخنده انجام یافت
 سرفراز گفت اندر این سخن
 سخنها بگفتی همه معنوی
 که بی خویش بودی و منتهای
 تو گفتی کفشدگی پیش نیست
 یکی چون بکیم هزاران شوق

همین چشم چشم من بود و پس
 نخستین کجا من آتش فروخت
 که می بیند او با جدائی خوشت
 وصال فراق این سخن از محبت
 که بیجان تنی زنده شکل بود
 کجا پر تویی آنچه بنیم تویی
 بجائی دگر سوخته بلبلی بود
 تویی گر تدر و سیت دل باخته
 تویی آنکه بخود شد هوای ساخت
 دهی قطره در آن قطره خود صند
 دهی در آن در در خود و وا
 تو باغ و تو در تان و تو نو بهار
 خود نسون خرد خویش افسون پیش
 مگر خود بر آن جلوه آری نظر
 مگر همچو او زه شیر می بسیر
 ز گفت پریشان دل آرام یافت
 ز وحدت بیسی باز را ندستی
 نگردیش لیکن صحبت تویی
 کنوش سیران بیارای باز
 بگردارش این اختلافات چیست
 ز یک هم چسان جامله روان شود

چسان هم گستاویم عندلیب
 یکی چون هم آید هم آذر شود
 بدو کفتم ای سرور پاک مغز
 ببران چسان کرد و انگفته جفت
 ولیکن چون خواهش کند مزبان
 دلیل بر این بزر آواز نیست
 هزاران ره شبیه نمایدت
 که آزاد آرد گوی شادوران
 گوی راه شبیدیز و گمراهی
 گوی راه کل که شود خار کن
 ازینها گذر کن ز چنگ زجا
 ز بوق وز طنبور و طبل و نغیر
 ز مرغان چکا و دود و هزار
 و گرنای خوش نغمه آدمی
 همه هر چه بینی جز آواز نیست
 چنین هر چه بینی همه هستی است
 نبینی بجز هستی اندر جهان
 همه در جهان هر چه بینی از او
 چه از خوب نشت و چه بالوست
 جهان جمله هستی است یا نیستی است
 مگر هستی هم او خوان پس

چسان هم دست اویم و لغز
 هم او آفتاب هم او زرشود
 تو گوئی و پرسی سخنهای مغز
 که گوینده اش خود نداند کفیت
 سخنهای خود را شنیدم ترجمان
 و ز آواز جز نغمه ساز نیست
 گوی غنم گوی شاد می فرزایدت
 گوی دلکش و گاه و پالیزبان
 گوی کین ایچ گوی پیلوی
 گوی زیر انگند کرد و به فرج
 سه نامی دین و بیخ و زنگ در
 صهییل و نریق طنین و حریص
 شبا و ز و شجوان و طلیح
 که ز آرد اندوه رودر کمی
 چو دیدی بر آهنگان بر لبایت
 اگر خود بلندی اگر ز پستی است
 ز آب ز خاک ز جسم ز جان
 بجز نبی بجز هستی ای نامجو
 ز هستی است سزایه هر چه هست
 بین زمین و ما خود سر و او
 و گرنیستی جمله او دران پس

بزم وصال / بزم وصال / بزم وصال / بزم وصال / بزم وصال

بین تا خود از این تو بر جویی

شگفت است سرایه از نیستی

حکایتی است در آن ایامی که قبل از آن فرمود بسبب آن که چون مرد

یکی نامور بود در هندو ای
 چو خورشید تابان بر آفتاب
 خداوند دست دل ز نور
 بسی سرکشان به اسرا نداشت
 پراندیشیه جانفش ز روز نخست
 همه در دلش کافریش بر پست
 سر و دست و پا را چو یارایان
 نباید خود این گفته نیز از جویها
 جز اینی است آنکس که گفت سخن
 و گر گفتی آن کین منم گفت است
 ز صورت نیاید که گوید منم
 چو پنهان بود کس که دانده است
 نیارم یکی گفتنش در هزار
 اگر دیده بر دوزخی از رنگ بود
 بهر جا که دانشوری یافت است
 ز بس در دل اینگونه اندیشه اند
 به راه و چهل روز خلوت گزید
 چو از حد شد اندیشه و صحبت

بهوش بدانش لبر و برای
 چو کیوان بسنی درش هندوان
 ز جزو او مهرش کلاه و کمر
 بسی دشمن از پا در انداخته
 در آن هیچ کز وی چنین شاخ است
 کسی که در این تن منم گفت است
 که من گوید آنکه چنین ناتوان
 که چون نت جان گویش از مساس
 ببا بدی حبت از مردوزان
 چو بصورت است این از گفتگو است
 چو معنی بود چو نش پدید منم
 بهر جایکی ما بهر جایکی است
 که بهر جا دگر گوته دار شمار
 بهر جا که یعنی نه یعنی جز او
 بخواند بهر سپید و پانچ بخت
 ز شاهای و فرماندهی باز ماند
 ز اندیشیه و رویی مطلب ندید
 خداوند نمود راهی بدو

در این حکایت که در این ایامی که قبل از آن فرمود بسبب آن که چون مرد

چنان بگره آید یکی در حشرین
 بزرگی ز کار گمان جهان
 سراستی سووه بر آستان
 بجان برده بس منت ماوگان
 که ناکرده خدمت بمردان فرد
 مشید صفت شد نیز و یک شاه
 بگفتا اگر شاه را در خورم چا
 نایم بسی نقشها اول سپند
 بسا طرفه کارم پدید از نمان
 نغم گفت و اورا بندها می لود
 چو بگرفت دستور می از شهر پار
 یکی پرده او سخت در پیش او
 در آن پرده هر گونه لعبت نمود
 همه لعبت آن بسیارها ایست
 نخست از پس چو ده کرد آشکار
 ہی فترت را او همی بخت تاب
 در آمد همراه چهل خواججه ماش
 نهادند پهلوی هم استوار
 دو صد پیل با خر صند ز نشان
 دو صد پیل تازی ز برین تنام
 پیاده بسی تیغ هندی بگفت

پدر بار او هندوان گشته کشن
 که بودش ولی غازی از او آن
 که تا گشته از زمره دهستان
 کلا ساوگان گشته آزادگان
 نگردد و کس از خیل مردان مرد
 که روشن کند جان تاریک شاه
 شعبه یکی مرزبان می کرم
 که بنیاد زو کرد و اندیشه
 اگر رانی ارانی باشد بدان
 مگر تا کند از دل اندیشه محو
 یکی نیمه افروخت بس استوار
 خود اندر درون فترت هم گام جو
 که شده اول زبان بگفتی ربو
 سر زیمان در کف حمید گره
 یکی مرد بر صورت پیشکار
 بشد در پس و لبس باشتاب
 همه تخت زرین بگفت در زین
 چنان که بود در غم زین
 بسی بختی با رکش هم چنان
 سواره همه ترک بنده می غلام
 بر آرد هر سو بیار به صفت

وگر چو پادشاهان کهنه رفت پیش
 وزان پس بر میل شاهی سوا
 فرو آمد از نوبل و بر شد تخت
 وزیران ستادندش از پیش
 می و در دراز شکر آورد باز
 گروهی برقص ستیاد و بیافر
 یکی جشن آرست بر روی شاه
 ز او رنگ را می اندر آمد بر
 در آن خمیر شد تا بنید که حسیت
 چو دید اندران خمیر پیوست
 همه لعبتان گشته او را زبون
 سرشته در دست آن جمیله و
 همه داده در جنبش و در قرار
 نبودی در آن پرده آگاه
 بر عرضو شان بسته بندی جدا
 هر آن دست و پانی که جنبش
 یکی نغمه زورانی و از پا فتاد
 مشبه در شراب امان گذشت
 که تارانی از آن حالت در جنبش
 درم داد بسیار و نبواش
 بگفت از کجایی و نام تو چیست

دواره کنان و تبر با بدوش
 از آن پرده رخ باز کرد آشکار
 تو گفتی بود خسروی بیک کجاست
 امیران برابر چنان چون هرست
 کنیزان نوازنده مل نواز
 گروهی کف بر بطونک و نامی
 که ماند اندر و خیره شاه و سپاه
 روان تا بدان خمیر افراشت
 سرشته در دست تدبیر کسیت
 همه شسته در دست تدبیر شست
 اسیر روی از جنبش و از سکون
 همه سخره حکم او سکندر
 با نگشت او رفته خستیار
 پس پرده تنها هم او بود پس
 همه نبد او شان بدست و پیا
 سرشته شان در کف بند بر بود
 که دید از پس سنگها کشا و
 همه عمت خویش بر روی گذشت
 بخلوت شد و خورد و انا به پیش
 بنزد یک خود جا نگه داشت
 که همچون تویی خود تدبیر نیست

در این بود تا خود چه بنویستی
 بزرگفت و انا ندارم نیاز
 من چند تن آگه از سرکار
 نشسته بهم بودمان گفتگو
 یکی زان میان بر دسترا چسب
 بر آوردنا که سر زحیب گفت
 که چند بیت کاندیشه دار قره
 بسی ز آتش غصه بگدازه است
 یکی رفت باید بنزد یک او
 بیا سوزش آنچه دستنی است
 کند کی بیانی بکار اندرش
 من اندر شدم بر آگاهیت
 از آن شعبده جادوئی نامم
 که تا بازوانی که هستی یکی است
 جهان با جهان آفرین بی سخن
 نباشد ز خود هیچکس شنیدش
 اگر خواهی آموخت این پیشه را
 بر آمدش کمر بر بند راه
 چو از هستی خوشی تن بگذری
 ره کوئی وحدت همین است پس
 چو اندر روانا نیوشیده شاه

که از چنگ علم فارغ ساختی
 از آن آدم کت شوم چاره ساز
 تفریح کنان در فلان مرغزار
 تسلی ده خویش از یاد هو
 که بودش ولی آگه از سر زحیب
 فلان امی در رویم گفت
 که از راز وحدت کشاید گره
 دل آماده آگهی ساخته است
 که روشن کند جان تاریک او
 که هستی به کیتی یکی پیش نیست
 که فارغ کند جان علم پرورش
 که تا وار نام ز کمر اهیت
 تدبیر کارت به پرده ختم
 زواید اگر در روزت شکلی است
 چنانست کان شسته در سوتن
 شبیانه اوست مستی پیش
 ز دل پاک کن نقش اندیشه را
 و لیلی جز این بر این راه خواه
 بیک بودن به ستاپی پی
 ولی کم بود مرد این آگه پس
 بر او سر شد مهر خمت و کلاه

ردم مرد و اناز جان برگزید
 چه صحرای شب بید از آن شهر بند
 بفارسی و درون شهر بند
 نیاسود و کوشش نمود و ستافت
 چو بائی آنکه گوشه برایی هست
 تو گم کرده خویشی ای دل
 بچسبن چه امروز و فردا کنی
 همان به که جوئی و سپیدانی
 ره هستن از خویش گم گشتن
 مجموع هستی را که دار و زوال
 بیا ساقی آن آب آتش نهاد
 بده تا کنم هستی خویش گم

چو خفا کسی دیگر اورا نمید
 چو آن صید کا ز او گرد ز بند
 در صحبت خلق بر خود بست
 که گم کرده خویش با باز نیست
 یقین آن که گم کرده خویش نیست
 بگو خویش را بو که یابی همی
 چنین چند با خود مدارا کنی
 و گرنه بگو نید و رسوا شوی
 بگو می بین کلین بگو ز فن است
 بگو هستی سر مدبی ملال
 که او خاک امید بد بد باد
 کنم زندگی ز آب جان بخش عم

در بیان گزند و زندگی و سنن دنیا را با پایندی

بیا ایکداری بگفت انگ چند
 چو بر تو گشت دند خوش کشتا
 بیند روز از بهر فرزند و زن
 مگر بهره دیگران بهر خویش
 چه اندوزی از بهر روز می
 بده کز برت کامرانی کنند
 بده تا دعای تو گویند خلق

چو گل تازه روی کن خوش بخند
 دل بد دست ابرو و جوانی سر
 که هر کس خورد روزی خوشین
 شو شهید بیگانه روز بهر خویش
 که روز و گداز است روزی فکر
 منه کز بیت شادمانی گشتند
 منه تا فنامی تو جویند خلق

<p>همه خلق خواهد پدید آید بفرق همه مگر خان ما کند جهان گرز جیوهی در دست بر گوی زرین خند کند باران شود سبز آینه ز سبزی یکی کان لیزه بود که از مانع عین نبودش کی ارم باز سر یک بدل اغما که از زنده رفته رسیدی نو جهان دیده پیری در آن زمان بقند بلند و پشت دو تاه بفرنگ بروی چو قتلیم که این در شد تا سحر ای کر که آسوده جان بود از دهری بدام او می نو جوان یکی بخت بزایدی عبت بر بهره پیاده بسی با سوار بر در گرفت آن در با ویر بانه بر آمد گو سرنساز ز ماهی شده کرده تا ماه ندیدم بجز شکوه اسبان شان</p>	<p>صدق که پنهان کند گویش پر گل خورده خورشید کند ندیدم کشا زده دل تنگ دست ترنج از شکوفه شود سیم باغ درخت ارشود در خزان گشته چو درگان نیروز آید سیرود یکی دشت با طبری و سدری چو عین در او هر طرف با غما ز هر سو روانه یکی ز رفدود یکی مزخرم چو بخت جوان تو گفتی سپهرت با فرجه جهان در نوشته بنام و کام درین روز بازم آمد خبر بر او از خداوند رحمت بسی یکی لپور بودش بل و هوشند پس با پدر هر یکی بی نظیر پدیده رسید ز می نام هار جوان بخت از باره آمد زیر سر روی هر یک پویید بل پذیره شو خلق بسته راه دگر هنده خیل و سما شان</p>
--	---

چو آسوده گریه کن بجای شست
 و هرگون خورش که هر جانچی
 همه کارتن چون بسامان سپید
 ز من باز پرسید آن نامجوی
 بد گفتم امی او مرد جوان
 و گریه پدید گزهر لباس
 بگفتم از امی و پیرا بنی
 و گریه گفتم از بر آتش است
 بگفتم همان بهتر امی سوز
 بگفتا چه گوهر بداند رود
 بگفتا چه کرد آن که جاوید ماند
 بگفت از چه مخزن کند فری
 بگفت از چشمن توان شکست
 بز گرفت مردم شود سر بلند
 بگفتا که دولت دهد آبرو
 جوان سخت پرسید کار و صحبت
 چرا خج کردن بجای خوش است
 اگر سبت بخش مر اسود مند
 بد گفتم امی از تو بران بود
 ز روی گریه چون خندان پاک
 که رفیع نیاز خود از آن کشیم

بگستر خوان مردمان بخت
 از آن بین خوان چنین آسان بود
 خورش ای کی نوبت جان سپید
 که بهتر کدام از خورشها بگویی
 همان که او را خورد بهمان
 که امین بهت می تحقیق نشنا
 که او باز پوشی بر بند تن
 بگو گز با با که امین خوش است
 که باشد در او بخواننده باز
 بگفتم همان کاید از بحر بود
 بگفتم که او تخم نیکی نشانند
 بگفتم چو از وی بسکین روی
 بگفتم ز بخشودن زیر دست
 بگفتم بی گز ندارد و بر بند
 بگفتم نه چندانکه نام نگو
 بگو ای که با داشت لاف نیست
 بجای و گریه بختش است
 بجای چرا سو و جان بست بند
 دولت نگر احسان گفت کان بود
 ز رویم مان بروماند ز خاک
 ستم باشد از باز نهان کنیم

بزم
 جوانمرد

<p>که خوراشد و کتارین شست بگویم شنائے بجائے کرم بهین پس که گویم خدائی کریم</p>	<p>ز پشت کرم قطره آب جبت کتم هر چه بدج و تنائی کرم شائے غلام سزائے کریم</p>
<p>حکایت مرد مال دار و مخنی و جو فرو و نشینده خون و طبع لطیف و غم منون و بسوی مندم غم و یاریان خرم دل و مظهرین</p>	
<p>جو فرو و خوشنوی و نشینده ز سکین چنان شمس مسکین بدماندگان درگه او پناه نخوردی مگر کادری بهمان نگر خسته خوردی از روی طعم همه در سکار احسان شدی بیالین بهجت نغمتی همی وز او نام حاتم بکیا بر طی گروهی بهر پیش از دستمان بترنی ز پنهانی از شیشه وزان صدقه نشین ملکون ده جو اهر بر نشاند ز بر آسمان تو شکی همان که کشتان از پریش که او گوهر نشاند ز اندر کنار بن من همچو کوه و بدم همی سنگ ز قامت بر آن من هر یاریان</p>	<p>بخار و یکی مرد و دارنده بود نماده تن از هر سکین برنج کشاد دل و دیده در دستگاه بدیدار مهمان بدی شادمان ز نستی طعامی بکامش بکام ز سر مایه سود و جرش بدی یکی تا به رحمت ز نغمتی همی جهان بنده طبع آزاد روی بکار می و وان شد بندرتان یکی زلف دریا یاد به پیش طپا نچیزده موج او بر سپهر تو گفتی بهر راه موج گران جهانی است گفتی فلک بر پریش فلک نمو طها خورد و خواصش شناورد و پس منده رنگ تو گفتی پای تبه بر یک شکر</p>

بزم وصال
 ۶۱
 حکایت مرد مال دار و مخنی و جو فرو و نشینده خون و طبع لطیف
 و غم منون و بسوی مندم غم و یاریان خرم دل و مظهرین

نشستند در کشتی پهنه و
 یکی پهن کشتی که از بادبان
 عسکرم بر بند باز تر یا زده
 تو گفتی نشان خفته پستی مان
 بهار می بهیرت بر روی آب
 ز لنگرش گاو زمین پایی گیر
 بنواروز رانند در بحر شرف
 یکی تند باران بارید از آن
 یکی سخت طوفان بهر جهت باد
 همی موج بر آسمان اجسبت
 تو گفتی که موسی بدریا نشست
 همه اهل کشتی در افغان شدند
 روان کرده سید خج بین بر
 چو دریا پر آشوب گشته تر
 گذر کرده اشک اشکان زرق
 بر آتش زود آت از سوجان
 در آخر فرود گفت کشتی بر آب
 قضا را سفر کرده مرد کریم
 پس از صدر به و غوطه پیشمار
 ستاوند از آن آب روی خاک
 که گشتند از آن بحر چو نشان را

که آرند از آن پهن مریا گذر
 زود سائبان بر سر آسمان
 چو ابدال بر آب دریا زده
 بر افروخته پایی بر آسمان
 بسان یکی باز گونه جباب
 شنو نش عصائی کف چو میر
 دهم روزا برسی بر آتش کوف
 که دریا شد از زیرو بالارون
 که خاک تک بحر باد داد
 ز اوج فلک بر ستاره شبت
 عصا بزود آب دریا شگفت
 بهنگام سختی و عاصفان شده
 ز طوفان بطوفان شده چاره
 در آن کشتی از کشتی آسیده تر
 همه گشته از بیم غرق غرق
 همه گشته بر آب آتش نشان
 که با حکم زودان نبودش تاب
 ابا همرازان ستاوندان مهمل هم
 بزود موج زنگند نشان بر کنار
 ستایش کنان پیش زودان چاک
 پرستند باز از دم اثر و مسا

پایوه ز فرشتگان نیم روز
 بدشتی رسیدند فیروز تخت
 درختان انبوه و درخت فراخ
 ز بس چتر طایوس انفرشته
 ز منقار طولی بهر شاخسار
 شامه تپه پییده بر باد رنگ
 ز بهر سوتر بختی خوش انفرخته
 شده عکس نارنج در جویبار
 شده بوی جود گل و غنچه دوسل
 بزیر درختان انبوه تخت
 بر آن فرش خوانی گبسته بود
 و شاقان گل چهره مه لفتا
 همه گشته از چهره مجلس نشدند
 یکی آبرستان گرفته بدست
 پذیره برخواه فرستد باز
 بکاین چنین گفته سالار ما
 فرود آمدی کا نخواه آید همی
 فراهم نشسته اند نشیناک
 یکی گفتی این نیست جز جامی بود
 یکی گفتی این منزل پر نیب
 یکی گفتی این جا نگاه پرستی است

بمن نغسه از آفتاب تموز
 بر او سایه گسترده از هر درخت
 روی پر تو از برگ بستد شاخ
 هوا پر ز قوس قزح خسته
 شده غصه تپه سنج کل آشکار
 همه راه بر رگه ز کرده تنگ
 معنی سبزه پوشش آتش انفرخته
 ز آب آتشی نشسته نغز آشکار
 پذیره کن کاروان تادوسل
 بساطی ملوکانه انداخت
 در او کرده آماده هر گونه چیز
 پرستش گری استاده پیا
 یکی عطر سامی یکی عود سوز
 یکی گل نشان بساط انشت
 که بسم الله از نسبت این گسار
 که باشد پرستاریت کار ما
 خرامان بدین سوگراید همی
 پریشان و بنهاد دل بر ملاک
 که مارت ز نیکو نودل بر نیو
 بود جامی غولان مرد مغرب
 کجا دیور این پرپی بگری است

یکی گفتی این است خواب منیال
 بدینگونه جسمی بر گشته گوی
 سواره باز اسب فرود
 وزان پس شارت بجان داد
 که از ریخ عقاب سختی است
 بخوردند و خفتند شب تاب
 جوانمرد از خواب بپای شد
 نشستند گفتند با هم بسی
 بدست مرد حقیقت شناس
 سوئی خوابید و کرد کامی و بلکم
 نزدیوم درین حاجت زیری
 ستم صورت آن که مهائی تو
 همین پیشکاران که پشت بست
 چو ز می باغ مینو سفر با شدت
 چو بر تو قصه می خوانی گشت
 فرستاد ما را خداوند پاک
 چه معنوست ما را فرستد فرود
 بگو نیش امی میربان خدا
 بسی کرده میهمانی مرا
 بر چند خواهی بداین جانان
 پیش نید این مردمان مرد

یکی آزمون ساز و شبی حال
 که آمد زره خواجگه نیک خوئی
 همی گفت در خورد سپهک درو
 که باید خویش خورد و نستی سخت
 بجانی نگارید و حالی تباہ
 و گر روزگار فرودت گیتی فرو
 بهمان تو مجلس آرا می شد
 پر اندیشه دل بد از دهر کسی
 کز او شد دل میمان در هر
 بر آسوده دان باش و از من مرم
 که کس افریم با فسنو نگری
 که ایزد کرم کرد بر جامی تو
 پرستاری بندگان خد است
 هزاران چو من پیشتر با شدت
 بنا که فتادی درین بین شدت
 پرستاری را درین تیره خاک
 همی گفت گو نیش از من درو
 کنون باش یک چند میمان با
 تو همان کنون میربانی مرا
 وزان پس آن شو شو خانان
 نیایش کنان بر زمین بر نهاد

بسی شکر بخشنده جان گنجت
 وز آن پس بد ریافتند خجرت
 بساحل یکی کشتی آماده بود
 بسی لطف خورده ز موج گران
 همانا که بخشنده نیروان فرد
 بکشتی نشستند و راندند باز
 چو از لطف حق سفر از آمدند
 جوان مرد بر نیکی رفتند
 همه عمر سستی بخودت میان
 در آن دم که شنیده بود این تعبیر
 چنان که گرم باز پیچیده بود
 تو نیز آیه دار می لرزانی
 بجنش آنچه دار می بنام آور
 بده ساقی آن کیمیای گرم
 که عمرت سر شیم آرزوست

سخن از لطف حق

که جان مرا با گرم ساخت جفت
 که خوش ام و پذیرم دیدت
 ز طوفان آن ساحل افتاده بود
 که از آن بحر افتاده بپر بر کن
 ز بهر بان آن جمع کرد
 همه کامیاب و همه سرفراز
 بمقصد رفتند و باز آمدند
 که از نیکی آن نیکی دیده بود
 نشان می زرد سیم بر میمان
 نه هم دیده بود آنچه را باز بود
 کنون تا ز مستی چه خواهد بود
 بی نیکی فراموش با حسان کوش
 مگر صید دولت بدام آوری
 که دل را بود رهنمایی گرم
 هم از جان که بخشیم آرزوست

سخن از لطف حق

ترغیب بشنودن خطایچ پیران

جوانا سر ز پیران پیچ
 گیتی درون آن بودت در
 چو خواهی شوی شهر روزگار
 ز شاخه شهر خوردن آسان بود
 نه بسند اگر تربیت بد شک

که بی تربیت کس نیز در پیچ
 که از پند و آمانه پدید
 پیچان سر از راهی آموزگار
 که او دست پروردت همان بود
 بانگ زمانی شود چو شک

ارو

نبنی تربیت سنگ گوهر شود
 گیاه هی که خود رو بر آید بیابان
 و گر پرورش یابد از باخمان
 به از تربیت نیست فرزند را
 مباد آن سپهر کوست عار پند
 پذیرفت اگر نهد صاحب نفس

تنبی گیاه خود مسنی زرش شود
 زنگست کجا تا زده در دماغ
 شود احت معترو آرام جان
 جوانه نهال برو مست در ا
 که کورش به بهت از کنار پند
 بکام بدر کو به سیری برس

عقلی در عالمی بیرون

بیان سالم آمدن معافیت و آرام زان چون لنگ این مرغ آوای شکر
 و او از جهان خون اظهار حال جوان بار پرورده راحت فرین

از آن سرزمین به چون اندرند
 ششی تیره همچون دل ابرین
 درختان انبیه هم برده شاخ
 یکی ز رف جویون و آن در شب
 یکی به گین کوه بالایی سر
 اگر پای اسپه سنگ آری
 رونده چو راندی بره کوستان
 بنودگر بهر خستی از بارگی
 فتادی در آن بین و دیان
 عجب ترک بود آن گندک سنگ
 چو بر سخت سنگ آری نهلش
 چو شتی در خشان چو برق آری
 ز بانگ پلنگ و خروش نبرد

بان مزینس اسپهان خوانند
 ره ای چو زلف تیان پرین
 هو اینزه زار و زمین شگلخ
 نیاسوه دروی ننگ انزب
 سواره بیابست در اندازگر
 بزود اندرون بی درنگ آری
 ز شاخ درختان شندی شاختاخ
 بگردن فتادی بیکبارگی
 فتادن همان بود و مردن همان
 به مرج شیر و کتاب پلنگ
 بستی شراری بیان درش
 یکی شیرخان شندی رعد و آ
 در تن رفته تاب ز دل رفته صبر

بسی کانی سپهر یادگار از تو پهلای عمارت ۱۲

سواران از آن بول در آن
 یکی از انبیان بود پس سناک
 همه عمر در خانه خوشی تن
 با و برگزیده بسی در کار
 بسی را میبوده چون آسیا
 بگل گشتی از باز رفتی ز باغ
 چون از باغ رفتی سوئی خانه با
 چنان دیده کاین عالم باشکوه
 در آن شب اول از خوشی برآ
 ز قرآن نماز آیتی کش نمودی
 رفتی چو دامالش خازمی بک
 چنان چنگ من شده محکمش
 پاپی در حسی شد آن یک نبت
 بر آورد افغان که شیرم شکست
 ز شهر خود آواره ام سناکتی
 سرفراز اول بر او بر بخت
 چو روشن شد آن شیر اندیش بود
 مرا خود فغانها ز اندیشی هست
 همان ای همین شیر اندیش خورد
 نبیش مرا استخوان آب کرد
 بر پیری از وی بر دم کلمه

ستوران ز ظلمت سکنند خون
 نهاد و ز اندیشیدن کلاک
 بر آسوده چون مردم چشم
 ولی بود بر جایی چون خار
 ولی پاپی نهاد و بیرون جا
 و می صد روز خانه تویی بزم
 تا لیدی از نیج راه دراز
 ز شهر اندون ستاپیش کو
 همه دیده بر برگ بکاشیده
 نه از نام زوان که در دل را
 بر آوردی افغان کین مان
 که خود می نیارم کشید دست
 گرفت همیشه شباخ و خست
 زهی نامور مرد مهان است
 بچنگال شیرم در اندختی
 بفرمود تا هر کس آتش فروخت
 که مرد هر سنده در اول بود
 که پشت مرا پیش شکست
 چنین سهل آسایش توان
 که چشم مرا ز خوناب کرد
 بر آن کش بگردن زنده سلسله

بسی را میبوده چون آسیا
 بگل گشتی از باز رفتی ز باغ
 چنان دیده کاین عالم باشکوه
 در آن شب اول از خوشی برآ
 ز قرآن نماز آیتی کش نمودی
 رفتی چو دامالش خازمی بک
 چنان چنگ من شده محکمش
 پاپی در حسی شد آن یک نبت
 بر آورد افغان که شیرم شکست
 ز شهر خود آواره ام سناکتی
 سرفراز اول بر او بر بخت
 چو روشن شد آن شیر اندیش بود
 مرا خود فغانها ز اندیشی هست
 همان ای همین شیر اندیش خورد
 نبیش مرا استخوان آب کرد
 بر پیری از وی بر دم کلمه

مرا گفت و اندک ره شناس
 ز عشق آتش کز دل شعله
 چو ز آتش کند شیر رخ باریس
 تو نیز از چو من دل بر آتش کنی
 چنین دل بر آتش بندان
 چپ و یکی جاوه بس مزاج
 دم گرک چون سوزان کوباک
 ز مردم تنی چند صحرانشین
 ز یک سوتنی چند دیگر سواد
 جوانی فردزان شسته با
 گذشته بر او سال بکیارده
 ببالائی او سرو کشته نبود
 خسته بیدار و فرخ بنام
 جوان سخت ابودلچوی کز
 باید رکاب پدر بوسه ده
 با سپاندر آید بفرمان باب
 همی راند تا هور بر شد بلند
 بستند روی نهاده چنان
 که سختی بر کرد آنچه دارم بهفت
 که این حرف دریا چو آب چون
 چنین دیدم از او در مصلحت

نکته در صحت و سقم

که شیر آید از آتش اندهر
 ازین شیرت سار هست همهر
 ز عشق آتشی شیر اند شیرین
 ازین شیر عاید دل خوش کنی
 نوشتم خود هیچ فرنگ آه
 بدان هاشدیم از خیانت کلام
 یکی کله از دوست شد آشکار
 سیه خان چون مردم حورین
 پذیره رسیدند ز می نامدار
 چو آذر کشتبسی بر آذر کشتب
 گذشته بروی از سر چاره
 بسیمائی او هر انور نبود
 همه بر تو مهرش از چهر و ام
 چو پیش پدرش مهر و خستین
 سرافراز اول بر گشت شام
 چنان چون آید بکوه آفتاب
 بمنزل رسید آن کو ارمند
 چو پر خسته شد گفت و شنید
 وزان پس بپورگرا نما گفت
 هر آن در که افکند بر کشتن
 که با بی بر او خوانم از تربیت

بزرگ گفتم ای داور جوان
 همیشه پیر سائیان تو باو
 بزرگیت گریاید سوری
 بغزائنگان هفتین باش و پس
 شود سطله پرود مشهور است
 سخن چون بگویی پسندیدگی
 بگیر از کسان هنرمند پسند
 شو با بدان امی نکوخت یاد
 همه بانگو خواه و دانان نشین
 سخن با بزرگان بازم گوئی
 بلندیت با بدیت گرای
 بدون همی تا توانی میوی
 برتبت هر آن که تو بالا تر است
 غزور جوانی ز سر باز نه
 زوانا سخن بشنو و در پذیر
 میالای و طعن مروتین
 بشو خوی میفرای طبیعت کن
 زبان باز کش تا نبینی زبان
 کسی که تلافی و ترست از
 قناعت کن از آن موختن
 مغز آری بی پایت آروی
 دوی غفلت ز غرضی بیانی

مبادی نوا سبب کیتی نوان
 از آن سایه پروردگار با
 روان بر تبارت ز شهر روی
 خراز ز او فرزند مشهور کن
 که این هر دو خاک است
 باهنگی گوی منجید گوی
 از آن پیشتر که تو گیر پسند
 چه خواهی شوی در جهان
 ز نادان بدخواه نه نشین
 در شتی بکن امی سپر زرم گوی
 ازین ز رویان بلند می
 زودن همتان نیز از زخمی
 و را در شستن مکن بیروت
 که افتادگی زیور مرو به
 حدیث بزرگان بخودی گیر
 بندیش از طعنه خویشین
 بکس که چه خصم است نه بکن
 که کس به زبان بیو بند زبان
 و اگر که ترست از خود از تو
 هنر جوین اگر خواهی از غمتن
 بدوی کسی بنیاد و روی

مکن دیده پروردگار پاک بین
 به بیگانه الفت مکن زینها
 همه آتش خویش بی دودمان
 بناوان میانیر اگر بخروی
 بدانان نشین تا که دانا شوی
 پرستش گری خواهی از دیگران
 که هر کوسران کار و او کشد
 سرعجز نه بروری بسیار
 پایید بزرگی در آن خاندان
 نه دولت کشد نیز پایی در
 شوی بود او را و دستور بود
 یکی زان و دستور بیکای
 وزیر و دم ناکسی نشست
 جفا جوئی با مردم حق پرست
 ز خویش دل عالمی سوخته
 از خلق چون وزگار تنی
 ستوده بر شاه و الامتق
 همه چرب گویند خود کرده
 بسی خسته افکنده و ملک شاه
 اگر آن پاک دستور نیکو شست
 بشته مشتبه کردی از مکرین

از این سخن می توانست در استراحت

و در این سخن می توانست در استراحت

همه باش با مردم پاک بین
 بر آشتایان مکن خویش خوا
 تو ستمی مشود دوده دودمان
 که دور است از زو فرمایند
 بر بیرومی دانش توانا شوی
 خدارا پرستش کن اول جان
 همه آفرینش از و سر کشد
 وزان پس چون از ان نیاز
 که گردن کشند از خدیجان
 که بنیدن جاک ارادت سری
 دلش روشن ملک محمود بود
 وز و نیکو نیها بخلق خدای
 همه با کسان بدولت کینه جوی
 کشاده ولیکن بازار دست
 ز همیشه لب از شکوه بردوخته
 بشته بشته همیشه در دادخوا
 تنی چند را همچو خود بدینش
 که آتش ز روغن شود شعله آ
 ولی ز خنها بستر بر دادخواه
 بشته شکوه بر پیش اعمال شبت
 که صاحب غرض کینه دار بین

نیز در وصال

چو شاه از ویم پایه افزون کند
 هر جا بنز مندی از او بود
 ز بدگوشیش پیش شه کرد حوا
 بجز غله پس در از و داد
 هم از بدگوشی پاک ستورا
 بی مشورت گفت و کار نیست
 چنان بدیم ای خسرو درگاه
 در آموزگاریش مانند نیست
 وزین خوست تا شاه آناه
 که شه راه همین یک سپرد پس
 یکی شه ویران در اقصای ملک
 بدانجا فرستاد شهزاده را
 خود اینجا چو دید می مانند نگری
 به نیزنگ خلقی نبود رام کرد
 از آن سو ملک او به بار نهائی
 وزیر آن همه حیل و دست کرد
 ز دستورش چهار چو پور شاه
 بر او خواند بانی وزیر از شکیب
 بدو گفت کاسی قره این روی
 تو اکنون بیاموز رسم شهان
 و گرا باریت نمودن ملوک

باین سخن در از و داد

بدم گزنگوی شب چون کند
 بزرگ زود آومی ز او بود
 که بر می براد بست و کردوشن
 که با غله گان شاه را حرمها
 چنان کرد و گان گفت بر نهی
 بدست وزارت نهاد است
 که شهزاده را باشد آموزگار
 که چون او دیری به نیست
 فرید کند خوار شهزاده را
 همی خوست نشناستن هیچ
 که چون ساحلی بدید بای ملک
 همان پاک ستور آناه
 که انگشت هم گیر و انگشتری
 با آرام پس حشید ام کرد
 در آن بوم ویران گرفتند
 ملک او را نیز آگه نمود
 که چون باز جویم و بیم گاه
 که کس بی شکیبی نیاید نصیب
 مچو جز غزو مندی و بخردی
 هم این آوان کار گمان
 همه راه شاهان رسم ملوک

باین سخن در از و داد

باین سخن در از و داد

سوار می بیاموزد و شمشیر
 بفرزندگ و دانش بسیار از من
 بنده دل به او ابرگیتی پناه
 تو از سعی خود باز نشین می
 گمانم که بی سوجبی کرد کار
 بدین کرد کاشی شاه زود است
 که آنرا که آسان سد تاج و تخت
 و دیگر که میراث خواندورا
 چنین کرد و آسوست از تو گار
 همه روزه می بود با خردوان
 و از آن سو بداندیش مرد وزیر
 و از آخر طبع کرد بر تاج و تخت
 ملک اکبشت و بجانش نشست
 بهار آینه تان شاه ناموشند
 دل شاه از اندیشه خالی مباد
 که آخر کند ملک و دولت به ما
 چه شد شاه و تنور نایاک دل
 فردا به چون ملک دولت بیست
 اگر به سپی پارسائی کند
 فردا به چون پاریزید بلند
 چه منصف تند و کف کلسان

ع
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

همه روزه بشین ای بار الهی
 بیاموز رفتار و گفتار نغز
 که او ملک بخشد و گنج و سپاه
 که لطف خدا کم نباید هیچ
 نیگند دورتند ملک و پاد
 شوی اگر از حالت بر دست
 نزار منم مردم شود سخت
 ز منتشانش حق نماندورا
 هر آنچه آن بود در خورشید بار
 بهی حبت آینه رسم روان
 به نیزنگ دستان به گشت حیر
 بشه بر بشورید شورید سخت
 که پرورداری که از وی گشت
 که بر خلق رنج است بر خوش بند
 دل پرورد لا ابالی مباد
 و بد خلق را در و مژده با
 جهان شد پریشان و مناکل دل
 با زاری چاره مردم ستافت
 که ان توان پارسائی کند
 تا بد کس این نیست از گزند
 کسان اینواری اشبارت سا

که از پیشه چون شود که خند
 بنواهندگی نان مردم گرفت
 بساوا که و زبان بجزت رسند
 چه خاک از باد می به بالارود
 بساوا که گرگان شبانی کنند
 چنان کان و غل پیشه زشت
 همه مردم از روی بجان آمدند
 یکی لشکر کشان آماده کرد
 بفرمود تا دستگیرش کنند
 همان پاک ستود انشورش
 خیر شد ملک او را کاندغا
 به پیکار او چون بودیش تاب
 بشهری در آمد که فرمان برش
 چه خسرو خیر گشت بشناختش
 بشهرش در آورد بیمار دشت
 چونیک از مودش بهر نزد
 بیا مادی خویش بنواختش
 یکی بخت بر سرور است فرود
 سپیدانی جنگ تا او ساخت
 بسی گفت با آن دو مرغ سپر
 ملک او را در بر خود نشانند

خدا خورشید گوی همان با گرد
 کنون آفتابان بود و این گشت
 زمین بست با سماں سر بلند
 بسا آب که چشم بینارود
 و یار بر زبان با سبانی کنند
 از آن جز بکیسر آورد کرد
 زن مرد فریاد خوان آمدند
 روان سوی ملک ملکه بود
 چه ببلاد را سیرش کنند
 برآمد متع بلا بر سرش
 سپه راند بیرون بفرم و غا
 گریزان ملک گشته تاب
 بدل بود پیوند شاه شمش
 پذیرد ز شتر او کان ساختش
 ز هر گونه پیش برتاسا بست
 بشیعار و ز خور پیوند بود
 باوج ستاره سرافراختش
 هشتم در گنج زیر کشود
 و شتر او را همراه شتر او ساخت
 که از رانی او برتاسا بست
 ز اندر زبس گوهرش برتاسا

در این قصه
 از این قصه
 در این قصه
 از این قصه

بگفت ار چه نیک از مومنان
 دلی بر خلاف گرامی پذیرد
 همه یار مرد و خرد پیشه باش
 همه کشور از او آباد کن
 بنا از موده کار ملک
 سپند دل از زده از خون
 با زار و زور از کسی نریز
 به پیش رخسایش از بندیش کن
 طغر از خدا جوئی بس ای سر
 بیکبار قلب دشمن متاز
 کینه با پیروز و بس پیشان
 به تنهانه مردست در باطن
 گر این زرم خود بر مراد نیست
 بگفت این بروی او بوسه داد
 در آنسو که از آن جهان جان نافر
 همی راند تا دار ملک پذیرد
 خبر شد بدستوز ناپاک ای
 بیاید که این باغ بی خو کند
 یکی لشکر آرست بر گشته نجت
 گروهی بر گشته در جمع کرد
 همی گشته شان کرد بر تیز

چو بستوده بودی ستودم تو را
 مشو این از مردم بدگس
 ز نابخردان دل از پیشه باش
 سپاه و رعیت از خود شاگردن
 مکن سفله گان انگهد از ملک
 چو از روی او را سپید مکن
 هم از بدولان نیز لشکر گیر
 ز خود مایه عبرت خویش کن
 نه ز اقربانی لشکر و گنج زر
 پس پشت خود بجائی تنه سپار
 سپهر چون نمائند به نامان
 به پیوده ناگاه جان بخت
 مرا آگهی ده که لشکر سی است
 بایوان خرمید خندان نشانی
 سر چهار سوره بر ماه نون
 یکی از خفیت کشانش ظفر
 که آن دولت رفته آمد بجای
 بنانی که گشته را نون کند
 در اندیشه کاسان کند سخت
 چه آید ز جمعی بر آگند مرد
 بخونش دلی نشن چون تیغ تیز

و منزل پر آمد پذیره بچنگ
 و لشکر را کشیدند صفت
 گذر که بهم برگرفت تنگ
 بخون پیر شهر یار جوان
 بقلب ندرین سوئی سوزنا
 بز قتیغ زهر آگون بر سرش
 بنماک اندر افتاد آن بنگال
 چو دیدند لشکر که خسته و چه کرد
 نهادند سر برده مرد بان
 که بختی شای شاه که ما بنده ایم
 کینه نیست بر او ایزد کو است
 شهنشاه او را با چیره کرد
 همه دست کز ما بکینت کشا
 به بخشود بر جمله آن نیک را
 در کینه بر روی ایشان بست
 سپهر افروستا و زمی شهر یاد
 نکو خواه و سورا پیش خواند
 ببلقت امی بدیدم ^{و زیاده را} را می است
 که از تو فرود این منم ندیم
 زمین گردید می بهتر با شاه
 خداوند را برو با بدت از

بنا کام در شد بجام ننگ
 دو در یاست گفتی بر او ده
 هو گشت از تیغ الماس ننگ
 بسی جوئی خون که در سوزن
 ستمگار را دیدند در سخت
 بدرید آن تیره گون سگش
 شد از ستم سپان پیش ناگال
 فکندند کیسه سلیم ^{سخت} بر او
 بیو زش کشودند کیسه زبان
 ز کردار بد نیک شرمند هم
 که این خود همه کرده با و گشت
 همه روز روشن از تو یکر کرد
 بریده هم از تیغ کین تو باد
 بشکری که بخشود برو می
 بجانی پذیر شد نشا نهی گشت
 ابا نامه و تقصه بی همشار
 بر او آفرین کرد و پیش نشا
 پس از کردگار آنچه در دست
 که پذیرفت آن شبه بفرزیم
 نداد می مرا وخت و گنج و سپاه
 که جانی پذیرنده امم او با

ای شاهزاده منور که با این نیکو گشت چه خواهی کردی

تو نیز ای که می بایستی
بیا ساقی آن مایه جان بدار
می دیده در غم بسی ریت
بده تا بتن پرورد روح

هنرمند شو که مینر خوری
می دست پرورد بجان بدار
می گشته سر مایه معرفت
زدانش به پیش پرورد

قبضه کردن مصنف و صفت مشیر و نشان
و آن تیغ زبانه را بر سنگ کتیر

نهی زور بازو می و کرد
قتاد و پی و گیران و بعب
ندامم به از تیغ روین
تیغ این جهان کهن انوی
هم از تیغ گردن نهادن سپار
غذا از چه خیزد تیغ بیان
ندامم به از تیغ آتش فروز
سکندر که سدی آهین بود
بگردن کشان تیغ کینه است
تیغ است کاسلام بار و کتی
خوشا آنکه اندر ره بدولی
که تیغ او خانه روی زمین
و گرنه ندل نامدار ترک
که بودش بر او پیش که ترساک
یکی با پرسی ترک تازی سوا

که آرام بستند از و دیگران
که روزی با آرام سازند
از در پروان امین ز نهران
هم از پشت او پیلوی این
هم از تیغ کافر شود حق شناس
جفا و از که انگیزد از پرلان
بنامی که گیتی فروز و چوروز
بیا جوج آن ز آهن تیغ بود
زار است و سلام از دور
گواهم بر این غزوه خندق است
شود پیر و شاه مروان علی
جفا و از ز رخسار کین
در گره جایی سالار ترک
خداوند بر ز و بر و خشت یال
گیتی در این زمین با کار

ز نرفته بمان سال عمرش بسی
 بلند آسمان خسته تیر او بد
 ز تقلاب شکیب او تا محبت
 گز آتش بر پیش او در انجمن است
 نیاساید از رزم و کین تعقل
 همالش بر رزم او بود پوزال
 بزم اندرونش بخوشن ز کبر ^{استم}
 نکوشد همه دشت اگر رستم است
 نیاری با بنوه لشکرش شغیت
 بیرون خسته شران از و بشها
 به تنها ز مردی به تنها زده
 از ان لعل جز که بانی مجو
 پذیره بنزد برادر رسید
 بهر ایش از سخت یاری کرد
 گر این پیش از سر کشی هم زند
 چنان بود که پنهان و عمل با
 سرافراز این ز دستانشان
 که رو به چو روزش بر آبد سر
 به نگاه آن سرور از محبت
 و گروست غارت کشود نیز
 شگفت نیکه بهر ساله ز می هنر

نه از ترک چون او نه از پای
 اجل جسته پیمان شیر او
 به جوشن بر تیر او چه رزم
 که آب سنان و می آتش کشت
 که آتش نیاساید از سوختن
 بر او تاز و انسان که بر زال
 که بی جوشن و کبر کوشد هر
 که این طعمه شمشیر او را کم است
 که پشتی به از روی جوشن
 بر دل ز بیم وی اندیشها
 و خواب بر او بر مهن سازد
 که بنید و رخشنده الماس
 بوسید چون جانش در بر کشید
 پریشان تنی چند از دستوه
 همه پامی بر تخت خرم زدند
 باهل سرافراز بیل هفتند
 و زان حیل و مکر پنهان شان
 کین ساز و از حیل با شیر
 ز ککان تبه شد لبی که منفند
 بر سپان تازی و خست جویز
 شدند می ابا ناله و بانیا

جوان سخت نشان از نبوغی
 چو قدر چنان روز نشناختند
 بی گرگ چون گردوز خوشین
 بر آفت زنا چو آگاه شد
 بیگفت بر خود جهان کز تنگ
 چو آورد بر شیر کور ز روش
 برگان به انسان نشوریدند
 چون کوشتم و سخت یاری کند
 فلک دیده تا بچرخ غلیان
 بگفت این زمین بر جا و زما
 بر انداز پس خصم من باش تا
 هم از شهر شد نام و ز با گرد
 سپاه از پس دشمن شوم نه
 ز کین پس بلند آتش ز روش
 شد از چنان شورش وار و کور
 چو از کرده خود پشیمان شدند
 سپردند رسم و رسم و کتبی
 چو آمد پذیره سونی نامدار
 سر بردی نشان ایلیان بود
 و گر شیرخان داشت و عشا
 که بدزان بر او نشکریدند

ز نیما فزون تر نشان ساختی
 بخود روز روشن سپهر ساختند
 کشد آرزویش به پهلوی شیر
 بر آن سرکشان روز کوما شد
 کوزنی که تا روز کین بر تنگ
 باو شد جهان کور و بر شیر سور
 که بختیاری سپارند خست
 جهان شسته از بختیاری کند
 بدزدیده از بیم برشت تا
 سوارنش از پی بگردار باد
 بر رویم شان کرد کیسه خراب
 ز لشکر سپه کرد و صحرای کوه
 بلک اندرون بختیاری نام
 بر جا که بدختر منی پاک خست
 بسی مردوزن کشته و دستگیر
 فرا هم گروه پریشان شدند
 بر ایشان برنجشود از متهری
 بهره بیاورد از ایشان سچا
 نکرد از گذشته بدل هیچ یاد
 بنواتی مشیوار روز آزما
 بنوده کس از متهراش مهال

جوانی چو شمشاد نو خاسته
 گشته ز رو پوشش ترکش همان
 بنام ایزد آن فرخ ایزدی
 پیاده شد و رفت ز می سوزان
 وزان پس بترک سیدند باز
 چو پر خسته شد خوان اینجاست گفت
 که این منبر بین اهل و ما است
 و لیر اینر باید سخن ساختن
 ز کردان کنون آسمان خورشید
 بر بلبل از رنگ بوئی بهار
 ز تقوی پر مردم پاک دین
 بر میکساران ز سوز ز بزم
 سخن باو ببران و ببران به
 تو آتش جان در کلام تلنگ
 بگفت این شد در شبان خویش
 از آنجا که با بروی همدم
 بدو گفتم ای شیر پر خاشخند
 پرند تو نماز شکاف دهی
 بجو و ابر بازنده در بسنی
 ز فر تو گیتی پر آواز گشت
 از سمت بکشور بر اندیش

پرش از خدا باد عاقبت
 ز ریت با ترکشش آسمان
 ز چرخ خویش دور چشم بدی
 جوان سخت رویش بو سید باز
 نشستند خوان کشیدند باز
 بیا ای که در زشت نیست حفت
 که ننگ داین شیر کند در دست
 به تیغ و گویو بلبل پر خاشخند
 که در هر سری باوه در خود است
 بر عاشق امانت وصل با
 ز بیات پر و افلاک بین
 بر شیر مردان بنگت ز زم
 ولی باو لیران لب لیران
 که من بر غزالان کنم ترخنگ
 رها کرد با شیر مهان خویش
 سخنهای شیرانه حبت از دم
 لذاتش چو شیران نماز خند
 سست تو دریا شکاف دهی
 بکین بحر چو شنده در چوینی
 ز تیغ تو روی جهان با گشت
 غلک ز بدانی این شیر نیست

بود که چنانچه از دست پروردگار
 بر آن کوشش که لطف تو خیرتر
 چو از لطف دشمن توان کردوام
 مرو خیره در کشتن بی گناه
 بنور زیزی بی گناهان باز
 بر بگردان راست و دود بود
 دلیری که پاک ز غرور و همت
 کسی که خلاف تو گوید بی همی
 بکش به یکس از بهر هوا
 تو را دشمنی بدتر از خویش نیست
 اگر مرد کار می خصم انگینی نه
 دلیر از زمان جوانی به پندار
 چو خصم نکند مرد در پندار
 که نزدیک است چون کبک شمر
 ز کشتن سخوانند کس اولیر
 ز خود چشم باز و هوادوردا
 بسا کس که خوش فرو بست چشم
 اگر حکم بر کار بندد کسیر
 تحمل کند سر کشان از بون
 مگر خوانده باشی که شیخ خدا
 بدان شد که با تیغ بزدلستان

(نویسندگی در دست راست)

ترا تیغ سوزنده آبدار
 نیازش نیفتد به شمشیر خویش
 چرا تیغ بایک شیدا ز نیام
 بنمود بر کفن دین دولت تباہ
 که چون شیر خوانند تا نذر نبرد
 که انسان بجهان شود شهید
 نه چون شیر شمشیر است شمشیر
 نباید بخونش بکوشی همی
 که بهر حن او با مر حن
 که چون پیش کس از بند نیست
 نخستین سباید که بر خود زنی
 که از نفس تو سن بر آرمی و ما
 کشد دشمنی را که نزدیک تر
 چو شد دور بر روی کین آورد
 دلیر آن بود که بخود گشت حیر
 وز آن پس او صنف کار از
 ندانست از دوست دشمن چشم
 نیفتد نیازش بشمشیر و نیز
 تحمل کند خصم را سزگون
 چو بر دشمنی چیره شد در نما
 چو ز بردی مه افورش

(نویسندگی در دست چپ)

بنگیند همیشه در بخت شاه
 چرا چون ز زینم در انداختی
 بدو گفت شاه همیشه نامجو
 ز گرد تو آئینه ام تیره شد
 اگر راندمی بر تو تیغ هلاک
 نشستم که بنشیندم کین خشم
 بفتاد بر پائی شیر آل
 و گرنه دارم از ان شمه سخن

بدو گفت خصم ای شه دین تبار
 ز مردی بگویم نه پروا ختی
 که بر روی من چون ننگندی
 بمن خشم و آشفتنی چه شد
 بجز از خشمی بر زردان بگی
 شنید این سخن خصم ز انرا چشم
 پذیرفت دین اندر آمد بر آه
 بدین کیت سخن خویش قانع مکن

ای صوابینم سده نعلاب علی رضی کشتن بدو لطف اخیل کفار
 بی صدق و صفا و آوارگی بر پادشاهی نان سپهر آنها

خواهی شوی هم دورا کرد
 که سالار طهارتین پور حرب
 همه گشته کیسه سران و تلبیش
 چو بوجبل و چون عتبه بس نامدار
 ز هر سو بخون دل آغشته
 زمان گشته از اندام شوخ و لبت
 یقینان از افشانج از تاب و بیم
 یکی انجمن کرد از زاری زن
 بمیکفت شکس نه دریا گذشت
 چه مایه جوانان شمشیر زن
 چه خور میشد رویان لعل خاسته

این نکته از غرور خندق شود
 بگذرد و احد و دید بس طعن
 ز مردان و نام آوران و موز
 شده خسته و بلغمه و دو فقار
 پدر گشته بی سپر گشته
 سیه روز و آشفته پوی و خور
 ز پروای ما نبوده در بیم
 سران عرب جمله در انجمن
 که بر کس نفث انچه بر نگذشت
 که شمشیر شان کرد و لعلی کفن
 که در بدر چون ماه نو کاسته

سالار طهارتین پور حرب
 همه گشته کیسه سران و تلبیش
 چو بوجبل و چون عتبه بس نامدار
 ز هر سو بخون دل آغشته
 زمان گشته از اندام شوخ و لبت
 یقینان از افشانج از تاب و بیم
 یکی انجمن کرد از زاری زن
 بمیکفت شکس نه دریا گذشت
 چه مایه جوانان شمشیر زن
 چه خور میشد رویان لعل خاسته

آنچه بسکه از خون بافتش
 بجای گوی و سستی نچندان گزشت
 برو می نه که ساز کیفر کنیم
 درین کار نتوان نمودن
 علی گر چه لبش می رول کزین است
 یکی از قریش است خودش نیست
 به نیر و وقت رت چه از روی هم
 بدنیسان باگر شود و ستاخ
 چو آن در یوم است از آن بهر
 که چند این سخنهای خاطر پیش
 پس است آنچه برو می کرد می
 مگر قصه بدت از یاد رفت
 ندیدی مگر دستبر و عمل
 ندیدی مگر شیر کوشنده را
 ندیدی چو الماس نشان کند
 بکوشد همه دست اگر دشمن است
 بر آسان نگرود زمینم
 بتازد بشیران چو شیران بود
 نیقناده همه نصیحت سنانش
 سنانش نه آهن که آهن است
 بلند آفتاب است روزی

چو کان من گشت و کوه بدش
 که آسان ازین کار نتوان گزشت
 بگویی سر از تنگ چون بکنیم
 بکوشید اگر نام دارد و تنگ
 نه گوی ز پولاد یا از آهن است
 از وایقدر جای تشو نیست
 نه او از فرشته است ما از اویم
 بمانگ از جهان سناخ
 بلا حول لب باز کرد آن بهر
 چه خصمی او از بی خود نشان پیش
 تا بهی این است دیگر نخواه
 که بر باز دشمن چه پیداد رفت
 همان چه و بالا و سر ویلی
 ندیدی مگر بچو شنده را
 همه دست کوه دشمن کند
 نترسد اگر دشمن آهن است
 چه میدان از زش چه ایوانم
 نازد چو گردان باز و روز
 نه چیده نشکر نه سپید غنائش
 که نوکش همه خود و چون است
 ولی روز تیره سازد و برود

چو دریا می تغیش بود موج و آ
 کسی که ز دم تیغ او جان برد
 کسی را که بر گشت از روزگار
 به پیوده راهی تنیزش مکن
 بما اختر شوم را بر مشور
 ز حسن او همچون چو بند کسی
 چو سالار قوم این سخن گویش کرد
 فرود شد در اندیشه وانگا گفت
 بگوئید تا چاره کار چیست
 بزور کسی امی نادل سپند
 یکی ز اینسان پیش سالار خود
 بگفت از وی بیخ عهد پیمان کند
 که او زنده پیلانک افکن است
 نشان و رابرتا بد کسی
 ز گردان شاکسه کارزار
 بسا کونبا و در پراخته است
 سانش زوه من فرزند تر بوزن
 مگر که دلسیری و زور آوی
 بدین چاره شد ایشان تنو
 بر فتنه گفتند و پذیرفته شد
 قصه در زمان خنده زد کارین گفت

همه گوهر جان منت کبریا
 گمانم که گیتی پایان برد
 بدو رو کنند وصف کارزار
 ز ما تحفه تیغ تیزش مکن
 مخوان ماهی از آبدان در تنو
 بدین کار و انا بنمندی بسی
 زمانی لب ز گفته خاموش کرد
 که بر کس بر آید راز از نقت
 که بر کار بیچاره باید گریست
 نینقا و صید مرادی به بند
 سخن را انداز عمر و بن عهد
 باشاید این کار آسان کند
 تو گوئی یکی دشت این است
 با سایش از وی سخنانی
 برابر بود با سوار می هزار
 شتر گره را به ساخته است
 رمان سیز و چون شیران چون
 به بند و ره حمله جیسی
 که خواهند از ان ناموز نهاد
 بر او روز خوش گفتی آشفته شد
 مکن راه پیکار غنقا گرفت

ز صحرانشینان گزینیل خیل
 ندانسته گزینیل دریایان
 وز آنسو خیر شد بسا لار دین
 پر اندیشه شد سرور سرفراز
 دلیران پر مانگان باز خواند
 سخن گفت از آن جنش پر چون
 سگالید پس چاره کارشان
 همه هم زبان باز گفتند جمع
 ز ما پور حرب چنین کینه هست
 همه کینه را بست با یکسر
 زمین بوسه داد از او بیخ
 یکی کنده بایستمان زد و کند
 بد نیسان بود رسم آنم رفیوم
 همه گرد آن شهر را کشند
 چنان که کوشش گفته بدر برون
 بگرداندر شاران بلبند
 چو لشکر تبر و یک شیرب سید
 گرفتند آن شهر را در میان
 بقلب اندرون عمر و بن عهد
 خردشان ابر باره راهوار
 ز پولاد آهین سر ایایی عرق

کیش

نشانان سوئی شهر شیرب چیل
 نگر و دزد و باه شیر زبان
 که شد موج زن باز دیای کین
 که بند و زور یاره سیل باز
 ز بهر در غمنا بر ایشان براند
 ز عمر و ز سالار قوم سیرش
 هم از صلح شان همز پیکارشان
 که ای خیل پروانگان آتش
 بایستمان آشتی دست بست
 تو سردار و انگاه پروا بی سر
 دشته گفت کامی دوزت از رویه
 که در پارسی نیسان کند شهر بند
 که چون دشمن آرد ملکی هجوم
 که بر خود دشمن نیاچی کشند
 عرب نام آن کرد خندق کون
 یکی کنده کند از در شهر بند
 ز گرد سپه چرخ شد ناپدید
 چو این توده خاک آسمان
 ز بطما بشیرب رسیده شد
 چو رعدی که بر برق گردید
 یکی کبر رومی استاده بفرق

گفته سرو تن بر پشت سوان
 بر آشفته بر کف و خشان
 گفته تن اندر زره پهن تنگ
 گویون از برش تیغ آتش نشان
 بر آگینت پس باره راهوار
 بفر بر پانصد شیران است
 ای گفتی من جز در زمین تنم
 بلند آسمان زیر دست است
 چه سازم پروا بر و پر چین
 همال را بود کسب به لاجورد
 ز سوزان سنان سپهر است
 شود هم نبردم که سفیدیا
 تنگ است تیغ من اندر و غا
 کسوزن نوبت کارزار من است
 کسی که تنگ آید از جان خویش
 بدینسان جز خونی اندر نبرد
 بگردان شرب همی زود ناید
 که آن کسیت کو ترکتا نآورد
 سپرد از شیر این بشیر را
 بسی گفت وز ایشان نیا بر جا
 در آخر عمر گفت یا مصطفی

چنان چون بود راه در کج
 پر شیر می زده شعله و شمشیر
 هشتاد اندر آقا و کس تنگ
 چو از کوه سار از دمانی مان
 بیار بسیار بی پای حصار
 سر نشان کی تیغ بندستی
 که چون شیر زنده در جرم
 شرم چون خاک نیست
 تو گفتی کج و موج و بیابان
 ز خویش عقیقی کند در بند
 اگر شیر داروز آتش گریز
 ز من غار باشد از تو غار
 که سازد بدریای خون شتاب
 عرب جمله در زنیار من است
 من اینک تما و تم نیایش
 بسی کرد کس ای شکرش کرد
 پیوسته که جانهای پاکش کرد
 بر من سر عمر و باز آرد
 وزین دیو خالی کند شیشه را
 که دلها شده بود و جانها تاب
 که ای در رخسار من بجز صفای

نه منم کسی را از مردان مرد
 گرفتند که نهنگی بود که نهنگ
 غمش دیدم امی با پوشانام
 بز و خویش را بر سلور نمی بار
 یکی گره اشتر بجای می سپرد
 از آن زخم کز شیر مردان
 تو ما را بدریایمی آتش مژگان
 دم آنج دیوستان این بیست
 شنید این سخن شیر زردان علی
 سیاه بود پائی رسول
 غمش هم نبودم چه فرمان سپرد
 ز عمار بقدر جای تشویش
 بگفته تا بدریایمی آتش روم
 نه عمر دار بود آسمان بلند
 چرا بود با پیدازد پر اس
 پیمبر نبوی خدای او
 بدو گفت کامی شیر زردان
 که این شیر زنده اهریمن است
 پندش نه بینی که خار بود
 بسا واکه بر جانست آرد که
 وگر باره عمر داند نام برش

که در زرم با او شود هم نبرد
 بدریایمی آتش چه سازد نهنگ
 که بکشتن چرا کرد راه شام
 بر آورد از جان ایشان بار
 مهر بر کشید این یل نام بود
 تنی را ندیدم که بر سر زرد
 زمین چون بود عکله بر آسمان
 نخست آدمی زرم با دیو شربت
 بز و بر کرد اسن پیر دلی چه
 بدو گفت هرگز بسا دسی مول
 سپاس تو ام بر دل جان سپرد
 که او نیز چنین با تنی پیش نیست
 خلیله نه بگر که چون حج روم
 چو فرمان دهی آرمش فرم کند
 ترسزد کس و زردان شناس
 پرانده دل شد ز تیار او
 اگر چند شیر بر او باز جانی
 یکی بگر جو شنده در جوشن است
 سمنش نه بینی که در یار بود
 که پروانه دارد ز چرخ طیف
 بر آورد چون بگر جوشان

<p>کس از بیم رانی نبودش نکوه هم آورد دست از در کار زدا کز اپامی با جنگ اهریما مسبح ج دین آفت اعرب نه جانم به بیمار و درم خست هم آور و و کین نخبه زبا که نملی چنین آید او را بس بسی بهتر از زنده بودن پند که تادل بر تنش ما چاروا ولیا نه باید چه دست جت بزدم از پلین و در دست تو گفتی زور یا یکی موج حکا که در پشت پرورنی آفتاب ز گردون گردان گذشت هلالی بخورشید خشنده است همان پن علی تیغ چونی به نقاب بگردون بر آمد بند آفتاب برادر دارنده بر دست است بر کارش از لطف دیار باش ستاره بقیثاندر آفتاب دولت روشن جانست ایدر با</p>	<p>همی جست نام آوری هم نبرد چنین تا سینه بر آن نبوده سواد وزیر سونیا مدبردن مکت نانا بیامد بر پیش نبی با کرب بوسید خاک لبصد لا گفت ز بس جوید این شیر زرم آفا بخاک اندرون به سز نامو تن نامو گشته دروشت جنگ بگفت این دو گوشت بسیار و بگفت از دل جنگ از بی خست که نتوان شدن بی سلاح نبرد نیشین زده بر تنش کرد دست چنان در زده پیکر آفتاب به پیکر ستار خود بر سرش همش بگر تیغ برنده بست نباشد بنهر موده کردگا سپر بست بر کتف چون بو تراب بتن چون سلاح نبودش بست که یارب علی داد نگه دار باش بوسید سترخ رخ بو تراب بدو گفت روانی درت یار باو علی گفت در صلا در سترخ</p>
--	--

بسم وصال
 کس از بیم رانی نبودش نکوه
 هم آورد دست از در کار زدا
 کز اپامی با جنگ اهریما
 مسبح ج دین آفت اعرب
 نه جانم به بیمار و درم خست
 هم آور و و کین نخبه زبا
 که نملی چنین آید او را بس
 بسی بهتر از زنده بودن پند
 که تادل بر تنش ما چاروا
 ولیا نه باید چه دست جت
 بزدم از پلین و در دست
 تو گفتی زور یا یکی موج حکا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 ز گردون گردان گذشت
 هلالی بخورشید خشنده است
 همان پن علی تیغ چونی به نقاب
 بگردون بر آمد بند آفتاب
 برادر دارنده بر دست است
 بر کارش از لطف دیار باش
 ستاره بقیثاندر آفتاب
 دولت روشن جانست ایدر با

بسم وصال
 کس از بیم رانی نبودش نکوه
 هم آورد دست از در کار زدا
 کز اپامی با جنگ اهریما
 مسبح ج دین آفت اعرب
 نه جانم به بیمار و درم خست
 هم آور و و کین نخبه زبا
 که نملی چنین آید او را بس
 بسی بهتر از زنده بودن پند
 که تادل بر تنش ما چاروا
 ولیا نه باید چه دست جت
 بزدم از پلین و در دست
 تو گفتی زور یا یکی موج حکا
 که در پشت پرورنی آفتاب
 ز گردون گردان گذشت
 هلالی بخورشید خشنده است
 همان پن علی تیغ چونی به نقاب
 بگردون بر آمد بند آفتاب
 برادر دارنده بر دست است
 بر کارش از لطف دیار باش
 ستاره بقیثاندر آفتاب
 دولت روشن جانست ایدر با

پایده شد شیر پور و کار
 چو شایین سوی صید و اگر
 منم شیوه دل گفت صید بنام
 اجل بنده تیغ تیز من است
 چه پیمانهایم اکنون تیغ
 چو گوشتم عدو کسیت تا جان بجز
 نه ترسم که از و مرا یا بزرگ
 الا ای که منم هستی هم نسید
 ز عمرت همانا دمی نماند بجز
 بجا باش کاکنون دلیرم
 شنید این سخن عمر و گفت بجز
 همان بر تو گذشته بس ز کار
 نذار می درین از جوانی خویش
 و دیگر که بر کوز او تو چیست
 بگفتا علی پور بو طابسم
 بهین گوهر کعبه رمان
 هم از جان هو اخواه پیبرم
 بدو گفت اگر پور بو طالبی
 مرا با پرت شناسانی بسی است
 بساو دستم شیر تیز
 گرامی ز آرد و گوهر

پایده رود و شیر و کارزار
 بیدان بجز جوانی آغاز کرد
 که از تیمم آتش کشت شعله ام
 ندید آنچه گویدون گریز منت
 روان بداندریش ابیدریغ
 و گره بگردون گردان برود
 معصا رعم و خاشی پیام آور است
 زور آمدن دل منفرای سرد
 که در آید از که سستیش زود
 دلیر آمدم گر چه دریا دم
 تو کی دیده دستبرد کوان
 چو مردان میا و صفت کارزار
 بهشتانی برزند گانی خویش
 که با بند ز او ان مرا کافیت
 که و ایچ چنین روز طابسم
 پس عمر پیوستم بی گزان
 بجز راه پیمان او سپرم
 به پیکار عمر و از چه زور اجنبی
 نبرد تو کی کار چون کنی است
 پور بر او در گرام سیتیز
 دل باش کا بد بکین بگیری

بجز راه پیمان او سپرم

جهان که بسیم ز خورد و کوه خورد
چنین گفت با سحر و سحر خدا
شغیدم سحرش کند از تو
گفتا چنین است و این لاف است
شش گفت چون با منی
نیا من اگر اندر ز راه شبنوی
که با منی درین بزم زدی
و چون میگویی که کینه است
شش گفت بزور زدی تو
شش باز سپید را می جنبست
نه پذیرفت ز انشا و والا عش
به پیشیت من این تو م گذشته تر
چو نشان زمین عرض کن من
تو م آرزو گوئی تا آن کنم
گفت آنکه بندی بس از فکله
شغید این سخن عمر در تانیت سخت
نی خواستم ای گو صفت کن
شش گفت روزی مرا خوبتر
بر آشت بدخواه گشته سخت
فرد آمد از اسپ پی کرد اسپ
دو پرول زهر سویرا محبتند

که من خود نه بندم کعبیت کبر
که ای نامور مرد زور آزما
یکی ندان بلکه بنده ای می تا جو
گرت آرزو نیست بر کوه صیت
نخدا همت بیگانگی از خدا
بغیر پاک دل بگرده ای
در نشانی زین نشانی
که اندر مر آفتاب است
چه باشد که ما را آرزوی هم
نه با ما شووی ایار نه با عد
گفت این شود مایه سرشش
نهادند روی اندرین بزم
میان عرب تن زعفرین هم
مراعات آن عهد و پیمان کنم
به پیکار با من شووی
گفت ای حیوان از تو بر آفتاب
بخوار می شووی گشته بر زمین
که روزت بدست من ای سپهر
بندی شد گفت شناسم سخت
تو گفتی بر او خست و گشت
همان که فرودین با هم محبتند

ز بس آتش خیز و تیغ تیز
 چنین تا که از روز شد و دگر
 بنا که بدانیش بددگار
 سپهر بر سر آورد سالار دین
 بشنید تیغ بدخواه با که بر لاف
 چو شه باقت آید بازان بگر
 بیک پاس دیگر بگوشت
 چه نیزنگ بود اینک آرمی
 به چسپیدی آن خرد کوه
 بر او حمله کرد آن شه نامور
 بیک حضرت شاه لشکر شکن
 بر آورد کبیر عنبر ندر شیر
 نبی گفت بکبیر آن چون شرفیت
 که یک حضرت بازوئی حیدری
 رسید آن زمان شیر پودگار
 شکسته همه دشمن از بیم او
 چو سالار دین وئی حیدر بود
 دو بدول که بدکین شان با علی
 چو پس بر شد کوشش آن نفر
 که با عمر و برمی سیلید علی
 نه مینی که پس کبیر شان بر شد

تو گفتی که بر نیای می شد
 نه آن ماگر نیرود نه این بر سر
 یکی حمله آورد بر شهر یار
 گذشت از سپهر حضرتان کعبین
 چو سبایه احمدی به شگاف
 بچستی ز دستار بر بست سر
 وزان پس گفت کای شوخت
 که از لشکر خود مدد خواستی
 که تا بگرد و حالت کارزار
 نزد بر سرش فو و افتخار و سر
 چهل گام سردور ماندش تن
 در آن دم که بر خصم خود گشت حیر
 پس آنگاه رو کرد با جمیع گفت
 به از طاعت آومی و پری
 بگفت بر سر دشمن نایکار
 بی نظمی از شیرت نه سازند رو
 بیوسید چون جانش در بر شد
 در آن دم که کوشید از زولی
 شنیدم که گفتند با یکدیگر
 که باشد بچهرش نشان علی
 علی گوی از جان خود بر شد

رسول خدا گفت که شما شریفان
 چه شیر خدا بازگشت از بند
 بگو که چه بود و ریشد کارزار
 نزد بوسه پالمی بر او ریش را
 ز من کند بودم نه تیغ دوسر
 در آغاز زرم آن گوید ز یاد
 دل من چه در یاد آید بسم
 چو می برد می جمله ای من بیایه
 از آن دید شد روزگار بند
 دو خصم قومی یافتیم پیش خویش
 نخستین علی را از بون ما ختم
 بر در گرفتش رسول از وفای
 که شیر خداوند ز عیسان بود
 ز شرم آمد دین را روی این تن
 ز شمه خد حستند و خستند و شان
 تو نیز از تنی زور مندت بود
 بگوشی که در راه در رسم علی
 بیاساتی آن کوثر جان فرو
 مگر تا جو صفای شود گوهرم
 ایها رجال مستان یک کوار کسبان
 خوشنایست مستان برم است

بدل در هفت و بر و شان گفت
 بر و گفت پیغمبری شیر مرد
 تو در کین نبی کنیدی و او
 که امی رحمت از پالمی عرض را
 نه عمر و از من افزون بود از کرد
 زبان مرا بدشت نام بر من کشاد
 از آن تیره دل سخت گشتم
 بند کوششتم خاص بهر آنکه
 که اول بر آوردم ز خویش کرد
 ز خویشم هم آورد بپیش خویش
 بعد از آن زمان باز پرده ختم
 بفرمود زان پس با اهل اتفاق
 که هر کارش از بهر زودان بود
 پیورش بر شیر نبردان شدند
 یکی جرعه از عفو پیودشان
 همین استمان نه پندت بود
 شوی پیر شیر مردان علی
 بمن ریز و خود بینی من بسوز
 و در ساغری ساقی گوهرم
 ایها رجال مستان یک کوار کسبان
 خوشنایست مستان برم است

زده هستی و نیستی که بودی
 رخ شاهی جلالی بودی
 نه زان جمله خرم بودی
 و بین کرده بادوست و دشمن
 نگیرند یار می که گیر و ملال
 بری کرده جان دل ز بس
 که هر دل که شدت به رنگ بود
 و اگر خود و نیستی بر نه
 نه نیستی خویش و دیگر گیت
 و اگر شب چو سپید سالار و
 بجایماند از مشعلی هم خست
 و هم شب زمره بود و نه رنگ
 سرافراز بل بر رخ میهمان
 همه حیمه ترکان بهرام من
 همه حلقه بزلف شکین زده
 همه داده از زر گیس و لریا
 و شاقان یکسوی ستاده سپاه
 همه طره بکشاده و در لبری
 همه مست از غمزه خمر بیت
 ز پیر نه بر نه حیمه سپهر
 ز ترکان نوازنده نغز
 کلاه زلف زلف است

بسطای مردوان برده پانی
 که که جلوه هنر ما که پردگی است
 نه زمین پرده گلین ز بجز مرام
 و زان جمله با یار و صحبت
 نخواهند عیشتی که آرزو دل
 ز سوای می ای می گزین و برت
 چو شد رنگ بود اندر سحر
 بسا دست دست که بر سر
 که سرای هستی و نیستی است
 بشاه حبش خر که آبنوس
 خدیو حبش بزم از و برود
 چو در خط رخ موشان رنگ
 بیار است حشمتی زمینشان
 بخو زیزی از غمزه ما و گلن
 گره بر سر ناله چین زده
 چرا گاه آهوی چین درختا
 بر رخ و لطف بقدر جانفرازی
 عجب نبود از ترک غایب
 خدر کردن از ترک خواست
 ولی جایی او بود بیرون
 که ترکی رخ و پارس مغرب

بزم وصال

سز و گشتی از نغمه جانفراش
 همه علم و آرد معلوم او
 سرود این غزل در آبا بنگ رود
 چرا شعله جان به تن نف گنم
 چرا سوز دل بر زبان ناورم
 چرا شمع بی رویی او بر گنم
 چرا خون منو شتم چو ساقی مانند
 بدل تا یکی داغ پنهان نهم
 بگویم شود در از دل فاش گو
 اگر من نباشم ز گیتی چه سو
 زخم ناله گو عالمی بر سر روز
 مده من نمان مده تا بندگی
 باین درد افزون نیم مردوش
 سرودی چنین بانگ و چنین
 فغان بر شیدم با و امی چنگ
 ز زلف تو جان مرا تا بستی
 کجا خواهم آید چشم پر آب
 مرا پیش ازین تاب و روی مانند
 مگر با بیکبیر یاری کست در
 ولی جایی افتاد می سیخ
 نهایی وصل تو مایه زندگی

ز خون سیاوش بر شیم بهاش
 ز ترکان دل آهین بوم او
 که توان ازین پیشی دست
 چرا این قصه آیه تن شکم
 چرا عالمی در زبان ناورم
 چرا پی موش رو با ختر گنم
 می لعل در حسابم باقی ماند
 جگر چند در کار دندان نهم
 و گزیم طوفان بود باش گو
 که باید بدل شعله پنهان بود
 کشته آه گو خلق عالم سپرد
 نیرم چرا با چنین زندگی
 بدون گنم چاره در و پیش
 ر بود از گنم عشق کشتن
 که امی بیدانت بدل کزنگ
 ز چشم تو چشم مرا خرابست
 که از دیده آیم فرو شسته خواب
 به تن تاب و دل صبور می ماند
 بیوی تو ام همگاری کند
 که نبود صبار ابدانجا گذر
 غم عشق تو اصل فرزندگی

نهی شادی روزگار همه
 خیال تو شمع شبستان دل
 غمت یار و یار تو مساهن
 کرائی بر سوزم از خوبی تو
 غمت بهر من آفتی بر غمت
 ز دوری تبر نیست گفتم و گر
 بخوابم در آنی که خوابم بری
 پراکنده گوی چو از حد گذشت
 چنان جوید از یاجان شدم
 شدم جوید از یاد آن چشم بست
 زمین ترک ساقی شد اندر گفتم
 بدو گفتم ای مهر روی تباب
 زمستان عینش طرب و نیست
 تر اشو مستی ز پیمان است
 اگر بینی آن گردش چشم بست
 تو ای آفت عقل و تاراج هوا
 بهامت بجایی می تابناک
 چه بودی که دیدی لبش
 نهستی و گر یاده خویش گوار
 چه بودی که دیدی بخسار
 چه بودی که دیدی سالیانی

غمت یار ما و تو یار همه
 وصال با بگلستان دل
 خیال خست غصه پرداز من
 و گرنانی از فرقت روی تو
 که نزدیک بگذرخت ز دوری
 فراموش کاری دوری هر
 جام عالم غالی که تا بم بر می +
 پراکنده عالم و گر گون گشت
 که چون از نفس پشیمان شدم
 که افتادم از پای ز چشم ز بست
 که بی باده چون اوستی رفت
 ز عکس نخت جام چون آفتاب
 که این می کم از آب انگور نیست
 مراد سر از عشق خندان است
 میت انداز چشم و ساغر ز بست
 اگر بینی آن لعل صبا فروش
 اگر آب حضرت زینبی خاک
 همان چشم ترکانه مرد فکانش
 نگفتی ز ترکان خنجر گذار
 شدی بلبل مست گلزار او
 شدی مری سر و عنائی او

نه بینی کسی که شد جلوه گریه
 کسی که شد زلفت و دایم دل
 از و پسر و صد پیران هوس
 ز تن گر رود جان نجیب او
 ایسوی از جان ندارد و بیغ
 شکارش زنجبند آسب بند
 غش خوشتر از کجبان شادی است
 کو ترک کاین گفتا گوش کرد
 بر سپید فرخ برادرش را
 چنین گفت کای آسمان در دست
 تا نداین پرند کج شعله فام
 بدین تاجچه میگوید این ساد مرد
 ز جاشد دل از ناله زار او
 بهر که دارد بگوید دل گروین
 نه آنست این مرد بیدارش
 کجا پانی خاطر بسنگ آتش
 تقسیم کنان گفت سالار دوس
 حکایات محبوب پر از حبیب
 گر انمایا مدبری و آمنت
 که ای پاکدل مرد روشن منیم
 که بسته خط سحره پر خنی

نه سودا می سامان پراستی
 نه دل یافت بگیرد آرام دل
 از و بر دل و کجبان کجاست
 چنان نیست که ز دل و تیر او
 که آید در عشق بر آن دست تیغ
 بدان تا که نگردد کند
 اسیرش بهتر از آزادی است
 ز ساقی و مطرب فراموش کرد
 شود آن گرانمایه گوهرش را
 که مستی چون من یکی حکایت
 بدل هیچ خصم تو را فکر خام
 که از هستی من بر آورد کرد
 بجان شعله ز و سوز گفتار او
 که هستی نیز زدی پیشش و چه
 که این پیش میباید پیش شاد و خوش
 که کیسه همه نام تنگ آتش
 که او هم حکایت از و با پیر
 نشانهای کل نشو از غیب
 ستمها چو در گرانمایه بخت
 چرا بیم اندر جوانیت پیر
 که ز نیسان بر آشفته و در می

نگر چشم مستی نودت از خواب
 مگر دیده اغنچه خوش سخن
 مرا خواهی از خویش آگه کنی
 بگوئی همه راز نامی نهفت
 بدو گفتم ای مایه سوری
 مراد درون آتش هستی نیز
 چگونه ز رازی که نهان است
 کس از نام آتش نیاید زبان
 زبان خود از کشف توین آتش
 سری داری سوده ز گریه دا
 مجو آنچه آساکش از جان برد
 بدل منع من آتش تیر کرد
 دگر باره گفت آنچه داری نهفت
 که منع تو اندیشه ام پیش کرد
 چو دیدم که ز این در نخواهد گشت
 بدو گفتم ای او سوره ان
 نه این گوهر را ز سخن تو ان
 ولی با تو در پرده انم سخن
 یکی در استان جو امت با نیز

جان ناز

که بی خورد و خوابی چه هست خراب
 که چون گل ز روی گل پیوست
 ز من دست اندیشه کوته کنی
 نه هیچی سر از رستهها بگفت
 گیتی سمر زنگو گوهری
 ازین آتش ای شیر دل گریه
 که این آتش اندر دل جان است
 ولی نام این آتش افتد ز زبان
 و ز این شعله دامان خود با کش
 ولی قانع از اندر روزگار
 چو آید لبه فکر سامان برده
 که از منع افزون شود صحن
 بنا چارمی بایدت باز گفت
 درون مرا جایی نشویش کرد
 پر اندیشه جانم همی خیره گشت
 که آسب گیتی هباید میمان
 نه جز رستی با تو گفتن آن
 که آگه نگر دند از ان سخن
 نهفته در او یکسر احوال خویش

تاریخ ۱۲۵۱

انگشای حقیقت جان شیرین بسبب انی محبوب پرین
 بیاعت ترک و طردن باز آمدن بصوت صلی نبودن

یکی بودم از دوستان قدیم
 شگفته چو گل بر رخ بیکدگر
 خرومند و دانشور و نیک خوئی
 مرا پیش شیرین ز گفتار او
 قصار سفر کرد سالی چهار
 اثر کرد ز هر فرخش بدل
 سپهرم بدل باز منت نهاد
 چو آمد پیش آن فاکیش من
 گلش کشته آنسره و ششوعان
 رسیده نشاط از دل شادوی
 چو گفتم نه آنی که بود می سپرا
 بگفتن براره زوت خاموشی
 بر آشفته آهوی دو باز گفت
 ولی پاس عهد کن در دست
 بدان اسمی گران مایه یاکین
 ولی قانع از این آنم
 که با بیست بگرفتن از شهرمان
 بیاید ز هر بوم و بر حسب راز
 بدانت هر نوع جنبی که هست
 ز مردم کسی که مشهور تر
 چنین می شدیم تا بر کشوری

شب و روز با هم پیش مییم
 ز نیک و بد یکدگر با جنب
 سخن سنج و روشندان بدگر
 ششم روز روشن دیدار او
 جدا میش بر من جوان کرد
 زو آتش عزم استیاقش بدل
 که جانم بدیدار او کرد شاد
 نه آن بود کاول شد از پیش
 شده چیره خیریش بر ابرویان
 شده نو بارش تبارج روی
 نه آن جز بانی که بودی چرا
 بدل شد بخودت ز خوشی
 که نتوان بر هر کس این القبت
 بین آنچه رفقه هست بشمارت
 که چون برگردیم سفر وطن
 همین ز آدمیت نشان شتم
 چو حیوان آب علف بر ما
 ز احوال کیتی نشان صفت ما
 ز هر صنعتی چه بلند و چه پست
 بزور زور و ملک مغرور تر
 ولی شاد و آسوده از بهی

بدین خوش که جوان که نموده
 بصدرم نشاند در آنجمن
 که کار از نو ده است گیتی نورد
 شنیدم که بستند جبهی فقیه
 قرار زمین است از نام تمان
 همه آگه از راز بر نیکی بد
 یکی باشد از اسم اعظم خبیر
 یکی صاحب کردار او جلال
 بدل کفتم این قوم خود گیتند
 بیاید طلب کون اندر جبات
 چو دیدم همه حیل و شید بود
 چو آن کس که می جست آجبات
 یکی گفتش آن چشمه دلش است
 چرا نقش صوت در راهش
 مرا نیز صورت زره باز برد
 همه طره و بند و ستار و ریش
 بیوی میدان همه تا بگا
 چو آن مور گیری که از زخم خاک
 که چون مور سکین آن کند
 تنیده همه رسته چون عجبوت
 همه ندگی جسته از خلق لب

مرا نچسته خوانند خامی سه چار
 سپارند خاطر بگفتار من
 جهان بویو اگر رسال خورد
 یعنی بزرگ و بصورت حقیر
 ما ر سپهر است بر کام شان
 ز دم شان شود مرده زنده ابد
 یکی واقف از راز نامی حقیر
 یکی رست قدرت با مر محال
 بایست حبتن که بر پیتند
 که خضر از طلب و بر آب حیات
 که بنیاده رادل رحلیت بود
 که تا جوید از مرگ او نجات
 اگر طالبی دلش آور بست
 برو آب علم از دل خضر نوش
 بر قوم همی دیوزد و دستبرد
 همه بخورد دست لیک از شمش
 زده آب رفته در خانقاه
 کند صاف و لغزنده گرد معاک
 ز جانغز و دو جامی در چه کند
 ز بیای یکی از کس کرده قوت
 ولی مایه شان شسته و دلق لب

ILLUSTRATED BY
 THE SOCIETY OF STRAITS
 MALAYSIAN

یکی را شنیدم که مرده است
 شدم تا خبر یابم از حال او
 چو دیدم یکی پیر بیدلق بود
 تو گفستی یکی تر و ریاستی
 فرورفته در خویش گروا ببار
 گذشته بسیر از وجود و عدم
 خضر پیش لعلش ز شتر منگی
 بگویش تنای غم کشید
 بیم شد ز خاک در شوق سپهرین
 بگفتم درود و شوقم جواب بود
 شنیدم بفرموده اگر ام کرد
 پیر سید و گفت از کجا آمدی
 بگفتم بی آشنا آدم بود
 که من نیستم واقف از از خود
 بسی گشته ام کنه عمر و زید
 تنای دل خستم از هر دری
 بنخندید چون از مناشنید
 بگفتا بگو تا تمنای چیست
 ز هر گون سخن گفتم که در عالم است
 که خوانی چو بر کوه جان بخش
 و گر هر چه پس آگشایش دهد

حقیقت شناس است و کار گزین
 به بیمیم کرامات و افعال او
 که چون خلق بود نه چون خلق
 بطوفان از موج کله خاستی
 نه قعرش پدیدار بزنه کنار
 قدم زو فراتر بچندین قدم
 همان گشته چون همیشه زنی
 که این در توان در مناسید
 همه مشک چین کرد در استین
 جوانی که برد از ولم صبر تاب
 با هستگی تو ستم رام کرد
 که در چشم من آشنا آمدی
 ولی ایتم تو گو که کجا آدم
 ندانم ز آغاز و انجام خویش
 بسی دیده ام عشوه زین و زین
 ندیدم کس جز و ام حیلنگری
 دل از خنده اش در مناسید
 بگفتم که دل آتنا بسی است
 ز اسم خداوند کو اعظم است
 چو بر مرده خوانی دان بخش
 بجا و بدولت فراخیش

زور و در چیده آنچه حال آورد
 بر آشفنت و اناهی سنجیده گوی
 نه بر خویش و نه در دوسری بن
 باز و هوس مر مرا کار نیست
 اگر راه من جایی ای راه جوی
 تصرف بجاری مکن ز نیما
 ز اسوال گیتی مشور از جوی
 ازین پیشتر گفتیم روی نیست
 ازین گفتگو آتشی بر فروخت
 بدان میستی زان سهم در قیاد
 بسالی دو خاموش ماندم برش
 ز عشقم بدل آتشی بر فروخت
 که عاقل غم دل بنیاد گفت
 تو بچویش شو تا بنوشیت کشند
 مع العصمه بودم چنان با سوال
 کسبیش برستم از گفتگوی
 ز جام منوشی شدم جرعه نوش
 چو دیدم اینچنان بایر از اوهام
 بزم خودم خواند و اگر ام کرد
 دل از لعل او ساغری نغمه کرد
 چو بچوید شدم پرده از رخ کشند

بز و نقص مرد و کمال آورد
 که بزم من برود گیری ای جوی
 که من میستم ز اهل تن و یرون
 نیازم بدکان و باز از نیست
 بجز پاک بزدان میسر و مجوی
 برو کار خود را بحق و اگزار
 و گر از جوی ز خود باز جوی
 که گنجایش بجز در جوی نیست
 خیالات خادم مرا پاک سوخت
 که گفت و شنیدم همه شد زیاد
 فرودم بدل مهر جان بپوش
 همه خرمین هستی من بسوخت
 نه مستی که از جام بنیاد خفت
 ز خود دور شو تا به پیشیت کشند
 نه از وی جوانی نه از من سوال
 بناموشی از وی شدم از جوی
 شدم از ره بهیشتی تا بهوش
 غم اندوز و دل و دل و اوهام
 ز لعل خودم باده در جام کرد
 ز بهیستی و مستی فراموش کرد
 رخ خویش بی پرده با من نمود

بدیدم جمالی که از آفتاب
 ز نورش مه و مهتابان شده
 بر آن شد که انحصاری من نشناخت
 ز دم نعره کردم چو در وی نگاه
 همین است و بس مایه خویشی
 همین است ذاتی که او باقی است
 بر آشفته و گفت ار نه دیوانه
 بیک نغمه صبر از بهاری مکن
 گهر باست این بجز خار را
 زمین بی همان آسمان مکن
 تو را برک سبزی ز باغی رسید
 جز این جلوه مستوح اهل با
 یکی خوشه از خرمنی بازوان
 ز جیوت چون کوزه پرگشت پان
 لب مالش از قسم درویش بود
 خوشش آمدم دان سخامی نقر
 بدو گفتم این روی چون آفتاب
 دو سال اندرین جعفر تم یا نوزاد
 چو سوی همان دشتی خویش
 بگفتا که مه در حجابم نه بود
 کجا پرده دین عارض پرده بود

بسیار

سبق حبیبی از زیر خندین نقاب
 عکسش چنان یوسفستان شده
 ز هم بکسلد رشته ارتباط
 که نه اذی گشت اغد سواه
 همین است و بس جوهر آدمی
 همان راز مینمای جان ساقی
 بیک جرعه مگذار خفایه
 بیک گل شکیب از بهاری مکن
 ثمر باست این باغ بر بار را
 چنین همان نکته دانی مکن
 تو را ز آفتابی چرانی رسید
 کزان هر کی نقد مالش بهشت
 یکی شاخه از گلشنی بازوان
 تو آن کوزه را زین چون جوان
 بخوان شهبان صد خوشک مشین بود
 خرد را یکی راه دادم بفرسز
 ز من از چه بدتا کنون در نقاب
 چینیست ندیدم که دیدم کنون
 و یا بودی از چشم من در تحجب
 بجز هستی تو لغت با هم نه بود
 کجا غلظت و این مه شب فروز

این شعر در کتاب
 گلشنی است
 که در آن
 از این شعر
 یاد شده است
 و در آن
 از این شعر
 یاد شده است

حجاب محم بود پس داز تو
 ز خود هر قدر چشم پوشی کنی
 ز تن دل به پر داز تا جان سپرد
 ازین فکر و وسواسن لا تورا
 تورا ز اسم اعظم چه سوائی سپرد
 شکیبید کجا تشنه از نام آب
 رہی زو که آبی بنزل فسر از
 برو دل طلب کن بهین دل گه
 چرا گرم چون زاید باردی
 اگر یازد اسی بجونی و گوی
 اگر یار اندر میان آیدت بد
 بکن کاخ هستی خود را خراب
 از اندم که آن کنج را یستم
 مرا حالت این است اسی و نورا
 میان من و آن کرامی ندیم
 همه قول اور است پند استم
 ره او گرفتیم که را اسی خوش است
 تو گفتی که این دوستان بیگفت
 شب و روزم این شعله نورد
 تو نیز اسی جهان جوی تا فروجا
 مرا حالت این است اسی یارن

در این
 کلام
 اشاره
 است
 به
 این
 کلام
 که
 در
 این
 کلام
 آمده
 است

همان خود پرستی و انکار تو
 ز جام لبم جرعه نوشی کنی
 باندازه خانه همان رسد
 مهم تر بسی کار باشد تورا
 روز از اسم سوی مسی انگ
 که آساید از نام نان ناشاب
 نه تو خسته مانی و منزل دراز
 چو دل یافتی اسم اعظم تورا
 ز دردی که نماید از و دردی
 که از ذکر پر می نگرد و سبوی
 کجا کار چشم از زبان آیدت
 مر آن کنج نایاب خوش پیا
 بویرانی خویش بشنا فتم
 مرا خواهی از مهر با من بساز
 جو بود اتحادی ز عهد قدیم
 هر پنج او بدل کاشت من شام
 بهشت است با دوست که آشت است
 یکی شعله گشت و من در گرفت
 درین بخش آسودگی مشکل است
 خبر آشننگی دیگر از من حواء
 ازین پس من و پنج و تیر من

این
 کلام
 در
 این
 کلام
 آمده
 است

<p>بیا ساقی آن جسم هستی بیار که کاخ وجودم جو ویران شود</p>	<p>همان دشمن خود پرستی بیار عیان برین آن گنج نهمان شود</p>
<p>بیان لولک استیاق در راه معشوق یکانه آفاق در بیان کردن دل چون جرب صهای آن حلقه یکتای زمان در آفاق</p>	
<p>که جان ز تو بخشیدت جان دوست نهان آتشی اندر آب نمی ست که دیوست کشت زندگی ز آتش است که گر آب حیوان خوری جان بری که حیوان بود زنده جام او نه ز آتش نه از آب کن زندگی بجانان بقیستان چو جانیت است که فانی فشانی و باقی بری عیان گشت خور همچو آتش زود سر گو سپندان نخشم برید فلک نیز دستی بقربان گشود بفرمود کشتن بسی گو سفند بهر گوشه از گشته صد گشته گشت بهر جایکی رود خون شد روان هم از پامی جان رشته بگشمتن بیوزش سر بر بنداش نیست که دانشورا بشنو و باز گوی</p>	<p>بیا جان کن ای دوست قربان نه جانست آنکس غرور و نهی ست مدان آتش هر که او سرش است نه پیدا رم ارنی بجانان بری از آن آب حیوان بود نام او گذر ز آب آتش کن از زندگی بشوتان توان تا تو انیت هست ازین بندانم چه سود آوری وگر روز کنز این رواق کبود زیستی که خط شعاعی کشید چو از ماه فریان و هم روز بود بسم خلیل آن بگوار جنبند چو روز نبردش در آن بین است ز خون جالور بس که شد بران چو فانی شد از کار خون زخمتن نخ که درون در شد و برتست هر گفت دانشورا از جو</p>

بسیار است

بگو چون طلیل آن سزاوار مرد
 چه سودا بجز اندرش خست راه
 چرا شد و گرگون و خوبره بخت
 که او خود نه این پرده در سازد
 یکی پای بکشاده هر سوشود
 یکی راه ناز و براه فساح
 زمینای می دیگری گشته است
 سماع این کند آن بر آرد غیر
 یکی که خدا دید و شد سوی ده
 صفا دید آن تا صفا شد برقص
 چو بوسه سیه سنگ ز نیست باک
 مرا چون نداد اینچنان دیده است
 اگر زاب زدم شوم دور به
 چه دانی در این راه با من بگوی
 بدو گفتم ای سهرورده شو منند
 همه کام دل جز دور سپهر
 سخنهای نغمه منت یاد باد
 چه برسی چه بود آن خیال طلیل
 چه آمد به پروانه سوخته
 بیان ای گر انما به کان نور پاک
 همه یستی از خود پر آوازه کرد

بنجون سپهر و بهت را باز کرد
 که بد چاره اش گشتن بکیناه
 چه بود آن خدا کادش از بهشت
 چرا دیگران را بر آن باز داشت
 کسی را که یاقوت چون بود
 نه بر لاشه و انگاه بر سنگلاخ
 در از چه باید بر افشاند بهت
 شراب آن خور وین کند و آید
 مرا کاشناستم حسنه به
 مرابی صفای قص باشد نقص
 چو مندر او نور زردان پاک
 اگر سنگ بوسم شوم بت پرست
 مرا کاب شیر نیم از شور به
 خلاف ره رست گوی موی
 مبادت گزیده از سپهر بلند
 بکام دولت گردش ماه و مهر
 جز این در بگوشت همه با و باد
 ندیج گران مایه پور طلیل
 که ز خویش بر جمع افروخته
 که شد منظرش از سبک تا پاک
 به صورتی جلوه تازه کرد

<p> چه عاشق چه عجز و نیازش همه چه عقل و چه آن خان مان سالیش چه دین و چه آن چهر جان پرورش چه ناز و چه آن کبر و خود پیش چه شیخ و چه آن خشکیش در و مانع چه رشت و چه نیکو چه پست و مانند ولی اختلافات این رنگ دوست جواز دیده رست بین بسگری جواز ما حقیقت بغیب اندر است و زانست کاین اختلافات خاست دلی را که نیروان کشایش دهد که او را کند قنیه بر زلف و خال که از کفر گردد بر و جلوه گر گشای رخ نماید ز سیامی دین که از تیرگی که تابانده که زهر سو بر و آشکارا شود چو گشت بهشت نامر کجا بندهش زهر جبار آرد و سر آن نازنین شناسای می می نه پرد از دواو چو بر طرف بنزد اند نقیبین چو از چشم معنی ندارد و نظر </p>	<p> چه معشوق و چه شیخ و نازش همه چه عشق و چه آن خانه پرویش چه کفر و چه آن رلف غارت گرش چه خاک و چه آن عجز و مسکنیش چه زند و چه آن باوه اش در امانع بود جلوه کاه بت خود پسند که این رشت رشت و نیکو نیکوست ز خوبی و ز ریشش نمی برست بگویم کان دیگر آن دیگر است یکی اینرو اندیکری لات حواست ز هر از مایش فرمایش دهد بجایش گوی ره زند که بمال که کفرش همه دین شود و بس که کفرش شود جز تو لامی دین که از باد شاهی که از بندگی جو بسیار بندش ناسا شود که از خار باشد چو گل چندش چه از کفر بشناسدش چه ز دین نظرش که شیشه است و پاکد که باوه است یا سر که یا انگبین نیار و ز صورت نمودن گذر </p>
---	--

اگر شش می دهی ناپسند آیدش
 کسی را که کور آید از مادرش
 و گرنیز باور کند دیده نیست
 خلیل خدایتز مسریر پسر
 و لیکن بد او درش انباز یافت
 بگفتا بیک دل که بخندد مهر
 چو آورد بان خود بقربان کمش
 چشمش کی سر نه اندر کشید
 چونیکو نظر کرد یک نور بود
 بالید چون چشم بار و گر
 نه از هر شبر بلکه آن آفتاب
 همی گفت و افکند بر زاده تیغ
 از آن پیش میدیدش غیر دوست
 کنون دوست را پوست خون بودم
 چو ایزد بجز کوی این در کشاد
 که هر کوبه بنید نشان مرا
 درین بد که جبریل گفتش بلند
 پیاوردم او را از بانع بهشت
 بهشت هست کتی نظر کن دست
 بهشت هست جانی که آنجا سبب
 همان که باورد دوری رهنا

نخورده است می ریشخند آیدش
 زمینا نیاید سخن باورش
 شنید است از روی کشت دیده است
 بدل یافت چون جنبش اندر بصر
 کشت از پاک داو او در قمار یافت
 بر آن شد که بر سر خوب چهر
 خدا کرد از سیر کار آگوش
 که انباز را عین دمساز دید
 که که یار او بود و که پور بود
 رخ یار خود دید از هر شبر
 به کلی زهر زره بودی تبا
 که با دوست گستاخ بودم تیغ
 روا بود اگر میدیدش پوست
 که گر بر درم دوست را منکرم
 بگفتا نشانیش باید بعباد
 به نیکی زنده استمان مرا
 که بان امی خلیل الله این گوید
 که بجز خدا از روان را بهشت
 بهشتی کسی ان که حق ز اوست
 بهشتی کسی کایدش در کنار
 که مینو بود و وز جانگزی است

<p>جو بروی درویشانی گشود با گاهی مانشانی نسا و نشانهها نهادند از هر ما بسا و در آن راه مکره شوم گز این راه رفتن بود ناگزیر خنک آنکه بایار آگاه رفت در این ره توان رفت بی زمین شده جاده روشن بارشاد که مست از می جادوان می اند که بر رو خویش همه دیده اند بنا دیده بر دیده چون بگرم چرا باید رفت تار و ستا بان آشنا شو که باک خداست اگر هست تقلید همچون خودی ره از حبت از مرد آگاه است که نادان نباشد که خوش طبت بنجو و پیکس فضل و دانش نخت بتقلید هر پیشه آموختند</p>	<p>خلیل آن فدا را فدا کرد درود دیگر هر کجا یافت کام و مراد بهر جا که رو یافتند اینها که ما چون تقلید دور ره شویم بدان ای گران مایه بی نظیر چو ناچار مان باید این راه رفت ولی شکر کز فیض احمد کنون که از پس نشانها در این ره نهاد نشانهای ره پیروان می اند نگویند از و آنچه نشینده اند چو کفستی تقلید چون ره روم چو باک خداست تم آشنا دلت گز نه باک خدا آشنا که تقلید باشد ز نا بخروی ز گم گشته گم گشته کی راه حبت تو دوامان دانا نگه دار سخت چو تقلید دانا نباشد نخت کسانی که دانش بنید خستند</p>
--	--

دری در و در حبت می

بیان تنهایی می اقتدار و محبت دانشن او با ستمار روزگار
و خاطر داری نمودن اینها با غزالی شمار

نهر شهر شد کاروانی حشر سوی دار ملک شهری دادگر

زمند و فونگ ز سقلاب چین
 و هم شده کاروانی شگرف
 در آن شاه را بود ملکی عظیم
 فلک همچو گوی بچوگان او
 بدست از مطبخ و مطبخی بحساب
 شدی هر زمان کاروانی شگرف
 همه فیتندی ز شاه آب جاه
 شگفت اینکه در ملک آن کاروان
 نه جانتک میشد بهمان او
 بگشت هر آنکس که آمد سرود
 کشیدی از هیچ ریج ارولی
 که بد راه تا کشور آن خدیو
 بشبگیر آن کاروان شتاب
 در آن ز روان بود امانت
 جو افرو و جوادنش و بخردی
 بهر کس که بودی در آن کاروان
 بهر صعب کاری که افتاد می
 بگفتی من این راه بس دیده ام
 بسی دیو و دورا که کردم زبون
 درین راه که اندر زمین نشنوید
 همه بر شمع باغی کنش

بگفتی

ز روم ز روش وزیران من
 بختش با نندوریای شرف
 ولی دادگر و شست طبعی کریم
 سه و مهر قصبی دو بر خوان او
 یکی ز انده مرغ بد آفتاب
 بگشت خوشیله بدریای زرف
 مشرف شدندی بدیدار شاه
 شدی هر دم از صد چنین کاروان
 نه بگشت همچان او خوان او
 از آنجا اول باز گشتش نه بود
 همان بد که در راه یا منزلی
 بسی صعب هر کام صد عول بود
 همی راند بر بوی آن آفتاب
 سفر کرده و دیده سختی بس
 ز چهرش عیان قره ایزدی
 بدی همچو مادر پدر هر بان
 بهر یک جدا گانه دل داغی
 بد و نیک از نیک بنجیده ام
 درین راه کاید از بوی خون
 بقول من از جان دل بگردید
 شب در روزمان پاسبانی کنم

<p> نم از غول و ریزن از دام بود سرای می که آنان ترا نم می بهم گفت هر یک روی جان پوس لوای بزرگی با بر فرشت که ابله شمر دندش از املی یکی گفت چونست آئین شاه در ایوان چو باشد شدی راجه بر شاه از حرمان گوی کیست از و باز خواه این تن بیگناه بر ایشان بغیر و داند ز زو بند که هستم فرستاده شمع بر بار که آساید از من دل این آن غریب از بو و آشنا با شمش برم تا شمارا بهمان سرا دم و سبقت مرود روشن بن چنین بنده از چه در سلک است که ز و با سواران چاکل آن زمهانی شاه بهمان صد چنین شدند و چنینند و وق پیش در آن نیز محرم نگذشتند که بهتر ز تو شده است دره رفیق </p>	<p> نیاید بره پیشان یسج بد پی ریزن و دیو و انم هم همی گفت آن کاروان از سو نشده قلع از بابیک شام و پاش تسخیر و زودش از گمبری یکی گفت تا شهر خید است راه یکی گفتی از شه بهما باز گوی یکی گفت آئین این شاه چیست یکی گفت اگر دیوی آید بر راه چو از حد سز و دند این رشتند بد ایشان پس انگاه گفت بکا فرشته فرستاده در کاروان کس از گم شود به نما با شمش فرستاده شام اندر شما و گریاره گفتند کاین روشن بن شسی که جهان تا جهان ملک است پیاده فرستدی کی را روان فرستاده شه چو باشد چنین همی چند از کاروان درش نه زادی که با نحوشتن درشتند به باز گشتند اندر طریق </p>
---	--

چنین تاباید شبی تیره فام
 شبی تابید شکفتن داشته
 بسی خورده خورشید تیار او
 ز انکشت وزنگی بسی تیره تر
 ز کمال ^{۱۲} نیمه قرص مهر ارشدی آشکار
 رهی صعب پیش آمد و پر نیوی
 در او بانگ دیوان غولان همه
 زده راه غول غزلوان او
 همه بر کس ارسایه گستر شدی
 بدان کس که زوی نهار جنگ
 بری مار و کژوم فرون بخش
 شده موش و گشیش یار پلنگ
 در آن سخت راه دوران تیره
 جزان پاکدل پیروشن روان
 به پیروی آنزه چنان بی خطر
 هم آمان که رفتندش بر قدم
 نه پروای دیو و نه بیم پلنگ
 یکی کوه پیش آمد اندر گذار
 سر از برف چون فرق پیران
 بدان کاروان گفت آن آوازه
 که این شاهراه از روان این است

از و تیرگی برده زنگی بوام
 لباس از دل باهر من داشته
 سیاهی نه شسته ز رخسار او
 کمر زنگی بود انکشت کر
 بدی در نظر تابه و دوده وار
 هزاران بهر کام او دام و دیو
 ز دیوان کرده وز غولان بر
 سپرده پنجگال دیوان او
 همه کام او کاسه سر بدی
 گرفتگی که بسیار روشن پلنگ
 دم مار یار دم کژومش
 که میزد بهر جا که در و جنگ
 همه کاروان بر هر اس و کرب
 که ابله شمرندش کاروان
 که گفتی به پیووه صدره بکر
 نه تن شان سه شده نه جان شان نیم
 نه خاری سپاونه پامی پلنگ
 چو شرح پیمبر بجای استوار
 دل از چشمه روشن ما شد شید
 بر این کوه باید شدن پلکان
 نه غول ست و روی باهر من است

تاریخ طبرستان

در آن کین آبادشان جای داد
 نراندند هیچ کامی زبان
 و شاقان مه رو بخدمت گری
 و زانرو همه روز بر کشتگان
 بقیه ضلالت فسد و مانیدند
 ز خود سیر و از جان طول آمدند
 سنزای چنان قوم نابختیار
 بتقلید اگر یک دو کامی بود
 کس از خود رود و در ره صعبت
 بگلگشت توان شدن بر فوق
 چو کوک نشین چند روزی خوشتر
 بیاموز اول پس آنکه بکوی
 من اول بخود در ره پشان
 کجا که بخود راه بسپردی
 بیاساتی آن داروی بهشی
 بده تا شوم از بی بهیشان

می و ساقی و محل آرای داد
 که ناگفته ناور و شان مینان
 کینزان کل چهره در دلبری
 دران وادی از جبل کشتگان
 همه آیت یاس بر خواندند
 همه طعمه ویو و غول آمدند
 که اندرز و انانه بند و بکار
 به از خود سری تا بدامی روی
 که او بر تن خویش جوید پاک
 چه جای رهی سخت و بحر عمیق
 حدیث از لب سپردین نهوش
 ز خود راه نارفته هرگز مسوی
 ز رفتم که بردندم آنجا کشان
 سراز کوی مستان بر آوردی
 که اصل سرور است و عین خوشی
 ازین ناخوشان رو کنم ناخوشان

بیان مانع و بهار و چشمه پاکه روان بوند بر کو مسار و اید
 بزرگان بشتیت بسیار و خوش شدن از پیدار شاه شمشک

وز این برده تشن رفاق من
 رهی زن که دلها بدست شود
 دل تیره را جایی پر تو کند

بیا مظر باراه عشاق زن
 رهی زن که جانها غلامت شود
 رهی زن که عشق مرا تو کند

که بی عشق هر شادمانی غم است
 نیز غم کیم بکیشی ولی شادمان
 بگویم درین عالم از او کیم است
 کس از بنده عشق شد مایه کاست
 بشیرین لبی خویش را بنده گیر
 و کر و زکاین شاه بهیاز سفید
 شکر خنده شیرین چو شد آشکار
 چو سروی که دور افتد از نارون
 بدشتی نگا در همی راندند
 یکی دشت چون مرغزار بهشت
 ز بس لاله و گل و در و بر و مید
 بهوش بنیاید خوش سارگار
 ز سپهر شمشادش آب صافی چون
 بدو گفتم این هست ز انصاف دور
 همه آب آن چشمه بر کل روان
 ولیک این خطایست نیز اسکار
 بهار و بهشت است کفنی نه دشت
 چو شب گشت رووی بیاید پیش
 از و عکس من خوش نمایان شده
 شب ماه و رووی همچون چون
 ز صافی با نهند سیاب بود

چو شیرین لبی خویش را بنده گیر

غم عاشقی شادی عالم است
 جز آنکس که عشقش زودش بیان
 کسی که ز غم عشق آزاد نیست
 که بی عشق اگر شاه باشد کجاست
 به خسروی یک شکر خنده گیر
 همانرا بر بر پر اندر کشید
 عیان شد رخ خسر و از کوه سا
 بشد شیردل از بر سپیلتن
 که شیرین و خسر دور را خواندند
 ولی خاکش از عشق بران است
 تو گفستی که شیرین نجس و رسید
 خزانیش بسی خوشتر از نوبهار
 دلم گفتم چون چشم عاشق خون
 کجا سرو و شیرین کجا گرم شور
 چو چشمان من در غم نیکیوان
 کجا چشم عاشق کجا روی یار
 بهار و بهشتش بیان بنده گشت
 شبی روزی آورد همراه خویش
 گفت خسر در آب حیوان مستند
 که خوش دو صد باد کردی عمل
 بطعم آب حیوان در آن آب بود

در آن سینه زار انگل فغانم است
 بهشتی خرامید کوشتر بدست
 یکی جرعه افشانم ساقی برود
 تومی بین که یک قطره او در گاست
 چو آن خضر لب آب حیوان است
 که هر بزیم ما از تو شد چون بهما
 کنون بزیم شیرین و خسر رسید
 بنحوان دقتری از حکایات عشق
 بگو گر چه نیرنگ شیرین تبی
 بگو چون شود شیرام کسی
 ندیدم عزالی که تازد بشیر
 زنی زابرون چون شود تیز زن
 یکی را ندیدم مشکین کند
 ز گل دیده رنگ و زرد سمن
 ز مرگان خدنگ زابرون کمان
 چه نیرنگ زود کسی برسون
 چه در پرده زود مرگی خوش نوا
 همه دانه از عشق و نیرنگ است
 ولیک از تو جویم روایات عشق
 بگفت این فروخت جام از خمر
 که این اشین آب تر کن بے

رسائی با این حجم جام خواست
 چو گل بر لب آب حیوان نشست
 باب خضر او کوشتر و در
 همچون رسید و شد آب حیات
 مرا گفت سر سبز بادی نخست
 تو چون ابری و بزیم ما سینه زار
 تو را نوبت گفته نور رسید +
 اشارات عشق و کنایات عشق
 بزود راه دارای جمع شو کتی
 کجا شاه کرد و غلام کسی
 نه کنیکی که بر باز کرد و لیر
 زنده با جوانان شمشیر زن
 شیر مردان در آرد به بند
 زیبا سر و جسم که در دوزخ نارون
 توان شد بچسب شیر و مان
 که بالای سر و چمان شد کون
 که غنقا بدام آمدش از هوا
 که جوش دل از دگش اشک است
 که شیرین سرانی حکایات عشق
 همه بست پیرایه از آفتاب
 با فسانه عشق سر کن شعی

سخن در خور منزل آغاز کن
 آزان آسمان آفتابم رسید
 که در دل همه داشتیم کام وی
 نکوئی که دین داد و سانس گرفت
 مرا مهر اوست و پندش کرد
 به سافرمی و مسل ریزد شبی
 آزان ذوق تعبیر برمی کند
 بی خوانده ام خورده بر من بگیر
 اگر به شیماری مکن عیب است
 خردست شد راه صحرای گرفت
 عوض دادم از چشمه گوهرش
 ز شیرین و خسر و چه جونی سخن
 نیاید زهر بلهوس کار عشق
 جو اینچنین نیست بگسختن
 زهر آرزو باید شش شست
 که نزلی نه در خور و جهان هم
 که نرد و سی دشمن آرزوست
 که باور و خود دیده بهم خویش
 نه از خود بود در جهان با خبر
 به پرواز و از اینجوان سپو
 و در جهان و دل را جانی نبرد

ز شیرین و خسر و سخن ساز کن
 چو از دوست جام شرابم رسید
 کشیدم بروی دی آن جام می
 الا تانیاری بر این بر شکفت
 ز لطفی که با جان درویش کرد
 نه بنی کی را که شیرین سلب
 چو خواهد به حشر قصه از وی کند
 من از لطف آن سرور بی نظیر
 که الطاف او رفته بودم ز دست
 مع القه سستی چو بالا گرفت
 چو آب خضر خوردم از سانسش
 بدو گفتم ای سرور این سخن
 چرا از هوس جونی اسرار عشق
 هوس می نگوید بسند این سخن
 ولی عشق چون در دلی راه است
 ز خود شرم دارد اگر جان و بد
 بدل می کش آرزوی ز دوست
 ندارد و نم بود تا بود خویش
 جهان گریم بر خور دسر بهر
 باید زهر است تلخ کوسه
 غمی را بگذر شادمانی خسر و

نوشده سی کو طرب زایدش
 همه عشق بر خوشتن بسته اند
 همه تیز بالان بر کنسده پر
 کشیده ز کار جهان و شایان
 بز انوسه و دل به پلوی دوست
 دل از خویر و له ار پر و اخته
 بدلد از نزدیک و از خویش دور
 نشیند بی پرده پلوی دوست
 بشیر نی از دوست نمی چسند
 بکوی حبیب از کدانی کنند
 زور و انجان چنان ز بنی نرند
 مستقی از آب شیرین گوار
 چنان شکند از گل گلستان
 بکام دل دوست پر و اخته
 هوس پیشه خسر که خود کام بود
 همه در پی کام خود می ستافت
 مرا تنگ باشد که نامش برم
 که عشق از نقش است تا در خور است
 تو بر صورت از عشق بازمی کنی
 که صورت بهر دم و گرگون بود
 بصورت که تا پای دوست و پست

مگر بر جسم دور و نغز آیدش
 جز آنان که از خوشتن رسته اند
 همه سر بلند ان افکنده سر
 که کاری مهم تر نهادستان
 سر ز انو آینه روی دوست
 که تا جامی جانان بجان ست
 ز خو و غایب اما با دور حضور
 که خود پرده بودند بر روی دوست
 که با هر چه از دوست اند خوشند
 از ان به که بیدوست شایان
 که نشان داروی او قند سودمند
 شکیدند اینان ز شمشیر بار
 که از خار راهت و لستان
 بنا کامی خوشتن ساخته
 از و لاجرم عشق بد نام بود
 که تلخی ز شیرین لبی بر تافت
 همان به که از نام او بگذرم
 همان عاشق نقش چون نیکوست
 نه پندارست سر فرازی کنی
 کجا قابل عشق همچون نبود
 کجا عشق باقی شود ز پر دست

سوی عشق باقی کسی برد راه
 که فانی بجاوید چون بگرد
 و گر آنکه این نفس موزون ترا
 اگر شده کند سیل دیدار تو
 که شوق لغای تو باشد مرا
 و شاقی بر رخ گل به بریا من
 تو گردیده بندی بر خسار او
 کجا شاد مینی و در بار شاد
 ازان ماه پیکرت سپین
 چو خسر و که چون کام بست نیام
 در ارباب کشتی برنج شکرش
 چنین است آئین اهل هوس
 بهر جا که کام و مراد می بود
 بهر جا که عیش و سرودی بود
 بشادی نشیند و راند کام
 ولی کار عشاق ازان بر سر است
 بچونید چند آنکه پیدا کنند
 اگر در برنج باز کشودشان
 حدیثی ز ابل و فاکوش گن
 صفت تیر سیا و آمدن و تمام بر کنک
 شیدم که در کشور بندوان

که بر حسن جاوید بودش نگاه
 بنا جنس نماند هیچ نره رود
 براتی ست کار و بگردون ترا
 فرستد یکی را طلب کار تو
 بزودی بدر بار شاهی در آ
 که باشد دستاده شه چسپن
 بسد دل شوی محمودیدار او
 کجا بینی آن نسل در بار شاه
 همان سود مینی که از دست گن
 ز شیرین بازار شکر شاد است
 کشیدی هوس تا در دیگرش
 ز خود نگذزند از پی بچکس
 دل فلزع و جان شادی بود
 می و شاد و بانک زووی بود
 ازین پیش نمین است از ایشان
 کز ایشان بیاید نشانی است
 بگویند چند آنکه در و کنند
 بر آن در میسند و این سود مین
 ز شیرین و خشم و فراموش کن
 صفت تیر سیا و آمدن و تمام بر کنک
 بعد گمن بود سرودی چون

بی دل را با بختی و فزونی
 ز تیر تا پیا با نمی آراسته
 گلشن مشک سانسبش گلشن
 بقامت صنوبر بچهر آفتاب
 بهشتی ز رخسار تابان شده
 دو عودش بر آتش چو دو انگلی
 و دل چون دجا دوی بل افروز
 خرامی بر قمار کباب در سینه
 سیه ز گرس اوز مستی خراب
 بگردن دو کیسولش از شکتاب
 بدیش که خورشید از خیره بود
 تپتی کرد رویش دو مسکین سرن
 برش چشمه بود بلور فام
 میانش چو مولی بد اما شکفت
 نگارین کفش چون بساغ شراب
 فتاده با گیسوی پرخشش
 مگر گشته دیوانه روی خویش
 تا بین خود هر صیاح آن پری
 سرتن شبنمی مران شریف بود
 چو پخته کرده دل از کار خویش
 بدیش جوانی و شد صیدا و

بلای سوار و عدوی تکب
 شکفته در او آنچه و نحو آسته
 می شام پرورش می شام پوش
 دهند و بنیاد و جاد و خواب
 ولی کوشش آب حیوان شده
 لب از کندین خال چون جوزنی
 بسی زهره در چاهشان عوطان
 همه و لغز بی همه دلبره
 دو آب و بچنگال شیران خواب
 کند آنگن گردن آفتاب
 بلالی دو پیوسته بس تیره بود
 ز زار مویاتش صدر برهن
 در آن چشمه شگین دلش چون غام
 که باری چو کوه سرن برگرفت
 عیان کرده بس ماه نوز آفتاب
 که پامال سازد دل عاشش
 که ز بزم خود کرده گیسوی خویش
 بگنگ آمدی دستایش گزی
 ستایش نمودی و گفتمی برود
 بنزل شدی با پستار خویش
 ز خورفت و افتاد و رقیب او

<p> دلش رفت و خاطر قنار شش زلی دلش گفت آهنگ حوا کنم چو بستی نظر دیدیش در ضمیر چو بیدار گشتی خیالش بسر که جوش حریر است و تبر آهین شکیش بغم پرده داری کند بیک حمله بگر سخت و سنگها بجز عشق او را می دیگر زند که شد خاک و بر رگزارش نشست بپوشش برون آمدی سوی کنگ قناره بدنبال چون سایه اش شدی عیش خرم بروی لبش از و کام دل بستنی اما ز دور صنم را ز سوز دل آگاه کرد نشان در دل هم نمود راه وز این سواراوت بفرمانبری رقیبان شدند آگه از کار او همه تخم کین و دغل کاشتند پریشان شدند از مه خرگهی بدل هر یکی و یک سودا بخت که چون باز دارند جان را بخت </p>	<p> بشد تا نظر باز گیر و ز روی بدل گفت خود را اشکیا کنم نظر خواستی بستن از پیش تیر چو در خواب رفتی جانش بر بهر سیر در بست و غافل ازین از آن شد که چون بی قراری کند خرد با جنون خواستی جنگها نمودش ولی که غمش بر کند لکه کو ب غمش چنان کردست بهر صبح که خانه آن ماه سنگ بهره بر تنده و دایه اش جوان نیز افتاد می اندر پیش چو بر با که دل بسته بر مهر مور ز بس گرم که سوز دل آه کرد ز بس شد پیالی زهر سونگها از انسو بگرم غارت کری ز سوز دل و چشم خونبار او بخویشانش این قصه برداشتند پدر ماورشس یافتند آگهی پراندیش گشتند از کار و خست بیاران نشستند پس ای نین </p>
---	--

بگل راه بلیل ببیند چون
 که دیش منیت خون ریختن
 من این شکل آسان نمایم می
 ولی باید این فتنه روزگار
 جوان چون نبیند نه خویش را
 زهر کس از و باز جوید همه
 نقش گویم آن گوهر در یاب
 بنگ آید آن آفتاب همان
 همه یاورش ز غم بسته اند
 چو این بشنود عاشق مستند
 چو نوید کرد ز دل از خویش
 چنین کرد و با آن جوان از گفت
 شنید این سخن عاشق در واک
 ز پامی آمد و رفت بهوش ز سر
 که آن سر و بالابت ماه رو
 بی گفت کاسخ نشانت دم
 نمودش با گشت جامی عمیق
 جوان ز زول زانکه در فناک
 بدل آتشی بودش ز سوز و درد
 سرکش جهانی بی طاب داد
 شد آن جیلد گز تا بیاران خویش

یکی دهستان در این زمین
 نه پاکس نخیمی در او سخن
 خود این عقده را و اکتشام می
 نیاید سوی گنگ روزی تیره چاک
 خداید بدل رخ و تشویش را
 نشانی زد مساز جوید می
 فرود چو خورشید تابان در آب
 ولی اندر و عرق شد ناگهان
 بسوگ و بانده و بسته اند
 بر او بر بسوزد دلش روز چند
 سرخوشین گیرد و کار خویش
 حدیث پریشان بد و باز گفت
 نهاد از غم دوست دل بر لاک
 چو آمد بخو و گفت با جیلد کرد
 کجا شد در این شرف دریا فرد
 نشان زان بت دستانت دم
 که آنجا شد آن ماه پیکر غرق
 در آب اندر افکند خود را ز خاک
 در آب آتش خویش اچاره کرد
 مکافات آن خویش بر آب داد
 بیان کرد تا شیر و ستان خویش

<p> که بروی شد این علم از پا چرا جهان شد چشمش چو چشمش سیاه که عاشق بیناد حالی چنین بخود برود بیرون بنیاد و بیخ که ای یار حست کش بی نصیب ندیده جز اندوه در کوی من بجانت دهند وین آوده تاب بسایت فرورفت خار اهل کز ی در خور را شکاری نبود ولی من نگردم محبت کو است بنا بود خود چون تو آوده ام مرا شهد و بدخواه را ز سر باد شد از نور حوز گنگ ووی روان ز پیکر شبست آن سپاهی که بود چکویم گمان خواب آن چشم است که در دل غم وقت یار و شبست ز زیور بخشش آنچه میجو است کرد روان شد بگشتی جو خرم بهار دل آسوده از تنگ از دایم سرو تن شبستد بهر رود ز خویشان بی سپید حال هر </p>	<p> پریشان شدن مرغ زین با چرا چو این قصه گفتند با شک ماه بجای شدن آن بعبت نازین از آن عهده افتاد و پیچ پیچ تهمان غدر بست از روان چسب زهی داده جان ز غم روی من ز چشمت و جادوین برده خواب با خزر فسوس رشتی و غسل ز ما با تو این حق گذاری نبود ز من هر چه داری شکایت روا کنون هم بدین کیف استاده ام ز جام تو کام مرا بجز بر باد سحر گاه که چشمه خاوران فلک بند و آساوران شرف بود پری پیکر از خواب نوشین بخت ز شب تا سحر چشم بندار و شبست بتن جامه دلبری راست کرد بسی برد از عود و صندل بکار بهراه او رفت یاران همه رسیدند چون بر لب گنگ رود کشاده رخ آن بعبت و لغزب </p>
---	---

<p>که آنرا ندانم که سود افتاد + اشارت بسز کرد آن میل که پری بگریز غصه بیخواب شد زوز یاد آمد و نشان گهر بسی هر کسی کرد حسرت با شناسنا ازین العجب تر در افاق چیست زبان بین ز مردان سخن چست ملی عشق پاک این اثر پاکند جوی بیم جان نیست عشاق را نموان عاشق آنرا که باشد جز این تو شیرین و خسرو به عاشق گیسو یکی از شکر خاطر شاد و جیست تو این خود پسندان نابردبار بده ساقی آن در بازوی عشق مگر شعله در خود پسندی زخم</p>	<p>کجا اندرین شررت و بی یافتاد که اینجا نور رفت شوریده سر ز تاب آفتابی گشت و آب شد بدریا نور رفت با رودگر ولی شد بر آتش با آتش نامه که معشوق در بس عشاق نیست ازین کار مردان مرق شسته اند خبر نیما که گفتسم و گر پاکند ز مردان زبان نیست عشاق ما که فوق است از دست تا آستین نه شیر است کان نقش شد بر چرخ یکی کام شیرین ز فرما و جیست نه عاشق که از هیچ کمتر شمار که طبعش گرمی است چون چمن بسکنی دور دندی ز رخ</p>
<p>بیان پرستی جهان و نایبالی آن و گذر اندک ز خرمی و غمی و خوشی و ناخوشی هر یک توانا و ناتوان</p>	
<p>جهان گاه شادی و گاهی غم است که آرد غمزدی و که خسرمی بیک سپینه انده بیک دل سرو یکی شب فرود ز جام شراب</p>	<p>همه غم همه شادمانی کم است کند گاه ز غمی و گاه مرستی بیک خانه ماتم بیک خانه سور یکی تیره پسند بر روز آفتاب</p>

<p> نمانده نه شادوست در دست کس یکی ریج نابوده بر کنج زود همه هر چه پیش آمد از خوب و بد درین آنجن خامه لزان بود نه آن دوستانست این آنجن که این قصه را خواند وزاری نکرد که باین سخن خاطر می شاد و بد که این قصه خواند که باور کند یکی درستان دایم از رخسار ز شیر از آن رشک گلکوت حور چه شیر از آن خاک مینو شست چه شیر از آن خاک را شش فرا چه شیر از باغی همیشه بهار نیمی کزان بویج پرور و مد که از لای چشیش کفی نقشیدی هزار هن تصور اندر و بی تصور همی با سمان که در آن افروشتی ز خویش آسمان را ندیدی فرو چه پرسی چگونه که این حال هست که ماه هم زمان هم سال بود که چشمتین روز از هفته بود </p>	<p> عمر و شادی آید ز نوین و پس یکی کنج نه ساد و هر پنج زود بدانگونه آید که شد سر نوشت سخن هر چه آرد و پریشان بود که خواننده را دل نسوزد چو ابر بهار را شکباری نه کرد و که چه دل از رنگ پولاد و که نا دیده تصدیق محشر کند بدل کار که تر ز شیر تر بساط نشاط و سرای سرو ز مایه خزانیش بار بهشت همه جای شادی پیش و نوا هوایش ز غلدرین یادگار تن مرده را روح دیگر و مد روان بینی از دست خود کوگر چه قصر جهان جای فلان حور که با سمان همسری داشتی بغیر از نگونی و شد سرنگون سی و نه فنون از هزار و دو سوم عشر از ماه سوال بود همان چه خورشید نهفته بود </p>
---	---

بشیر از آمدنیک زلزله
 زمین چو در باد آمد بوج
 و یا همچو کشتی که بر روی آب
 بجنبه باد دست تضا حد خاک
 چنان شد در افلاک خاک سیاه
 فلک بر سر خاکیمان خاک نخت
 ز بروج و ز بازو ز ایوان و کاخ
 پد بر رده از یاد محسوس
 چو کوک بباد و در آویختی
 فراموش کرده طلیس و ندیم
 کران گنگما آمد از که بریر
 بهمانا ز بس خاک عبرت شکاف
 بر فروخته شعله از هر مفاک
 بطوفان آب از هموز آمد آب
 شده پاره پاره هر کوه مانند طور
 بسا سنگ کز تیغ که شد در باد
 مانند از کربوه بصیر او دست
 همان کاخ پور شد بقیتمین
 امیر احمد آن بسط پاک سلول
 یکی طاق محراب اهل و عا
 چنان آمد آن طاق و خر که بجاک

همان روز محشر شد از ولوله
 جهان غرق موج اوج فرج
 بپنجه طوفانش در مضطرب
 جهانی در آمد بجاک بلاك
 که شد تیره آینه مهر و ماه
 زمین از تزلزل بر افلاک نخت
 بجماند و شستی همه سنگلاخ
 پسر نا امید از وفای پدر
 از و نام چون جسم بگر نختی
 ازین امر عادت و وفای قدیم
 که بر خاست از گاه و ماهی لغیر
 بجانش دل سنگ خارا شکاف
 تنور بیت گفتی بطوفان خاک
 بطوفان خاک آتش گرم تاب
 و ز او تار موسی نموده ظهور
 بکنندش زمین از تزلزل بجاک
 که با صفت دست یکسان گشت
 که بود آسمانی بر روی زمین
 چراغ هدایت بر اهل و صول
 و روح ز ایش طاعت و توان
 که ماند آسمان تا که که بجاک

<p> کز او نور نیروان بدی در ظهور تو گفتی که شد در کسوف آفتاب مبارک نهادی نگو گوهری فرود آمد و طاقش بود طاق که ز نیت بد از فرخی عرش را که مهر از غبارش پوشید چهر ز خاکش فلک تو تیاخوستی که باشند جهان راز هر پناه ز آینه پیغام ما و مهر چنان گشت کاینه ز آسب سنگ که بد هر یکی آسمان راستون اگر جوی از چندی می جو سراع که کوبانی طاق تا او زند که در محکمی کم ز کردون نبود کی این روز بر کردون خواب قیاسی ست بر حالت کمتران کز او نام من بود شد ننگ من که گوئی نبوده است آن سر زمین پس پیش من ناله در دناک ز خان وزمان گشته او هر کان کز این حالت از خاکم نماند </p>	<p> فرود آمد آن صبح در یامی نور فرو بستش آن قبه بر رخ نقاب در بود چون تار زمین بگری بر او ای زمین بوسیش داشت طاق و گر کاخ فرخ بر او رخش را چنان کوفت بر خاک و در سپهر مگر شیم اختر ضیا غواستی بر آورده کاخ همایون شاه یکی طاق بگذشته ز اوچ سپهر چنان کاخ نا دیده آسب رنگ زارک کزین شد ستونها نگون ز مسجد بازار و میدان و باغ ز هر طاقشان مرغ کو کو زند بسا طاق کاند مسجد فرود کس آن طاقها چون بنید خراب نگون گشتن خر که مهران یکی زان میان کعبه تنگ من چنان آسمان کوفتش بر زمین من اکنون نشسته ابر تل خاک جلایار کاظم جلایار و کان نمانده زمین و خاسته و خامه </p>
--	--

شکسته قلم در سر انگشت من
 پریشان ترم ز آنچه بودم پیش
 بگریم بخود یا که بر دیگر سینه
 گر ختم بر افتا نم از دیده آب
 نیدانم این در و را چاره کس
 شهنشاہ فتح علی مشه که باد
 خدیومی که آراش جان از دست
 ویش آسمانی است چرخش زمین
 ز دستش که از اعطای دست
 تیغش که برق کفش منیع است
 نشد دست او تا به تیر افکنی
 کجا ابر را مایه در ریاستی +
 ز عکس دلش تا لبش آفتاب
 جهان سایه پروردگار پادشاه
 از و یکسر موی خود کم مباد
 جهان شهر یار افلاک چاکرا
 زهی از پس پاک پروردگار
 بویره بجمع پریشان فارس
 تو چون مایه شادی عالمی
 تو هستی خیر است اختر مبر
 تو شاهی ملک از تو و انکه خراب

سر انگشت من خامه درشت من
 بزخم زمانه فربه برده نیش
 غم خود خورم با غم کشوری
 کی از سیل آباد گرد و خراب
 خدای خداوند دانند و بس
 جهانش بفرمان فلک بر مراد
 جهان بنده فرمان فرمان از دست
 ز جام جهان نیش مهر جرم صین
 اگر مانده بجزی جهان است او
 کجی که بجا مانده هم تیغ او است
 تشدید چرخ پروردگاری
 اگر نه ز دستش بد و خوستی
 ز جو و کفش بجز در مضطراب
 بر این بر سپهر و ستاره گوشت
 جان چون سر موی در هم مباد
 رعیت پناها گرم گستر
 نماز تو واجب ترین کار و با
 شکسته دلان سینه پریشان باز
 چرا در ولی بود باید غم
 تو یاری جز غم شد سپهر
 تو ای سر انگشت از تو و انکه سراب

زحمت مگر خاک ننگرند است
 ز شیر و فرشت بکاو زمین
 نه یک ساله شاه که ده سال بیج
 اگر دیده بر روزی از حال ما
 اگر لطف عامت شود یار ما
 وصال این همه تر خالی که کرد
 و گرنه کیم من که گستاخ دار
 نصیحت بشاهان خود رای است
 غرض عرض خالی است بر شیر
 کسی را که بزبان دهد سروری
 خدا مهربان است بر خلق خویش
 صلاح جهان آنچه باشد خدا
 چه هرج آن کند شاه نیز دانی است
 من آن به کز این گفته بندهم
 همی نیست تا سایه از کس بد
 از و خلق با بیسم و امید باد
 دلچسپد این وحشت و ولوله
 بگرد این حال چسبج بجم
 بسی بودی از روزگار ان بسیار
 نماید همی چرخ بر یک قنار
 زمان بدی خواهد انجام یافت

چرا بار ما خاکیمان بر بند است
 که خواند آیتی تا بلرز زمین
 بخش بر این بوم میران طبع
 سیه روز ما تیره احوال ما
 ز و ال بهت آخر کار ما
 از آن بد که بودش ملی پرزور
 نصیحت برم بر در شهر یار
 بهانه مرا بفر سودای است
 و گرنه مرا با فضولی چه کار
 به از ما شنا سدره همتی
 پس از وی خداوند انصاف تر
 همان افکند و زول پادشاه
 بر او بر فرودن ننادانی است
 سرایم دعای شهنشا و بس
 بود بر سر خلق سایه خدا
 چو اصل خود این سایه جاوید باد
 نه پوسته خواهد بد این زر که
 باستد بار ام خاک ورم
 یکی روز بار و زر کاران بسیار
 بهر دم و گزگون شود در و کار
 زمین خواهد از خندش آرام یافت

<p> بو پاشن ندر و همچو تانیده مهر سراسر پانزده سپار دل چو نادان نه دل پرانده مدار جهانی ورین انجمن سوختی دل خسته را نوشیدار و بساز ز سپهری را و سر و جوان کوشیر دل کرد شکر شکن غیرت روان ز میان بسوز همه کارنامه تهنتمن و روان همه دستاش فرآب ده ز آرزوم خوی روان افرا سیاه که افسانه نشاسدش ناشناس که از دل بردم هول پیکار را دل شیر خشید بر و باه سپه بدریاری آب سوزان شود بجز راستگوی مکن کار خویش اگر چه بر آن بود توان فرود گراز رشک سوز و عدو کوب سخن باند از نختسای گروه رترکان کردنش نیند تود دلیر و نه برند و نسی نهاد </p>	<p> و گر خاک خدیش کند چون سپهر جگر خوار کی چند باز آرد مخور خشم که وانا بود شاد و خوار از آن آتشی که ز دل افروختی چستی کنون چاره او بساز یکی درستان کوه بخشید رون سعی خود از خیر شکن ازین درستان جان ستان ز با ما دران و ز ما ز دران بسهراب ازین درستان تابد در غنچه جان وین تن افکن تابد بجزین سخن خواب خلق از هر آید بیارای زان گونه گفتار را از و مر و ترسنده کرد و دلیر بر انگشت خوانی فروزان شود که این کار خواهی ز گفتار خویش بجز بر این درستان آنچه بود تو خود چهره از راستی بر فرو در آغاز این نامه باشکوه که بز خویش شسته کرد در روز یکی نامو بختیاری نزاو </p>
--	--

<p>بدان شیر تازی سواری لیر همه کام او گوشش و کارزار تغیثش ز خون نه خود از ماوه مگر زرم را بزم نیداشتی باو یار بدکم ز یاد سوار بود شیر تنها بدشت نبر و شد از نامور و متری نوستار از ان گشت ماش بل شیر گیر شیر نده بختیاری شراد که با سپک زانند و یکدل بود که بختیاریان زندوست بود زین شده همه چشمه و مرغزار</p>	<p>تتازی پر نام او کرده شیر بیال و بکویال سام سوار ز می بود ناچار مرد و لیس بزم اندرون نیز می داشتی ز خوشش که افزون از می هزار بل پشت مردوست بازوی مرد بل ترک شیر او زن بختیار بیچ اسد راند همه شیر بختیاری بد الیاس او چه شنید این کینه در دل فرود نمان دست با بختیاری سپر در اندیشه تا گشت خرم چهار</p>
---	--

در وصف بهار تازی شرت و مرغزار مانند بهشت و
غرم زرم با اعدای همیون طلعت سر اسر شرت

<p>دل با فرد ز مانند باغ بهشت پس پیش ترکان کند آورش که خبر راستی در کاشش نبود برایش و آن خرم آرامگاه که بر بازو شمن چه حیل رسید ز افزونی خسل و مال و حشر دو منزل بر اندیم پیش از زگر و</p>	<p>جهان شد ز پیونداری بهشت شد آن شیر ز تابا بشخورش در اندیشه دشمنانش نه بود دوروزی بر اسود از پنج راه سوم روز ترکی بویله رسید من چند تن ترک بر خاشخو همان تا کردیم از انبه ستود</p>
--	---

<p>همه دور از این مردانگی بیغما و کشتن به پروا نهند بکوشش فزودیم با کرد و فر با خصم شد چیره و کامیاب خبر را من ایدر شد مکتب</p>	<p>که از تنگنای و از چاکه برسم شیخون بمانا خرسند من و چارتن با سه چشمه شب تیره و پاس خیل دو بکشند و برود خیل و بند</p>
<p>پیمان زرم و عالی همی و جزیت مرد ولیر بر فتوت و شیخون زردن بر خصم بد انجام رو با و خدایعت</p>	
<p>نفرید همچون بر آشفته شیر برار و ز خصم بد اخته و سار مرا و را خرد چیره بر آرز بود نمی رفت در کشتن بگناه یکی فتنه در ملک بر پا شود نهد همت مرد خسر و دست درختی شود بار و برکش بیان ز خون و بیجا کند باز جست همان خون و برده گیر و روی بکیفر کشد تنغ کین از نیام که از ایاس ریایه بودی فزود در آن پنج این شاخ ز شتر دست که نهان ز ما بوده این دست بود فرستم به پیمان و عهد دست</p>	<p>بر آشفته زمین گفت مرد ولیر بر آن شد که تنها بر اند سوار از آنجا که تا آن سرفراز بود به نیردان نهانی و لشکر شاه و دیگر مبادا که غوغا شود کسی که بدر بار خسر و دست پدر بر پدر خدمت سالیان بر آن شد که از خصم سر گشت اگر پورش آرد پذیر و روی و گرنه چو حجت بر او شد تمام بشهباز پیکر روان که در نو از دستزد این کار نیست از دست بماندیش در کیمیا دست بود ز خون و بیجا کند باز جست</p>

<p> بمیری بر دلمه از چنگ شیر که گنجش قاف در هر کلاف بنامش که ریک بر خوانند چو موریش بگرفته اندروبان که بگرفته در نیمه راهش سپهر بدریم از و اسمانی خبر شمار معدن آن کوه ارشته که بر من کجا دست یابد کسی ازین کوهساران کجا زرد که شهباز سیمغ آن قاف شد که با ما چنین عهد و پیمان رفت ده راه سیلاب خان خویش ز نامی چو شاهبازی کنی گداز ده شاهبازی کن که بازمی من در شتی کنی کنم خاک و خاکش نشانم سپاد که بر ما فرود آنگه از بار بود چو آتش سوی طعمه شیر بود به پیوده بر خود میفرمایم فرشاده آمد شهباز گفت که آید چو رفته ناید به جو </p>	<p> همی خواست بروی کند روزی یکی کوه بودی فروزن ترز قاف ولیران کزان داستان آندند زمین زیر او از بزرگی نهان ز معدنش لعلی است غلطیده مهر کس از گشت بر قلعه اش اسپهر نهفت اندران کوه ز روخته چو این کوه لایس در جو بی بروز آنکه از چرخ اختر برود کو ترک آگاه ازین لاف شد دو باره فرسته فرستادت مکن حیلہ رحم آرد بر جان شیر بشیران چه رو باه بازی کنی تو خود صعوه شاهبازی کن اگر از کوه ریک پشتی کنی من از سم اسپان تازی نرو تو را بخت بدوست بر ما کشود چو رویه که بشیر نخچیر بود سخن با ترا زوی و آتش بیخ ازین در لسی گفت با باز گفت چو بشیند گفتار و باز کوه </p>
---	--

من آنروز بچشم نبود از غرور
 کنون چون کشیدم بدین کوشش
 ز خود بگذرد باب خود گزینا
 بدین کوهساران کجا بر شود
 اگر روز بگذشته با تاوری
 مرا با تو تیرای نبوده سوار
 بیمنی دم آنچه تیغ مرا
 فرستاده کان کوه و لشکر دید
 بیامد بر آورد راز از نهفت
 که گویدت بگذشته از اوج ماه
 زهر سوکمر با فزون از قیاس
 ره از جاوه نور بار یک تر
 بهر جا کمان برده کز وی ان
 حصاری بر آورده آنجا رنگ
 ز پنج فزون سنگ بند از حساب
 بدامان کوه از سواران هزار
 همه زمین پوش پولاد اول
 اگر ممکنستی بدامان ظفر
 ز ترکان کسی که بر آن که رود
 ازین داستان چهره نامدار
 بختدید و با مرد کونیده گفت

که از شیر نطعمه بروم بزور
 چه اندیشم از دشمن شور و جفت
 شود زنده با آن همه کمیاب
 و گر چون عقاب آسمان شود
 ز برده از ختاری بری
 بدامان این که بود کارزار
 همان کوه گردون تیغ مرا
 تو گفتی ز سر هوش او بر پرید
 بسالار ترکان سر اسر بگفت
 بر او بر شدن را فریسته راه
 کز او فرخ اندیشه دارد هر اس
 و راو بیک و هم اندر آید بسر
 بیالاشد از خود بیامی کمان
 و راو صد تن از شیر در آن جنگ
 در آن کوه چون آشیان عقاب
 سه باره فزون از در کارزار
 ز شمشیر پولاد آهن کسل
 مجال است رفتن بر آن کوه
 گمانم که مرغ گردون بود
 بر افروخت همچون کل اندر با
 که با این حد و باید آسودم گفت

فرستاد چندی ز ترکان سوار
 یکی را می باید درین کار و جنگ
 پر اندیشه باید دل پهلوان
 با سان بدین کو همان نیست
 بنور این سخن بر لب نامدار
 بدشمن در او نخت چون نیست
 ز تیغش همان سواران سید
 بهر کس که او تیغ کین بدی
 زمین آسمانی پراختر شده
 بیک حمله بدشمن تا بکار
 بسی خست و شکست افکنده
 چو شهباز دید آن نبرد و تیز
 نهرمیت کنان دل پرانده
 دلاور هم آهنگ بالا نمود
 سپید چو دید آنچنان دست
 که جانش ز فرخ برادر نخت
 ابا ماند از آن بر انگشت سپ
 دو نیمه بفرمود کشتن گروه
 خود آمد بر او سر و جوان
 همی گفت شادار و ان نیا
 خوش آن باب که پوزخند شد

که اندیشه باید درین کارزار
 که تا دامن دولت آید جنگ
 که جلوی کند تیره رویش در
 بگذرد آسمان چون زمین نیست
 که آن شیر ز حیره شد بر شکار
 یکی تیغ الماس پیکر بدست
 که از برق بر کوه ساران سید
 ز مغر که شستی زیرین آیدی
 همه اخترانش دو پیکر شده
 هزار می بفرودشان هزار
 چو دشمن چنین دید نمود پشت
 همی بال حبت از برای گریز
 ابا لشکر خود بر انکوه شد
 چو آن شعله گاید بدبال دور
 شگفت و بدل نام نیروان بر
 دل بدسگالان در او نخت
 بیامی که آمد چو آفر کشت
 چپ راست رفتن به بالای کوه
 بدیدار او کرد در روشن وان
 بنیره که آسود جان نیا
 خاک زمین نهال بر نهد شد

چو پوزخند شد

خوش آن نامور کوش برادر توئی
 مرادیده روشن بروی تو باد
 دل نامور همچو گل بشکفید
 که چون پهلوان جتیری به زمین
 همی گفت شاد و جوان تخت تو
 سپاس خداوند بالا و پست
 بخوردی کرم بر نفس خیدر
 دو بال بهما سایه برین فلکند
 اگر زال سماع پرور شده
 دو بال بهاد و برادر مرا
 کراز باب برین دری شد فرا
 بروی من از باب بسته مباد
 چنان خواهم امی سرور نیکنام
 نواید بدانان این کوه باس
 من اکنون پیاده بر آیم بکوه
 نخواهم که شبها ز آید بلاوت
 بر این کوه من امروز سامان
 تفکیش بر کتف بد پهلوان
 شدی تا دو فرسنگ آواز او
 از اینجا که آتش بر افروختی
 چو بر می بد از آهمن افراخته

برادر توئی پشت و پا ورتوئی
 دو گیتی بیک تار موی تو باد
 همی خواست گفتی ز شادی پر
 بر دیش بستود و کرد آفرین
 بگردون سدر پایه تخت تو
 که برین درخشش خود به لب
 بزرگی مراد و روشن گهر
 مرا پرورش داد و کرد از چمنند
 بمن برهما سایه گستر شده
 بهرنیک و بد یار و یاور مرا
 دو باب کرامت بمن گشت با
 جهان جز بر ایشان حجت مباد
 که این کار از من آید تمام
 روان خرم و دل پرانده باکر
 بدانند لیش را سازم از جان تن
 که من با تهن شدم و ریخت
 همی خست خواهم با این تفنگ
 چو بر کوه سار از دایمان
 خود از بیخ من پیشتر ساز او
 سه پانصد قدم دور تر خوی
 بسا قلعه زیر در بر ساخته

<p>باز و جهان پاشنه کوفتی شنیدم که کیش بر از موی تهی کرد و در دست ناخسته تهی کرد و بر کوش آن نادر ز دامان کون آن تل شکوه گلوله بر او نخت زان کوه در آن گیر و دار آخچیان ای نشست از پس سنگ پس بند تفنگی کزان کرد لشکر شکن بسی نخت بندق زان بست همی سنگ و شمن بد نشان چو سنگ شکن را تهی ساختی چو پر خسته کردی عدو سد بیالچوان موج دریا زوی بسا و اشود غرق دریا می او چنین بست سنگ ز شمن گرفت بناگاه فوجی ز ترکان کرده جوار بلا برسد از آمدند برید و شمن ز جان پاک مهر بلائی بنیان ز بالا وزیر ذری بود نشان محکم اندر دره</p>	<p>کز و مغز جنگ بر آشوستی ابا بازوی همچو ران موی همان بازوی پهلو ان بسته در آن روز پیش از سه نگاه با چو پیر دمان کرد آسنگ کوه چو زاله بگل برگ را بر بهار که از سنگ خود حصاری کشید همان از در شعله بارش جنگ غش کرده ام نام سنگ شکن بهر بندی دشمنی را بگشت نشان کرد و شد بروی آتش نشان عدو سنگری را بهر داختی در جهان ترکان شدی بیدرنگ هم از بیم دشمن بیالازی همین بود بالاز و نهامی او ساره بد و مانده اندر شکفت که سالا نشان گفت رفتن بکوه یکی سبیل گشتند و باز آمدند چو دید آخچیان کینه بار و مهر هر زنگو بر و جان شود و سنگ کشیدند نخت اندر و کسره</p>
--	--

بیغمای ترکان رومال خوش
 بیغمان نیردخت آن سبزه از
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خورشید بر شمن که آن نامور
 زن و کودک خویش بگذاشتند
 در آمد بد ز سپاس و ز مسازید
 بناموش دشمن نیردخت کس
 بداندیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بدانگونه یافت
 جهان دیده پس روی شیوارورد
 همی گفت کامی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی بر ایشان متناز
 چو پریان تور کرده بر خصم حیرت
 کمن کاین همه ناپاسی بود
 تو کوی رفتی که از رفت خون
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تا کنون بکس
 پوئیر که از خصم کمن توخته
 بر آتش بدینان سیاوش رفت
 سپاس از خداوند بخشنده دار
 پد رفت مرد جوان رای پیر

ز غمهای ترکان بد او بدیش
 غمان راسوی و ز پیر چید باز
 بیامد ز ترکان دوباره نه از
 بکشودن در بسته کمر
 هوای نیریت بر او فرشتند
 سپهبد هم از پی رسیدش فرار
 از ایشان بیغمانموزد پس
 از آن کوی سه شد بهامون نگ
 بدینال شان سوی بامون
 بد ز خواه بر او پیش دست زد
 متناز از پی دشمنان پیش ازین
 که کس باشکسته نشد ز مساز
 بشکرانه در خون مرو خیر
 نه مروی و نیروان شناسی بود
 ذرا گاه تر باشد اندر جهان
 نکرده است زمینان که کردی
 نکرده است بی زرم بستن سوار
 یکی کوه بذر آتش افروخته
 سیاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن بخشای نیست گزار
 بی رای پیران نبود و پذیر

بباز و چنان پاشنه گوفتی
 شنیدم که ترکیش بر از من
 تهی کرد و دست ناخسته
 تهی کرد و پیکر و شکر آن نادر
 ز و امان کون آن بل شکوه
 گلوله بر او ریخت زان کوه
 در آن گیر و آرا چنان با می
 قست از پس سنگ پس بد
 قفنگی کزان کرد شکستن
 بسی نخت بندق در آن بست
 همی سنگ و شمن بد نشان
 چو سنگ شکن را تهی ساختی
 چو پر خسته کردی عدو سده
 ببالا چون موج دریا زوی
 بسا و اشود غرق در یابی
 چنین بست سنگ ز شمن گرفت
 بناگاه فوجی ز ترکان کرده
 جوار بلا برسد از آمدند
 برید و شمن ز جان پاک مهر
 بلائی بنشان ز بالا وزیر
 در پی بود نشان محکم اندر دره

کز و مغز جنگ بر آشوست
 ابا بازوی بمچوران سون
 همان بازوی پهلو ان بسته
 در آن روز پیش از سه نجاه با
 چو سیر و مان کرد آهنگ کوه
 چو ژاله بگل برگ را بر بهار
 که از سنگ خود حصار کشید
 همان آرد شعله بارش جنگ
 غش کرده ام نام سنگ شکن
 بهر بندی دشمنی را بگشت
 نشان کرد و شد بروی آتش نشان
 عدو سنگری را بهر داختی
 در و جان ترکان شدی بیدرنگ
 هم از بیم دشمن بیالازی
 همین بود بالاز و نهامی او
 سار و بد و مانده اندر شکفت
 که سالارشان گفت رفتن بکوه
 یکی سبیل گشتند و باز آمدند
 چو دید آچنان کینه بار و سپهر
 هر زنگو بر و جان شود و ستکیم
 کشیدند ز خست اندر و کسیره

بیغای ترکان رومال خوش
 بیغان تیردخت آن سهروراز
 پیاده پس پشت آن نامدار
 خبر شد بر شمن که آن نامور
 زن گوید ک خوش بگذشتند
 درآمد بد ز سپاس و ز مسازید
 بناموش دشمن سپرد خست کس
 بداندیش چون شیر دیده کله
 سپید چو دشمن بدانگونه یافت
 جهان دیده سپیدی شیوارورد
 همی گفت کاسی نامدار گزین
 چو دشمن شکستی برایشان متاز
 چو پیران توراکرود بر خصم چه
 کمن کاین همه ناسپاسی بود
 تو گویی گرفتگی که از بخت خوان
 کسی بر بلند آسمان از زمین
 بدین که شدن تا کنون بچکس
 بو تیر که از خصم کس تو خسته
 بر آتش بدینسان سپاس رفت
 سپاس از خداوند بخشنده دار
 پدید رفت مرد جوان رای پر

ز بیغای ترکان بداد پیش
 بخنان راسوی و ز پیر محمد باز
 بیامد ز ترکان دوباره هزار
 بکشودن در بسته کمر
 هوای نیریت برافروشتند
 سپید هم از پی سیدش فرار
 از ایشان بیغمانو زد پس
 از آن کو مسر شد بهامون
 بدینال شان سوی با مومن
 بد ز جواه برداشتش دست زد
 متاز از پی دشمنان پیش ازین
 که کس باشکسته نشد ز ساز
 بشکرانه در خون مرو خیر
 نه مروی و نیروان شناسی بود
 ذرا گاه تریا شد اندر جهان
 نکرده ست زمینان که کردی
 نکرده ست بی زرم حسین سوار
 یکی کوه بد ز آتش افروخته
 سپاوش بر کوه آتش رفت
 بدشمن خشمی و نیت گذار
 ملی رای پیران نبود و پذیر

که کس باشکسته نشد ز ساز

سپه را بفرمود تا باز گشت
 بسته زان همه رزم جوئی نبود
 هر آنکس که او باشد از رتبه
 نه این تخت بیاری که هست
 شهبانی که لب و سنگه داشتند
 از اینان بسی قلعه کوفت است
 پیشی هیچ و بار و نگون ساخته
 ولی دیوشان آخر از راه برد
 فراتوشان خد خداوند ماه
 همیشه کردند ما و منی به
 بگشتند چون از ره راستی
 چو ترکان شدند از بی دریغ او
 جهان بزرگی بزرگ جهان
 خداوند دست اول و سبک
 کز او بر بیفزودشان آب جا
 و درخ برادرش و پهلوان
 و چشم و دو یازوی چشم
 بترکان بداد و پیش منموان
 شده گرگ و شیر از زمان بره
 بود هر کجا باشد آهنگشان
 همیشه بدیشان قوی و پست

خود آمد تشکارا فلکان تا بدشت
 چنان بد که در رزم کوی نمود
 ازین دوستان است عبرت نشان
 که هستند گردان بادست برد
 همه زمین و لیران سپه داشتند
 بسا مغز دشمن که استوفیه است
 بسی سرکشان راز بون ساخت
 ز خود بیسنی از راه در چاه برد
 کز او بودشان زور و موی جان
 ستاوند چون دیو در زهرنی
 یکی فرقتاوند در کاستی
 از آنان گرفت و بانیان بداد
 سر موی افتخار مصمان
 ز کوی گرین تر بفرسنگ سنگ
 بزرگی و سپروری و دستگاه
 کز انامیه دراد و روشی چون
 دور کن بزرگی دوکان سپر
 از ایشان بدانند ایشان
 سگ گله و با سبان رزم
 فراغای وی زمین تنگ نشان
 کلید درخ و درشت شان

<p>من این داستان بزه پاشان که واند کسی کو خرد را بخت بگویند گویند ز تاب نیست بیاساقی آن جام مستی نزا بن ده که مستی نزا چه مرا</p>	<p>از آن گفته مرقاشود داستان که تبویان چنین در گنهار محفت شناوری چاکبست نیست نه مستی نزا بلکه هستی زوا زول رنگ هستی زوا دید مرا</p>
<p>بیان نایب از جهان مس بیان منافع از صحبت ناکسان بدل نال بودن پانته مندان کسیرین یا بجزوان</p>	
<p>ولا بشنوا ز من جو امر و باکل ز بهر کسی کسب از ناکسان سببی است گیتی چه آنتی بیخ سرانی که بگذاری و بگذری زامل جهان ستگاری خواه ازین دیو مردم وفا پروری سپست بنیانش از کاشی جهان را که بینی چنین دیر پای ز بهی نایب امر و کز اهل آن ز شور زین چشمه خویش نزا گز اهل گیتی یکی با وفا که از کیمیا کس بخوبی نشان با کرده آرا و چون جانی است بیخیا از جهان کهن نیز نشان</p>	<p>جو امر وی امور است در باکل به پرد از ازین ناکسان باکل نیز بیخ این سرای سنج نه دل بر او در نه هستی بری وفا داری و حق گذاری خواه نیاید چو از دیو رسم پری ز پروردگانش بخورستی خردمند خواندش سببی سرای وفا جوید و یاری با و دان ز سوزنده آتش خراش نزا بیانی به نشن مجت کیمیا نو کیمیا هستی بجایش نشان شه آبا و ترزا نهم بودا بخت بیخید بجای زلو میا نشن</p>

من اینج روخته رنجور وار
 درستی نمانده در اعضا من
 دل نامور پر ز تپسار بود
 مرا مهر پانیش شمرنده کرد
 نمی خواستم دید چون درمش
 سخن در برش را ندیدم از هر دوری
 حدیث فتوت بیا و آدمم
 شهر و چون نام فتوت شنید
 بگفت تا ار چه دادم به تن دست
 چون شمع از تپسار گریه سبزه بود
 که دارم همه خوب با گفتار تو
 ز هر کس فتوت شنیدم بسی
 گفتم که آن خود بدروت بود
 بگوی آنچه دانی تو در جور و پیش
 بگفتم که ای عقل یکم کماست
 گرم شکر کوئی گرم که تریست
 خرد باب ز اورا تو بهتر سپهر
 ز هر چه ناراستی از تو راست
 فتوت کهن شد تو بخشش توئی
 تو بزرگ دانی این گنگوی
 یعنی بی جز جو امر و نیست

چو اینجست شمیم چو رنجور وار
 همه تب گرفته سر پای من
 کز اول دل زمین تن در آزار بود
 که مهر و وفا مرد را بنده کرد
 شادم همچو نجات و خردم شد
 ز خوی و ز فریبک مهرت می
 که بس ز انجوا فرود شاد آدم
 چو گلبن ز باد سحر شکفت
 بگو شرح این گفته با من در
 یکی مفضل دوستان بر سر روز
 خوشم گر چه می جویم آزار تو
 ولی معنی آن ندانم که
 که نیکوترین خوی و صفت بود
 بر از من و نحویشتن در و پیش
 بدان عقل را تا کیستی بقا
 نه حق گذار نه پروریت
 که بهتر سپهر بهر مهتر بد
 سخن پیش ما لیک معنی تو را
 ازیرا که جان فتوت توئی
 ولیکن چگونه چو گوئی بگوی
 چو امر و را کس هم آورده

<p> جوان مرد را کشتی به دست است عدوی جوانمرد هم نفس است کشد تیغ و بر خویش اندمی جفا بیند از خلق و یاری کند بنخوش آنچه خواهد نخواهد پس مروت در خلد را شد کلید مروت بر افتاده دلسوزی است جوانمرد خود را نه بیند پیش و در سر نه کور بود سو و سوند نه کمر سر و نه منستی بر نهد ازیر که تن بار رهوار است نه بینی کشتی چو دار و زیان جوانمرد نیز از ازل تا ابد بکشتی اخلاص جا نماند شنیده که این کشتی دیر یاب همه آرزو با بر آینه خسته بکشتی و گردیده تشویش پیش دوم باره از گنده خود را در آب چو از خویشین کرده خود را جدا چو شکسته چون خضر کشتی از که باشد در آن بحر صفا آب </p>	<p> که خود دست نیروی خود است که با خلق یار است و با خود عدو که جز خویش خصمی نداند می ستم بیند و دوستداری کند که با خویش خصمی پسندد پس ولی نقش پامی فتوت ندید خدا را بخود رحمت آموزی است که جسم خدا خواهد آنکه بنخوش که این شیوه افتاد او پسند که منت بردانگهی سر و پد سر او بر آن بار سر بار است که ریزند بارشش بی سود جان یکی بجز دانسته بی جز رود خدا را در آن نا خدا ساخته تا امش کند آرزو با در آب در آن شرف دریا فرود نماند هم از آرزو با یافته وان بجز که امین بود کشتی او بر آب گرفته در انحال دستش خدا خدا کرده از کشتش بی نیاز چو نای در آب چو کشتی بر آب </p>
---	---

چو گشتی چه باهی که دریا شده
 چشمته فلک کس کفایتش فتا
 تو از خویش کم شو که پیدایشی
 چو از سر در افکندی این که زدی
 بنویشت نباید و گردشمنی
 همین نه خود از پیش برداشتی
 بتو کیمیای برشته شده است
 تو لاجول خواندی و دیو از نور
 کنون از چه لاجول شد قول تو
 بکف تیغ از بهر دشمن نکوست
 بکف جامی بخت کنون جام به
 یکی جام پر باد و خویش گوار
 طریق چو از روی این است پس
 چو خویش گشت آنچه کرد از خداست
 از آن ماریت آید آتشاه را
 پیر و خست از خویشن خانه را
 چو شنید کایدشکه مو قمن بود
 بشد رفت خویش از ولایت برود
 و گر هر چه حکم آید از بادشاست
 فتوت بسته ملک بسیردن است
 تو کشور پیر و از کان شهر بار

نشده کم در اسما سسی شده
 فتی گشت خواهی فاشو فنا
 بعین نهانی بود اشوی
 همه رحم کردی خویش و خلق
 که افکندی از خویش باونی
 که از خلق تشویش برداشتی
 سکت زان بدل با فرشته بست
 چو دیوان همه کرد و یو از نور
 که قوت درشته ست لاجول تو
 بیفکن که دشمن کنون گشت دوست
 نه تیغ و بر جامی آن جام نه
 نبوش و نبوشان که شد خصم یار
 که با خویش برمی نیارد نفس
 نه از چشم کین فی زاز و هواست
 که بد گوش بر حکم الهه را
 که این خانه وقف است جانانه
 ولایت پیر و اخت از چو پست
 ولایت بصاحب ولایت پیر
 که بر کشور خویش فرماز و است
 صدای خود و درخت خود برود
 در آن ملک نشد تو را کار و بار

نه دریندا این ملک آب و گل است
 هزاران زمین کشور از تو کند
 که عشرشش بود کهترین خانه
 فتی کیست شامینش بل اتی
 بدخواه خودنی بدخواه دوست
 بخشند خویشش ز ابل کرم
 از جوی به گرسبونی و بد
 فتوت زوریا بر آور و گرد
 گواهان شمرعی نباید همی
 گواه از چه جوید که او خود گوا
 گوا این کرم نه خدا را بگو
 وزان پس براه خدا پویست
 فتی کیست آنکو خدا را بگفت
 و گریان بخشش نه تا وان کنی
 نه پر کر بگرو نه بر شید زید
 نه واکیری احسان که زراق بود
 که بر دشمنان نیز چون دوست
 وفا بنید و لطف جان پرور
 نه بیند ز تو جز به نیکی بسزا

که شته تلخ بخشش بهت دور با دست
 یک اتفاتی که خسر و کند
 نیاز بخشش چه باشد بویرا نه چا
 چگویم که در وصف ناید فتی بد
 که زرد او و سرد او در راه دوست
 کسی که ز بهاران درم بکدزم
 بخشش اگر بجز جوسه و ده
 که در خورد سربا بهمت نکرد
 کس از دره حق و بد در می پند
 اگر نید آن کس که گوید خدا
 و گری نیند خدا نیست او
 که اول بباید خدا جویت
 فتوت خدا بستن آید نخست
 جوستی خدا بخود احسان کنی
 سر و زردی خالی از زرق و جود
 نه بخشش که این جو خلاق بود
 نه بر دوست بخشش که نیکوست آن
 فکر دشمن آید بقصد سرت
 و گرناسپاس آرد و ناسزا

درین معنی ارم بسیاری شکر و

تو شکر به معنی نه بر صوت و حرف

بیان پدر و کردن شاهی این دنیا بر بی بقا و نفوس بر
از تجویز وزیر و بگری را و پس ماندن طفل صغیر بد و کتسرا

بهند و ستان حسری دید
وزیر قدیش بدر سجده برد
بجامان طفلی ز شاه قدیم
هم از کودکی را دور و نرسد
نهان داشتی مادر از مروش
بهفته جو ماه و به پنجو سال
چو زان خوش مادر باو نشا شد
در دهر که دیدی فروماندی
دستان بشام از خوش نیروز
بطفلان شب عید زور عید
ز او نینه شان ل پرا گنید بود
بر او الفت افکند یور وزیر
ز مهر و هوش ان سبق شنبه بود
شبی باید گفت فرخ پسر
که فرخ نهادت دو الایا
وزیرش فرستاد و آورد
چو دیدش وزیر از رخ شاهش
بر او مهر فرزند و لبند داشت
په پور خودش خست همراه و یا

شده دیگر آمد بجایش نشست
کلید مالک بدستش سپرد
بدامان مادر چو در سیم
نشان بزرگی ز چهرش عیان
وز آسید چشم بد از بخش
بر آوردی ان شاخ نور تال
لسان یکی سر و آزاد شد
بر او نام یزدان می خواندی
در او خور و سالان بد بود
که ممکن نبود نش روز عید
کز او سبت شان به او نیده بود
وز او دیدگان را نستی تیر
که بر مهر ما مش سوتی جسته بود
ز احوال آن کودک بی پدر
بقامت چو سر و بعارضه هار
فرزون دیدش از آنچه از روی شنید
دل خود بر خسار او کرد خوش
چنان بد که گفتی و فرزند داشت
بدرس و به بزم و سماع و شکار

<p> بدربارش از بندوان گشته کش بر سیم تیانش بدستور او که پدرش او بود و یار و یار بپوشید و بنشانند و زینت فرود ز دانش فرود خواند از هر دور مرا و را پی شاهی آماده دید ندانسته دانسته را بار گفت که شه را هوا خواهد بود و این که نماید ز میان بر شه و برش نیارند از و یک سر سوی گاه نمایندش از تن سپرد از سر بدو گفت نوشت بدل شد بر سپرد و کاخ بر دست ولی چون پسندم من این پسند بخواری بقیاد و ریای مرد که مانی عذاب ابد را گرو که تار تو بخشد بر حمت خدی بریدش یک انگشت برین و ز اسخاروان شد پشه زدن نیای اندر آمد خود مونس چنان دیدش افتاد و بخود بد </p>	<p> قصار او آمد کی روز جشن بر او دستور شد پورا و به راه او بود شاه قدیم جو انجمن شان دید و پرسش نمود در آن انجمن بود دانش ور بر همین چو بر روی شهزاده دید بیامد بدستور این راز گفت چو دستور بشنود این شد عین بدل گفت باید تبه کردنش بدانت کایز و کسی را که خواست بد ز خیم گفت این پسر را بر بهامون کشیدش بحیلت ز شهر چو قصاب دستور شوم اخترت مرا گفت کارم بجانت گزند پسر که خوان این سخن گوش کرد که در خون این بگنجد در مرد بمن بر خشای و رحمت نامی بجانش شجیو و مرد خوان بیامد پس عابسه اش را بخون پسرگان همه خون پریشان رئیس دی بر پسر بر گشت </p>
--	--

به ده برود و بخت و در حال او
 منور گفت غم که بلا اینی
 توفی بی پدر چون منم بی پدر
 همانا که این مرز و ستور بود
 هر ساله یک بار بیجا گران
 نگشتی شه آگه در آگه شدی
 که ملک ارچه جز گلشن نیست
 چو دید اینچنان یور آزاد بخت
 نه مردیست گفتا که همچون زنا
 یکی اسپ و تیغ از پدر بازخواست
 ندادش که تو خردی و خصم چو
 پذیرفت شهزاده آن امی
 جوانان مرزا گهی یافتند
 بد بنیال خصم بد اختر شافت
 وز ایشان بسی بهره آوردند
 از ایشان بگشت و بخت بوست
 همه اهل آن مرز شادی کنان
 زینجا که آورد و پور و لیسر
 چو دستور دید آنمه خواسته
 بدل گفت کاین گنج باشد نینج
 پرسید و گفتند یغاست این

در او باز پرسید احوال او
 که بعد از خدا در شاه منی
 مرا تو لیسر به ترا من پدر
 که از جان او مرد می آورد
 بیرون از امر ز مال گران
 تلافی ز دوری نه ممکن بدی
 چو از شاه دور است معمور است
 ز غیرت بخود بر به بچند سخت
 نشینم و تازو بیمار بنان
 که تازو خصم از دور بازخواست
 بخون خود اندر مرد و غیر خیر
 بسی گشت ناسپ و تیغی بخت
 ابا او نمی چند نشاقت بند
 از و رخت و یغما همه باز یافت
 زروا شتر و مال و رخت و چیز
 بفریزی آمد بجای شست
 پذیره شدندش ز پیر و جوان
 یکی نیمه بردند ز دوزیر
 ستوران و اسپان ارگسته
 یکی بوم و بران چندین خراج
 که از دشمن خود کشیدیم کمن

<p>که انفرز پرواز دازد از کج حد بکنج خود افزاید آن گنج را دو اسپه شد تا بدان مزبور کشاورز را خسرم و شاد و بد که سر مایه این فرزونی کجا است بگفت آنچه را کرد و پور و لیر پیر اندیشه شد یک بوختش نشان بر زمین همه رست شد که تا برم از بیخ شامی که رست پورگران مایه من رسان رساننده نامه را سرزین همی راند در ره بگردار باو تن خود هم از رخ رفته دید ملک اده از باره آمد بریر فروخت خشتی دو بریر بر بر او فرو بسته چنگال شیر شکر لعل شیرش را بنده بود در آن پانچ بوده عشرت کنان که بر لاله عشرت کند صبحگاه بیخیش یکی نامه نهفته دید که خط پدر بد بخون پسر</p>	<p>در اندیشه شد و نایا کای مکافات آن محنت فرخ را بدستوری شاه دستورشوم همان مزرویرانه آباد و دید بسالارده گفت بنمای راست بیاسخ زمین را بسوسید پیر چو شهر اده را دیدن شاکش بدل گفت چرخ آنچه میخواست و گر گونہ رانی ببايد دست یکی نامه نوشت گفت ای جوان در آن نامه نوشته کامی پور ملک اده گرفت و در ره نهاد شب آمد در شهر را بسته دید هاجنجا یکی باغ بو از وزیر عثمان خوش رست بیخ در یکی دختر می داشت نورس وزیر بقامت چو سر می خرامنده بود قضا را بهراه هم زادگان سحر که چون آمد از باغ ماه جوانی نه مایه بدر خفته دید چو کشاد و بر خواند دید آن قمر</p>
--	---

چو روی پسر دید بهوش شد
 بدل گفت باید بخشش رماند
 تبدیل خط دوستی استاد دوست
 بهندی قریب است این دو سخن
 صنم و او مشهور از ادبش
 نهفتن بحیب جوان خواب
 رجا بست و آمد بشهر اندرون
 چو پور وزیر آگه از نامه شد
 باین خود سر و ازاد را
 یکی را که فرخنده بود
 چو وزی دو بگشت آمد وزیر
 پیش چشمش جهان چون بید
 پسر را پیر خواند و دستانم داد
 چو بگشاد و آن نامه را باز خواند
 بگفت از روی کرده را چاره است
 پسر را پیر خواند و پیشش نمود
 دیگر هفتاد آن که نه کرد که استیز
 برون بلند بزیارت کی
 سه سینه را گفت کا بنجار بود
 شب هر که آید و گران بنم
 وزان پس پسر را پیر خواند و گفت

می صوگارشش فراموش شد
 چو بخشش حامل در آن خوش خند
 که این شیوه را از پدر یاد داشت
 که این را بکش مایه و اما و کن
 بدل کرد گشتن به و اما و کن
 چو خورشید سوز و طاق کبود
 ملک آوه با طالعی ممنون
 بقرت سلا داد و ننگامه
 به پوست مرثیخ شمشاد
 بگشتن گمش که خدائی بود
 بشهر اندرون بد طبل و نصیر
 که و اما و دختر ندیره رسید
 پسر نامه اش را بخش نهاد
 فرود رفت و نختی در اندیشه ما
 بیوسف کنون چاره کرد ای
 بقرت و بر پانگامش فرود
 بیوسف کشی کرد چنگال تیز
 ولی گشته ویران و غارتگی
 شبانگاه تا صبح دم نعبودید
 کشیدش بخون کان بود و منم
 که اکنون که با ماشدی یار بود

که روشنی کند جان تاریک تا
 زیارت کنی تا سحر لغتوی
 بسکین دمی و نیاز آوری
 بکامش بداندیش او ز منون
 یکی طاس جلوانمان ز ریش
 پیرسید و گفتش همه حال بچرخ
 بخان بازر و طاسن بامین گذار
 نیاز آورم تا سحر لغتوم
 بهم خوابه تازه دمساز شد
 بجای پسر شد بدستور او
 شد اندر بی را و نور جوان
 از دوست تقدیر کوه کند
 بجای که خود کند شد سرگون
 جهان تا که خدا این سگفتی ز دید
 بگوش دلش آمد از غیب از
 بداند و دستور و تاج و گنج
 چشم اندر این کاخ را خاک گیر
 که شد نجات بیدار و گفتا شب
 ازین پس زمه تا باجی تو را
 بدوشا و بسپرد تخت و کلاه
 باواز در آفرین آمدند

زیارت گوی هست نزدیک تا
 باید هم مشب بد آنجا روی
 یکی طاسس علوا بمره بری
 پذیرفت بر نا و آمد برون
 شبانکه برون رفت از خانه خوش
 بره پور و ستورش آمد پیش
 بگفتا غریبی تو در این دیار
 من امشب بجای تو آنجا روم
 جوان شد جوان نخت هم باز شد
 خیزد بدستور کان پورا و
 سراپا برینه برون شد و آن
 مگر تاز و ستانش اگر کند
 چو آمد کشیدند زار شن نخون
 پدر با پسر هر دو در خون پسید
 در این هوشه هند و خواب با
 که پدر و دمساز این سر اسخ
 چو شد و راه افلاک گیر
 طراز او چون نخت من بجواب
 بدرگاه شد شو که شایهی تو را
 ملک زاده بر حسب شاه
 بزرگانش همه زمین آمدند

در خواب دیدم که در آنجا
 بود و در آنجا بود

نه پیرس سزاوارشاهی بود
 بیز خواند دستور را با پسر
 بسوی زیارت که آمد شتاب
 از ایشان بخریم جانی نبود
 چو پیدا شدند مکر دستور بود
 اگر چه از او بهره بیداد داشت
 که نشسته بدل در بنیاورد مرد
 بدل گفت وقت جو انم روی است
 بداد این بسز بیکلی نبود
 هماغه شست پریشان بخت
 بسی خور و تیار بیود نشان
 جو انم و دشمن باز مگشت
 چو خصم انچنان دید شد یار او
 شه از آنچه بودش فرزون پایش
 پذیر خوانده را خواند و اکرام کرد
 کسی کو بید خواهد بسکی نمود
 فتوت کلید در دولت است
 بهشت جو انم و هم خوی او است
 نمی گویمت در جهان فرو با
 بد خلق بز خویشن بپسند پس
 بده سانی آن گنیمای قلوب

بلی که خدای خدای بود
 بختند و نام از ایشان خبر
 طپان دید و رخون و پوز و با
 بدتن شان تو گفستی روانی نبود
 که خصم خود و آفت پور بود
 همه نا جو انم و پیش باو داشت
 براو بر بخشود و تیار خورد
 نه هنگام بیداد و دل سردی است
 بداد چه جویم چو بسکی نبود
 بدست خود آن ز هزار شست
 جو بود نشان دید بخشود نشان
 نگشتش بشیر و از شرم گشت
 بعد جان و دل شد رتبار او
 بدستوری خویش او را نخواست
 همان مزد دستورش انعام کرد
 چه بسکی رسان کار او تاج بود
 که دولت با اندازه بهمت است
 بهشتی بود هر که در کوی او
 جهان جوی باش جو انم و باش
 بز خویشن پسند هرگز نکس
 که هر بد کن دنیا ک شربت خوب

از سانی آن گنیمای قلوب

از سانی آن گنیمای قلوب

مگر تا که از رخ بر دزدیم کند سرخ روی چو اندر دم

و بر بیان خاموشی گزیدن از گفتن سخن سباحت عدم توحیدی
سامعان نوح و کهن و ترغیب حضرت از بنس نو و آمدن درین قرن

چه خاموشی می مرد و ستانند

تو خاموشی و نو بهاران که گشت

جهان در کد است بکشتا نفس

نه پیوسته شاخ آور و بد مشک

بسی بود خواهی گفتن خموش

چو در جام داری می خوشگوار

چو لوح و قلم زیر فرمان تست

شب و دوش خضم در آمد و در

نه کلکم است و نه دفتر به پیش

بلگو گفت که چیست پر دای تو

نگونی چرا قصه از هر دوری

ز بزم وصال چو اول گرفت

از ان آنجهنمای خشم فروز

ز اندر ز شایان چه داری بیا

جهانی بر نشان و در هم شود

بدو گفتم ای سائور و جوان

بسی گفتم اندر ز نشنفت خس

چو لب نه بندم ز گفت و شنود

بگشت لغزه تازه جان فرای

برین خاموشی و در کاران گذشت

که بگدشت ته ناید و گریار پس

که این بانغ خرم بود گاه نشک

چو باشد مجالی بر او ز جروش

چرا رنج داری روان از خار

سخن گوی اکنون که دوران تست

بز او مراد دید نه ساد و سر

نشسته چو شترندگان سپر پیش

چه شد تا و گر گونه شد رای تو

نه از شهر باری نه از دلیبری

دل از بزم و صلت گرفت این گفت

بخوان تا شبی خوشن آریم روز

که آشفته می نمیم این روزگار

چو اندر ز کارا گمان کم شود

که داری به بیروی نشنفت کون

بستم نفس تا نگونید پس

که گفته ز نیست و نا گفته سو

سخن خاموشی در زمانه است که در روز و در شب

بسی بیخ بروم به بودستان
 ز دوش چو بار نه بندم نفس
 بافتادگان گویم و نشوند
 تو آن خسرو ترک بنایه گفت
 که ای که مغزش ز دوش تویی
 چو ایند شاهان سرایم همی
 خضر گفت که گفته لب بر بند
 بنی را که از سنگ گوهر شکست
 اگر نید گوی مشو مرد جوی
 نه دریا که گوهر ز پایاب او
 نه خورشید کان بر تو افشان کند
 ز نشیندن کس بهانه مساز
 وگر نشوند از تو اندرز روند
 من از بند و آرم کی و استان
 که شناسی شدت از تنی از جوی
 مخوریم گر این انجمن شد و باز
 چون گنج گهر نبوت گویم است
 اگر خوبی گوهرت را نخواست
 جهانی خریدار این گوهرند

چو دیدم بچ اندر از فرودستان
 که نه خویش از آن بود بروم
 کجا سر فرزان بدان بگیرند
 در آن دم که اندرز سعدی شفقت
 بشاوار نکلیت کند را بستی
 در طعنه بر خود کشایم همی
 بفلس و در کج گوهر بسند
 بروم در درج گوهر نه بست
 لب بند بکشای بوی فرد گوی
 با میدی آن گوهر ناب او
 زمانه با مید رخشان کند
 که گوش نبوشند گانست با
 بگویی و پیشینیش بند
 سرشته در آن دوش پاستان
 بگویم تو را بشنو و باز گوی
 ازین انجمن انجمن با بسیار
 سخن گوی بر عالمی گنج باش
 در گنج گفتار بستن خطاست
 تو بکشای ننگ که خون بسند

این قصه در جنگا مودن ان پورک رسول بن مسلم گفته بود ۱۰۰۰ هجری

و استان شاه هندوستان از زمان حضرت محمد در جهان

خضر گفت در ملک هندوستان
 شهری بود کشور به نیردستان

<p>به نیکی ز خورشید مشهورتر چو عقلمش ز مسکین نشان فلک بنده طبع از او او سزاوار شاهی و تخت و نگاره بهر پیشه و راه و پیر پیکار بصورت دواتا به معنی یکی که بی دیگری دیگری می تو گفتی دو ابروست با یکدیگر چه خوشتر جواب وی اندرقال بگفتا برادر نه انکار نسیق بشمشیر بران برابر بود بر او چو بد شد بکاید ترا جهان نیم ازین کشت و نیم از آن دو کشور به اتاکی شاه بود که تا حال ایشان دگر گوشت جهان پر صدف شد صدین پر چو افزون شود اول پر از خون بکین بستن خویش را داده اند چو افزون شود کاشش آردین همه ملک ایشان پریشان که ملک بی مانده تنها است</p>	<p>خدیوی کرم گستر و او که نبود از کف دست گوهر نشان جهانی بر آسود از او او دو فرزند بودش چو خورشید ما خردمند و دانادل و شویار بفر مانگ پیش و بسال از نیکی دو چشمند گفتی که طاقند و سراورده چون دست با یکدیگر چه خوش کردیاری یاری سوال بگفتا برادرت به یاری رفیق برادر کز او جان برادر بود رفیق از بد افتد نخواهد ترا مع القصة چون شه رفت از جهان چو رفتار هر یک بد نخواه بود زمانه بر این سالیان برگشت شعبستان هر یک زن گشت چون شرفون تراوه افزون شود که هر یک طبع دگر زاده اند چیزن در شعبستان چه جوان بد چو کار ممالک بد ایشان فتاد فتاده هم هر یک از پیش است</p>
--	--

ولی هر چه از پور کهنتر بدند
 ولی با خدا آشنا و آشنند
 چو مهر تراوان ز کبر و منی
 از میان خداوند پیر ارشد
 اگر کشیم و اگر نبندیم ایم
 ولی سرکشی کار ابرمن است
 سرافازی اندر سر افکندگی است
 چو فرزند گیر و خلاف پدر
 که مخلوق را چون چنین است کار
 چو شد ملک و رتبه کمتر آن
 بسودند سر بر سپهر بلند
 یکی زان ایران که در بند بود
 بسی کرده بد عهد از رای را
 ازیرا که با هر دو پیوند داشت
 بهر یک دل از مهر آفریند
 چو ناچار شد راه انیان گذشت
 سرانجام بدینک و نسته بود
 خرد نیز آینه بود و صاف
 بود آینه بازنگ بست اتصال
 کم از سیم جان از نه گو یا بود
 ز ناله سوره جوان در گذار

ز مهر نغمه مشک بهتر بدند
 ز انصاف گیتی بهادار شستند
 گرفتند آئین آبهر مینوی
 ز رحمت بافتادگان بار شد
 همه گروه آفریننده ایم
 که مآفریننده را در زمین است
 نشان سر افکندگی بندگیست
 پدر را زیانست و خود را ضرر
 کجا بنده و کوی خداوندگار
 بی چند سر نجه مهتران
 سر سرگشان شان در آمدند
 همیشه از مروی نبردند بود
 که کین از میان نیند و به نینجا
 ز هر یک جدا جان نرسند
 بهر پای مروی بیاموخته
 همراه آنان علم بر فرشت
 چو دانی به بیوده بازی چه سود
 بشد تیره ز امیدش کبر و لاف
 چه فرقت آینه را با سفال
 کم از شک شک از نوب بود
 چو پیر از سوده نه بنده و بکار

<p>ولی جمله تدبیر با گشت دست خردمند را نیز ندید بود به نیروی دانش بسی چاره کرد شده آموزگارش چو در ندید هم او را و هم حق او را شناخت به پیش خودش خواند و اکر ام کرد چو روشن روان وید اکر ام او زمین بوسه زد و گفت کای شهریا رخسرم بیت باد اختر سیند شکرانه این همه آب و جاده که باست در وی همه شاهها شوش گفت قحطی گوهر نیم یکی بند بکشای از گنج بند نه بندارم آن گنج گاندوتی کر آن گنج داری بیا و بیا بخندید و انا و بروش ناز مر نیز این گنج مقصد بود ولی در جهان ماند نم و پیر به تن زخمهای دارم و چنگ اگر همتی یا بزم از روزگار آبوشنود لا آنچه گفتند با</p>	<p>بی آنکه تقدیری آید دست ولی سخره دست تقدیر بود ولی چاره پروان بد از دست ز شاوی برویش چون شگفتید بصد لایه از بندش از دست ز احسان رسیده ولی رام کرد دو باره در افتاد و در دام او سباده می نثرند از بد روزگار بکام تو ز هر جهان باد قند یکی گنج دارم منرا از شاه بیامی شوش کرد خواهم شمار چنان دان که سالار کشور نیم که آن گنج جوید دل بپوشند ببخیر گنج دانش که آموختی که آن گنج بهتر بر شهر بار که دانم نداری بگو بر شمار که این گنج من شاه را سو بود دل از بود نم و در جهان پیر که در خود نه نیم جان بگویم تو را آنچه آید بکار نه بداری آن هر روز</p>
---	--

خستین بدو گفت گامی شه با
 گراز پاک نیروان فرمش کنی
 سحر که چو بر واری از خواب
 چو برورد که این روی رخ کنی
 درون از هر الایشی پاکد
 که از خاکی و خاک خواهی رسد
 و کر مر و بیکاره را خوار دار
 به بیکار مردم خدا دشمن است
 ندیدم به از مردم پیشه ور
 شناسد که نیروان بدان او
 ولی داشت پیوسته خود را بیکار
 هر آنکس که مبنی بکاری است
 شه و عالم و لشکر و پیشه ور
 بگویم بر شاهان چه باید بخت
 و روق از همه بزرگان تیر
 که هر پیشه را که سلطان کند
 اگر از رعیت زبانی رسد
 ز شاهان که آید کی ناپسند
 و گر پیشه خسران بخش است
 بود شبی چشمه خوشگوار
 بجوشد چو بر واری از چشمه آب

دل خود همیشه به نیروان سپارد
 چو لعل دل خویش خامش کنی
 نیایش بی برورد او کرد
 بخورد روز آینه فسح کنی
 برود اگر چهره بر خاک دار
 چو پاک آمدی پاک خواهی شد
 که بیکار مردم نیاید به کار
 که پیشه نیست اهرمن است
 خداوند را بنده بستی ضرر
 که پیشش آمد بفرمان او
 که خوش نیست تن بر درد و غم
 اگر خود رعیت گردی و شایست
 همه هر کی رست کاری دیگر
 بود عهد و پیمان گفت دست
 که آن عالمی رست بیم خطر
 رعیت بناچار نیز آن کند
 زیانتش گنجای جهانی رسد
 جهانی برنج و بخت رسند
 که این پیشه دلهای نشان بخش
 همه تشنگان گردش از مرگنا
 و گرنه بجوشد شود چون سراب

<p> چه باید بگفت چشمه انباشتن وگر شاه را چشمه کارست مهر چو شکر جمله چشمه است غوغا شود جهاندار باید بطبیع جهان چه بکسرتستان است پانیز نیست ولی باید بخش چشمندان کند جهان دار را بسیم و میدیه ازین هر دو چون یکی در عمل نباید به نرمی نهد و در سخت وگرنه چو بشناختندش سلیم وگرنیز یکسر بود دشمنانک بدر بار آورد بخوید کس وگر لازم آید جهان دار را تبه گشت چون در تن آمیزی یکی چون تباهی بود خوی او وگرنیزین دوازده ز نقش ستیز اگر چه بود خویش پیوند وزن وگر شاه را پیشه خلق نکوست چو شاه جهان هر بانی کند دل شاه با خلق اگر بد بود زبردست باز درستان خویش </p>	<p> که آیش فزاید ز برداشتن که این هر دو بر خاست و در سپهر وگر مهر بس فتنه بر پا شود که گاهی بهار است و گاهی خزان وگر جمله کر با بود نیز نیست که خود را نه آخر پیشیمان کند گهی خندد و گه برابر و گره نباشد ملک اندر افتد غفل که کامل شمارند او را و است گر آتش شود زوند از بدیم از و خلق و ایم تبرسند و با با و راز کشور نگوید کسی که راند ز کشور تبه کار را بداروست دربان خونریزی ز اندرز و بیم است داروی او چو خون تباه است خویش برین چو عضو تباه است او را بزین که خلق نکوسازدش خلق دوست جهانی بر او جانفشانی کند بگویش که او دشمن خود بود چو شد خصم شد خصم با جان خویش </p>
--	--

که گر صرخ شان است کینه نیست
 دل باز مینوی آت و ز خور دست
 نه ممکن بود تخم کین کاشتن
 و گر کار شه در بر آوردن است
 سه قلعه بکار است مرشاه را
 یکی زان سه سازند از آن گل
 و گر قلعه از این وزر کنند
 سوم قلعه شان بندگان خدا
 کزین باره شان نیک محاکم بود
 چو زین گذری قلعه لشکر است
 چو این هر دو شه راه میا بود
 و گر نه بکود است از انهم نشوی
 و گر آنچه شه را نیاید بکار
 که آرد فراموشی از کار ملک
 بی امید آمو چو شه رو کند
 شکار شهبان در کند و سنان
 در این قمار از نه همس بود
 شه آن به که بازی چنان بود
 سبیل و پیاده با سپه زیر
 شرفی که شه را نباشد وبال
 انشاهی که در خون دشمن بود

شند تا او شو او زیر دست
 دید آنچه گشتیم از خوب و بد
 وز او خرمین مهر برداشتن
 کزان امین از غارت دشمن است
 بی چاره جسمه بدخواه را
 بیاس زن مرد ترسند دل
 که بقیصرش از جمع لشکر کنند
 که سامان بیکار ایشان دعا
 بر او دست برد کسی کم بود
 که بنیان آن مرد کند آور است
 سوم قلعه شش نیز بر جا بود
 که از آب و از گل سخت آبروی
 ز راه و قمار است و شرب شکار
 از و بشکند روز بازار ملک
 بگو کشور اول بی آمو کند
 دل و دوستان به سر دشمنان
 نه در خور و سالار کشور بود
 که از همسر آن تاج و کشور برد
 سپرد از باد شایان سیر
 بود خون دشمن که باد شرف جلال
 کجا در می صاف روشن بود

که سالار کشور چو پشیمانیت
 از آن در دور دست شاه پس
 که شاهد بود شاه را سازگار
 یکی هر چه کم کترش در دست
 پنج از یک چو بگشت پنج آورد
 دل شه ز راه خسر دم مباد
 که پیوند خلق است فرزندان شاه
 شه اندر مکن باید وارجمند
 که در خیره خندی بسکاست
 بدو مان عمل او در دستگاه
 زبون پروری آفت خیر است
 چه باد دولت پادشاهی کند
 و گر کار شه چیست لشکر کشی
 که گشته بی زایش از پشت
 چو هر روز گیسو دره تازه
 و دیگر که آرزوم و تن پروری
 چه خوشتر که روزی دختی برنج
 زویرانه خشم دولت کشان
 ز مال عدو کنج باید بخشاد
 ز مال عریست چو مخزن نهند
 بخونی و دزد و ارشد آسان گرفت

ز احوال کشور خبر دار نیست
 می صاف شه خون بدخواه پس
 یکی زن یکی دولت پایدار
 یکی هر قدر پیش شیش شتر
 چو کشور فزون گشت گنج آورد
 نیاز شستن پیوند مردم مباد
 بفرزند خوش نیست پیوند شاه
 نه بسیار کومی نه بسیار خندان
 همه در امانه خواری است
 کند پاگاه بزرگه تباه
 ز پر مالگان پشت دولت دولت
 چو در خانه خود تباهی کند
 ندان مکن مهلت سر کشی
 ساز و بر او دشمن زبردست
 از هر کسی کیب و اندازه
 هم او مانند کار و هم لشکری
 ز خود پنج بر گیری از خشم کنج
 با بادی بوم خود بر نشان
 که در ملک زد و کنج باید کشاد
 بنا کامه آخر بد شستن و مباد
 که کجا هر از این ملک توان

چو بسند که ز برود و کفر نبرد
 چو خربرد و بازارگان بگشت
 و کرشمه که افزون گرفت از خراج
 بگوخت ازین ملک بیرون ببرد
 چو درمقان بنفشاند نمی که داشت
 بدو یکستان کوچی خواهی از آن
 و کرشاه رارای زن در خور
 زده تن چو یک امی گشت استوار
 چو رای پریشان زندی کسی
 از آن بهره چه شد را بنحاطرت
 ولی تا نکرده است باید بهفت
 بسا و ایکی زان همه انجمن
 بسا از یاد در میان دو یار
 و کرشاه باید که در بر دیار
 ولیکن نبایستش امین گشت
 خدیوان که بودند کار اگهان
 بسا محرمی گت سجدت گاری
 من از محرابان پیش گشتهم نفور
 چنین خواندم ز داد و گدازها
 یکی اهل دوش در کشاری است
 بود هر یکی پیشه را سزا

ز نش غزا که بار دیگر نبرد
 که اورا نکشتی جهان بگشت
 تو غارتگرش ان شو و ارامی تاج
 که ده یک دمقانش افزون
 تبه گشت رعی نکر و آنچه گشت
 که خود گشت پیچاره ده یک شان
 که از تیغ زن رای زن بهتر
 به از تیغ شمشیر زن صد هزار
 بهر یک باید فرو شد بسی
 بباست بگرفت و بر کار بست
 که بس از یار یار بیا گفت
 نهانی دشمن رساند سخن
 که ان انجمن کرد خلقی هزار
 امینی فرستد که داشت بکار
 که از اینگونه در ملک و نیز
 ز مجرم نهفتند راز نهان
 چو خوش بگری محرم دیگری
 که جسم ز نزدیک آید نه دور
 که شه بخش کرد خلق جهان
 سوم هر که پیشه صنعتکاری است
 که آن دیگری را باشد روا

بسیار از این است که در کتابت است

سازگار و علم و ادب

ازین هر سه هر یک نگرانی
 فقیه ار کند ساز سامان جنگ
 چو ساز قضاوت کند لشکری
 و گر راه اینان رود پیشه
 شنیدم که در عهد نوشیروان
 ز رو سیم بسیار در بند او
 بس داشت سودای کار سپهر
 نیکو است بازار گانی کند
 بدستوری پاک دستور شاه
 ولی دست از امید دستور
 چو نویسد شد ز آرزوی که داشت
 بی خوست بستن شمشیر نیکو است
 ولی خویش را باز از آن کار داشت
 چو بازار گان روز و صفت بیست
 ز شه در پذیرفت آنمایه زر
 پذیرفت سیم و پذیرفت شاه
 تو خواهی که پور تو گردد دیر
 چو دستوری شه کند پور تو
 تو جو چو پنیاشتی سیم و زر
 تو بازار گانی داری مشتری
 رعیت کی اسر فرمان نهند

بناید گرفتن ره و یکسکه
 کند ملک ایران شود نام تنگ
 به ساز و آیین و انشوری
 بخلق زیانست و بر خود ضرر
 کی مایه در بود بازار گان
 ولی از یک افزون فرزند او
 که سودای سودا بودش سپهر
 که باسکنت زندگانی کند
 بسک و بیرون همی حست راه
 که کامی نه بر وفق دستور نیست
 نشست نظر سوی دستور گماشت
 که بر خلق آسان شود راه حست
 که زر کم بدو کار بسیار داشت
 بدربار سلطان ایران نشست
 که شاهش بخدمت پذیرد سپهر
 بگفتا شود کار کشور تباہ
 دیر از آیین گشت گرد و زر
 بنویدر ہی جز بدستور تو
 ز خردار بخشی چه داری خبر
 شوی شاد آنکه که سودی کی
 چو اندک ستا تند افزون کند

بی یاد و نشان که سنجیده اند
 وصال از چنین نطنس همچون
 دور بنده تاج تخت و تکیه
 و دور گر انایه از یک صد
 بفرق فلک یب چون فرین
 یکی آفتابی در ایوان بزم
 یکی جوهر خویش جان گزای
 یکی زیوری تخت همشید را
 خرد گفت رسوایی خود خواه
 که گفت گهر سوی عمان در
 تو خود را به پیوده و نچه مساز
 دو آزاده کز اختر رهنمای
 تو ز آئین ایوان لشور از جوی
 بلی گفتم این مرد و فرزند شاه
 بآئین نیکان پذیرا شدند
 کنون هر قدر پایه شان شیر
 نه بازار کافی که کالا خرید
 متاع من از دست ناسودمند
 بیاساتی آن سود سود ایسان

بدو نیک کشور چین دیده اند
 شاد و آزاده بدو نظر
 خداوند شیراز و کرمان زمین
 سپهر جلال آفتاب شرف
 حسین شاه غازی و سلطان حسین
 یکی شتره شیری بیدان نهم
 یکی گوهر فسرش چرخ ساسی
 یکی زینتی تاج خورشید را
 کز اختر کنی زینت مهر و ماه
 و یار نیر ز می ملک مان در
 که هستند زاندر ز تو بی نیاز
 کتابت هر یک فرسنگ را
 جو هستی باند ز شایان بگوئی
 شنودند از بخردان رسم و راه
 بآئین نو کشور آرا شدند
 باند ز درویش درویش تر
 همان را خرد و کاندرو سودید
 زیانی ندارد که واپس
 که عیش ندیدم ز سود و زیان

بده تا ز سود و زیان وار هم

ز تشویش سود ایسان وار هم

خطاب قلم رستی محم و بنده برین معنی که تا از حقیقت حال پیشین ننگند رقم و بسوی مطلوب خود توجه آرد هر دم

بیا خامه از سر بنده سرکشی
کجی را بنده راستی پیشه کن
سخنهای پیشینه هرگز مگوی
که این زرم زرم دلیران بود
نیگویم از هفت خوان از گوی
سپید ز که گردن بگردون کشید
تتمن بی بازار گانی کشود
بر قصه هفت خوان را زیاد
اگر رستمی هفت خوانی گرفت
بلی آسمان بود بر زمین
خطا گفتیم این که کشتان آه او
گویم بهرام گردون نورد
که سالار ترکان حصاری گرفت
حصار است سروده براج ماه
هر آنکس که آسمان بگردون بود
نشین گوی بد بر آن کوه سر
بر او زه بیاری ستاره نبود
جز آن ترک یل کور بفرخت
بران کوه سر جای اختر کی است

مکن با چو من خاکمی آتشی
ز تیغ یل ترک اندیشه کن
سخن غیر مستح سپید ز مگوی
نه ناورد پیلان پیشین بود
ز نیروی کرد جوان باز مگوی
حصاری ست گفتی خدا آفرید
وی از نیروی پهلوانی کشود
که بگذشته سیح است نابوده با
بزرگ زمین آسمانی گرفت
گرت نیست با و بر سیا پهن
بند آسمان تا که گاه او ست
ز ترکان کسی ره بگردون کرد
که بهرام از و مانده اندر گفت
ز پیمودش خسته پیک نگاه
ندانم بران کوه می چون ده
سفر سنگ ره دوران بیشتر
نیارخن بیج و باره نبود
بر او از بندی تابید هر
که خشنده و پیکان نیروی است

بر او برتدن کار هر کس نبود
 از آن رفت گر گسنگ آنگوه سر
 بر آو ریزنی کرد جای نشست
 چه شد مایه و کشت گردش کرو
 چو کاش از آن مایه بالا گرفت
 با و ار مغان آمد از هر دیار
 چه خوش گفت گوینده نیک است
 سر چشمه شامد گرفتن نیل
 ز شنیدن ناله داد خواه
 پور شهن شاه شد جامی تنگ
 زری شد چو در پارس آورد
 چو نمودار و سپکس با حبت
 ره رسو فرام شد سبابا و
 بکشور ز هر سو سپه تاختی
 ملی هر که او را احصاری پخت
 بسی بیم و امیدش آمد ز شاه
 تنی مغز را سر بر از یاده بود
 چو پایان کارش زانده شد
 سوی نیویل شد اشارت شاه
 بفرمودگان لاف خد شکر می
 بر او چهارید چون یک تنید

اگر رفت کس غیر کس نبود
 که بر طایر بر شش بست بر
 نخستین بازار گان راه بست
 ز انبوه دزدان بر آن تیغ کلاه
 بشد سیلی و راه صحرای گرفت
 که بخشد بر ایشان بجان ز نیما
 که بر جانش باد آفرین از خدا
 چو پیشد نشاید گشتن سل
 بکلی طمع کرد در ملک شاه
 نماندش در آن بولم جامی درنگ
 ز رفته کس نه پرداخت بر کار او
 قومی ترشدان شاخ کشت
 چنان شد که کس را بند تابو
 همه کشور شه تبه ساختی
 نه ترسد ز کس که همه آسمان
 که آید بر راه و نسیامد بر راه
 دوران بیم و امید از اوده بود
 همه کشور از وی پر آواز شد
 که از وی پر دازد آن جایگاه
 نخواهد بد از استعانی بری
 همه بازار گان یکسند

کنون گاه مروی و چنانازی است
 همه بر سپید ز کسین آورید
 بکشید وان قلعه ویران کنید
 چو فرمان سالار خواند ایخان
 ولی چون خرد شد و سخیده بود
 نبی جسته پیوده کین توختن
 بدشمن فرستاد و اندرز کرد
 شد لشکر آرامی باسی سوار
 چو آمد بد ز کرد لشکر شکن
 پذیره خدش پیش سالار کرد
 پیشش گری را با پای استاد
 نخستین سپیدش از ایخان
 که از دور گردون مبادان شدند
 هم از پهلو ترک سپید باز
 که دل را نیاست بر چهرشان
 جهان دارد اندک تا زنده ام
 تو ای نامور پهلو کام کار
 اگر چه او دیده بر راه بود
 ولی خدستی داشت گریهوان
 بر خواند باستی نام و در
 سر نهادند کت کین بوش

ز یکا نکان ملک پروازی است
 بلند آسمان بز زمین آورید
 کسام پلنگان و شیران کسید
 بسزد چو دامان کین بریان
 بکیشش بدانش پسندیده بود
 چو تاش نه کار او سوختن
 که شتر طاست اندرز آنکه نه بود
 بدان کاور و در ره آن نیکار
 بسی تلخ و شیر غیش اندر سخن
 سراز مغز خالی دل از کینه بر
 وزان پس بلا به زبان کشاد
 که چون است آن را و سوزون
 گزندش مباد از سپهر بلند
 ز کت بر او درش آن سوزان
 درونم بیا کنده از مهرشان
 باین دو دمان کتسین بندم
 قدم رنج کرده وین کوسا
 نیازم بدین چهره نوا بود
 نبایست خود رنج که درون دن
 که تا کردی باسی خدست بر سر
 تو را خواندی ای نیکو سپید

خود اینگز نمی آیدم بی شکلی
 ولی حکم شد رفته بر اینچنان
 درین خدمت ار کردمی پارس
 بر او مرا گفته آن نام دار
 که چندست گامد بشاه این خبر
 همی نسپری راه خدمت گری
 دلیری بازار پچارگان
 ز تو رسم نامردمی تازه شد
 اگر تهمت است این تهمت در آ
 که کر تهمت است این تهمت بر شد
 ولی کربمای خود آئی بشاه
 و کز نه منت زین در آرم برین
 بنماید و سبالت پر از تاب کرد
 سه سال است تا من بر این کوه سر
 شهنشاه ایران بدین گذشت
 خبر شد ز من حکم فرامی فارس
 کنون اینچنان میکنند بازخواست
 ز شاه و شهنشاه مرا پاک نیست
 باین مردم و باره و پارگی
 بر این چو گر از خود بود دست پس
 تو این در که بینی کشیده ماه

فرستادمی زین سواران یکی
 بن ز اینچنان سرفراز جهان
 زمین بنده خود نبود این قدر
 نه از خود بفرموده شهریار
 که از راه خدمت کشیدی تو
 سر سرکشی داری و خود سری
 بی روی بسی مال بازارگان
 ز جور تو گیتی پر آواز شد
 ازین کوه سر رود و او را می
 و گر است است از تو کیفر کشد
 ز شاه اینچنانست بخوابد کنه
 برانم ازین کوه سیلاب خون
 وزان پس بگفتای سرفراز
 گهی سز مردم برم گاه زر
 نرسید وزین راز اگر نگفت
 تو گفتی و رانیت پروای فارس
 کی اینها باین ایلی رود است
 که ماشاه کشور دلم پاک نیست
 سپارم چو اول پاد از کی
 که من دل پر از نشیبه دارم پس
 کسی را بر او بر شدن نیست

از این بزمی

مگر زنده کرده دل سیستان
 و گر هر که باشد آهنگ من
 گوزابل آنروز این و همگوشه
 نبوده است در عهد پیشین
 کنون که همه دشت رستم بود
 بده تن گماند ارچالاک است
 چو تیمور بند و میان زرم را
 برایشان چنان نقش افشان کن
 ولی اگر کند پهلوان هتسری
 بلوشیم و بر خود فرایش کنسیم
 زیر دست گرد و چو ازیر دست
 سرفرازیل کاین سخنهای شنید
 از آن بیجا با سخن گفتش
 همی دست بردی بشمشیر تیز
 بنحو گفت ز نهام خامی مکن
 زمانه دراز است و دور است
 و گره باند زلف زود و پند
 سوم ره تلخی زبان برشاد
 چه باشاه ایران کنی داوری
 ازین پشته گل چه پستی کنی
 نه اسپید زار بر سپهر بلند

و باشاه تیمور گیتی ستان
 کجا گیرد این قلعه از جنگ من
 که سامان گیتی دیگر گونه بود
 که بودی دیگر گونه آیین جنگ
 جهان سر بسیر سام نیرم شود
 کنم هر که هست چون خاک است
 کشد انده دشت و حوا زرم را
 که انبوه ایشان پریشان کنم
 از و هتسری وز ما کتسری
 چرا دیگران راستایش کنیم
 شود آسمان از به چون خال
 پیچید و روشن دلش برود
 و زان بی ادب نام شده برود
 کزان پیکرش را کند ریز ریز
 فرستاده ناتمام مکن
 با خر شود موسم با خست
 نیامد نگون بخت را سودمند
 که امی ناچه انور و ناپاک نداد
 کز اختر سببا و تور یا وری
 که باشاه ایران درشتی کنی
 بی نیروی اختر شوی شهر بند

بیایان تور او سگیز اورم
 تو خود را ازین قلعه سرورین
 هزاران چون شاه دار و سوار
 کفی خاک هر یک ازین توده خاک
 من ایدر زباند ز رو پند آدم
 بودی اگر تیغ من در نیام
 در شتی بر مرد خسر و پیرست
 تو با ایلمخان چون مدار کنی
 نه آن پهلوی ترک رفت از میان
 همه بندگان در خسر روند
 مرا پاس ایلی عثمان گسیب بود
 کنون رزم را یکسر آماده باش
 بیک هفته ماندند در آن کوه
 به شتم بیاید بسالار گفت
 غنشت ایلمخان بر در شهریار
 که گرای شاه است جنگ ورم
 بهره از جهاندار فرمان رسد
 وزیرین سو بداندیش بی نام و
 بشه نامه از ورین بدگس
 شکاست بشه برده از ایلمخان
 کنون یک نظر پیش پاننگرد

بچم کندت اسیر اورم
 کز این توده بسیار دار و زمین
 که هر یک زنده با سواری هزار
 اگر باز گزید کرد و دغا ک
 فرستاده کی پامی بند آدم
 زبان تو ز نیسان گشتی بگام
 کمن پیش ازین تا زبانیست
 که با شاه کین آشکارا کنی
 که در زندگی بودش سالیان
 چه خواهد شد از این سخن بشنوند
 چون شنیدی آنرا که گفتیم
 بلندی نمی خواهی افتاده بار
 بگشت و به پیودان بوم و
 همه هر چه دید آشکارا بگفت
 ز نوحیت دستوری کارزار
 و گرنیت فرمان درنگ آورم
 همه گوش و ارم تا آن رسد
 بگردد بحیلت بر اوخت جنگ
 فرستاد و اظهار شتر مندی
 که دار و سپهر کشی در زمان
 ز ایران کسی را کس نشود

<p>در آید چو شیر می که در پیشه زار سهر بزرگگی یل نماند ار رخروی تبدیر سیران ترک تو گفتی همه کام او زرم بود سنا داشتندی و تیغ و تهنک نه پرواهی پاس تن پهلوان نمد پوشش چون آینه روشنا بجان باقتن کار سازی گفتند سیرنده با اثر و شعله بار یل شیر دل ایلیان سترگ نهفته رخ ماه گردون بگرد همه تن توان و همه دل خرد چو چرخ می و مهر بر پشت او که در پیش کوی گران سنگ است که پوشش سر جنگ با آسمان کجا داشت زرش همچو اندند از ان تا بگه نیم و سنگ بود که این زرم را خوار توان شمر بر او دست با پای اینویست کسی را بر او بر نباشد گذر کجا برسد از شریار و د</p>	<p>اگر دشت یکسره شود نیزه دار سوم شید و قش نیزه بگر گذار جوانی پیشوار و را و دسترگ که در چشم او زرم چون زرم بود یکایک را سباب سامان جنگ نه خود و سپه شان نه برستوان نه مغز بسره نه بن جوشنا تو گفتی که با تیغ بازی کنند بمراه هر یک ز گردان هزار پس پشت شان بود سالار ک دوباره هزارش بمراه مرد بلند اختر می دور از چشم بد برخش اندر تیغ و دشت او یکی کز پولاد و جنگ و دشت یکی باره برق تنگ زیر ران بدشتی سپه راهی راندند که آندشت خاص از پی جنگ بود بسالار گفتا سپه دار گرو بلند آسمان است این کوه نیست بویزه که کوه است بر یکدگر اگر کس چو آتش بهالار و د</p>
--	--

<p> هلاک جهانی بمراد اوست بساید اگر پسیل اگر اثر و با بر آورده آن با کج و سنگ رفت نباشد فراتر شدن راه او یکی از هزار ار بر آید کس است بود چار و در و از آن از سنگ و دیگر شتر خواب با گلستان ازین سز زمین بیشتر نگذریم بشب و به بنگاه باز آوریم که او را خردگر گون شود که این رزم گرد و بابل و را نگرود ز پیکار همه گزشتوه بود خصم را سود و ما را زیان بر این که نیارست کردن که از ان بد که این بیشتر بر زمانه بد شمن زمانه به تنگ آوریم سه راند با ایستمان تا کمر مگر ز ایشان دست کوتاه شود نیار و گلوله برایشان نهد برایشان شود کار سنگار تنگ چو یک روز گرد و تیرت باک </p>	<p> گر ان شکنادر کمر گاه اوست کنده هر یکی خصم اگر ز آن رها بهر جا توانست با جنگ رفت کس از بسیر و تا کمر گاه او بر او مرد اگر باز اگر کس است به و چار راه است با یک تنگ سینه شیر و زین کلاه است آن همین جامی لشکر فرود آوریم بهر روز بر کوه تا ز آوریم بپایان پنجمین تا چون شود بپاسخ چنین گفت سالار باز چو ما بر زمین خصم باشد بکوه بر آن رزم اگر یکدزد سالیان جهاندار تمیور با سستی هزار سه چند گاهی برای در بماند مگر بر کمر گاه جنگ آوریم اگر سنگ اگر آهن آید بسره کشان آنجور در کمر که بود و دیگر کز اینجای تا کوسه و می در کمر با تفنگ و خندنگ ز ما آنچه بکجا به کرد و هلاک </p>
--	---

چو صد تن بیک وز گشتن دم
 دو روز از زرشکر و تن شد با
 سپید پسندید این رای گفت
 همه هر چه گفتی در سینه آرای
 کنون هر چه کوفی تو فرمان برم
 و گر روزی گنبد تیز گرد
 باین کوه سر شد بلند آفتاب
 سپید بیامد بر این نشان
 رخانش بپوسید مالار ترک
 بیانش که فرخ بقال آمدی
 ز تو باد پیروی لشکر قوی
 و گر لشکر آرای لشکر پناه
 در احم بپوسید و شتابش گفت
 ماری می تو اختر روز باد
 و گر کمتر این گرد مهنتر تراود
 بپوسیدش مرغ پر از آب کرد
 پاس تو چون در میان آورم
 که دادی سه فرخ برادر مرا
 گرا همچو من در صبح امید
 بیاران چنین گفت کامر و خنک
 در اندیش از ما بر ششم بار

بسیار است که گویند و اینها در از سنده است

از این راه که صد روز صد تن هم
 سوم روز ترسان شد و ز نخواه
 که دولت نه بخشند کس را بخت
 همی تا زمانه بیاید پیاسه
 به جز راه فرمان بر می نسیم
 مشبه را بدل کرد با گالاجورد
 ستاره نمان شد بزین نقاب
 زوه و امن پر ولی بیان
 چنین گفت کامی بیلوان تل
 به بخت و بدولت جمال آمدی
 که هم بیلوان را دو هم پیروی
 میان چست بر سینه آمد راه
 که جلالت بر روشن خرد با جفت
 و ز این اخترم روز فیروز باد
 بیامد بنزد برادر ستاد
 بنالید کامی پاک نیردان فرد
 مگر جای هر موزبان آورم
 بهرنیک و بدیار و یاد مرا
 سه خورشید تابان بکی امید
 سراسر نه از بهر نام است تنگ
 سخن گفته از هروری بشمار

در این شعر از سنده است

ز اندیشه مرد و خسرو دست
 اگر چه به بنمودن شربت و نیک
 چو ز انداز زه شد ز شربت کوی
 به نیروی بد کوی شربت مرد
 بکوشیم تا گرد آن گرد پای
 دل از مهرش باید آراستن
 چو یاری دهد اختر شایمان
 ببايست کوشید ز انسان بی شای
 که اول بهر شه آمد گروه
 بگفتند و بهر کس بستند زن
 سوی کوه پاوار و گیر آمدند
 بر افروخت چون تفتن جنگشان
 چو آن سیل شد برقرار از شیب
 بسالار و او آگهی دیده بان
 بکینه که نسبت از آن که دلیر
 گران سنگها کرد از آن که با
 و لیکن به نیروی بخت بلند
 به ترکان چنین گفت سالارشان
 که این سنگها کاید از کوه سر
 گلوله بر ایشان نیار و گذار
 چنین مانبر و یک ایشان بود

بشه باز کوزه نمود آنچه هست
 دل خسرو آینه هست یک
 ز صد گفته باشد یکی را اثر
 با نینه شاه بنشسته گرد
 و گرفت بایستمان در بلا
 پس آنگه ز به خواه کین جوشن
 کند چهره بر خصم بد خواهان
 نو کوی ستاده است در زرنگاه
 چاره بود خسرو شمشیر و
 چو در پای بخشش در آمد زمین
 چو کوه آمد از اسب زیر آمدند
 چو پیش بالا شد آهنگشان
 شود بر بلر ز سپهر از نسیب
 که آهنگ که کرد میلی گران
 چنان کاخر شوم ازین چرخ میر
 نو گفتی که بار و ز گردون بلا
 بیگ تن ز ترکان نیامه گویند
 چو انداز و بگرفت از کارشان
 دلیران ما هست بهم خطره
 با سنگشان آمد از کوه ساه
 یا با همه سستی آرند ز دور

در کوه پاوار و گیر آمدند

ز کوششش بنیاست از پاشش
 در این بود که گوه سرشید
 شبان شد بسالاران گرفت
 میل نامور لشکر آرای گرد
 که ز این نام بهتر بود تنگ ما
 بهنگام سختی چو یغما کنند
 چو با ما چنین باشد اینکشان
 چو باشیم زین سان دشمن بون
 سن اکنون یکی ترک تا ز آورم
 بگفت این از جابر گفت سپ
 ز گردان بهراه اوده سوار
 رسید و همه برده واپس گرفت
 درختان انبوشش از پیش بود
 همی تاخت چون شیر سوی رس
 برون تاخت خصم از کین کاخک
 عنان و او پهلوی امان کوه
 کله نشاندند همچون تگرگ
 تبه گشت از و چار سپ و دود
 بدل گفت اگر روی واپس کنیم
 میان درختان شود کار سخت
 که دشمن نهانست ما آشکار

مگر چار و روز و از و افتد بست
 گروهی بیغمای گا و و گل
 از یغمای دشمن سخن باز گفت
 شنید و بدندان سر انگشت
 که دشمن بر یغما از خنک ما
 در آسودگی تا چه غوغا کنند
 کی این دشمن برون آید از خنکشان
 از و قلعه او ستایم چون
 فزون ز آنچه برود باز آورم
 خروشان و جوشان چو آتش
 بر فتنه شایسته کار زار
 روان بدانندش از و در سنگت
 که آسجا کمین بدانندش بود
 پس پشت ماند آن درختان همه
 شد آتش فشان از و دمای لغنگ
 همانجا نماندند دشمن گروه
 بلا از پس پشت و از پیش کمر
 ز مردمی ولی روی واپس نکرد
 تن خویش در کام کرس کنیم
 که بار و کله چو برگ از درخت
 خواهد شد از مایلی رستگار

در یغما بر دشمن از جنگ

دلی که شمشیر خنک آوردیم
 ز جنگِ تنگ است ما را زین
 عنانِ داو بر باروتی ز گام
 بسی کرد از انبوه دشمن تباه
 ز بر تاسی که ز مغز نیاف
 چنین تا بر پیش عدو داد پشت
 ز انبوه دشمن بهامون فست
 عنان را به پیچید و باز ایستاد
 سپاه شکسته به پست باز
 که لشکرافت در یاد آمد بهم
 دو نیمه شد و باز با هم فستاد
 به پیش سپه راند پشت سپاه
 بکش برد آن کرد لشکر دشمن
 همی نخت باد خزان خشک بر
 پر اندیشه دل گشت آسیده
 سپه داخت کاپد بهره سپاه
 بر آمد بزین تیغ کین میان
 هم او نام شان بود و هم گام
 همی تاخت و آمد پشت بر د
 همه آتش افشان بر گ سهار
 نزد بر سپه خویش ابد رنگ

همان به که از پیش جنگ آوردیم
 چو خصم از پیش و پیش ما در میان
 بگفت و بر آورد تیغ از نیام
 همی راند تا در میان سپاه
 گذر داد آن تیغ خار اشکان
 همی تیغ راند و همی مرگشت
 تیغ از پیش پیش لشکر شکست
 همی تاخت که خصم یکسو فباو
 چو حبت از میان بهلوز زم سا
 ننگی گذر کرد گفستی به هم
 چو میز انگشت مره اشکافت
 چو امین شد از پشت لشکر ناه
 ننگی که خواند پیش لشکر شکن
 بر ایشان بهارید همچون نگرگ
 سپه شد از لشکر آرا خبر
 بشیر ننگ فست و آمد براه
 چنین چون خبر و از گشت ایلی
 که بی او بند و دل آرام شان
 سپه میان یلی حبت کرد
 شاده یکی دید و کردش هزار
 بچنگ اندر آورد و بران بنگ

بر ایشان شده دشمنانش خاک
 چو خود را بر لشکر آرا بساند
 رسید از پس پشت شان ای جان
 چو فرخ بر او برید انگونه دید
 دور خسار او را بوسید و گفت
 سه پهلو که پهلو بر اختر زوند
 بسی زرم کردند و خون بخشیدند
 که آن که ترسین کرد لشکر نپاه
 بیک حمله شان دشمنان بدستوه
 بیک موج کان ز روف دریا کنند
 چو لشکر شکست ای همان گفت باز
 مباد او چو بالا روند این گروه
 گفت این و بر شد بکوه بلند
 سپید از با لشکر آرا پیش
 همان که ترسین کرد و بهتر نشاد
 سپاه از پس پشت و از پیش رو
 ویران و زرم گشته زان راه
 دو کام ارشدندی بیکال و پای
 چو بوجی که بر که زور یا شود
 ز بالا بر سنگ غلطان بر
 نگر وی کس از کوه آهنگشت

وی از تیغ بر آبش نشان
 ز زنگس بکبرگ جوی براند
 چنده نوندش در زیران
 پیاده شد و در برش کشید
 که بی تو بنیاد بیند و خفت
 بیکه بدریای لشکر زوند
 بسی خاک بانون بر بخشیدند
 بهمه لشکر بیامد ز راه
 بیالاشد آن سیل کاندز کوه
 خس و خاک کیسه بیالافکند
 بیاید هم اکنون شدن زرم ساز
 با سخت کرد و گذشتن بکوه
 چو جزا حایل بگردن فکند
 که گیرندش آسب بر جان پیشتر
 که گردون مدار چنان کرد
 همه زرم سازان بر خاشخ
 در امید و بیم از بل نیک نخت
 ز لغزش فرو و آمدندی بجا
 زند لطمه باز بر جاشو و
 پس پشت گزیریل نامور
 که بدر فتن آسانتر از بارشت

با سون ارسج بودی و رنگ
 بشد ابری از گوه بن تا کمر
 بنجاک ابر باران ز گردون بود
 همه سیل از گبه بهامون رسیده
 چو سیل بیلا دمان باشکوه
 از ایشان همه در پر آوازه شد
 چو دروازه بیرون شد و جنگشان
 شد این چار آزاده از چارسو
 نشستند هر یک بدروازه
 سپید سوی گلستان بیرون
 شتر خواب را لشکر آراشت
 سینه شیر گرفت شیر سفید
 بزین کمر ماند زین کلاه
 همراه هر یک ز ترکان هزار
 چو آسوده شد لختی از دار کمر
 شبی خوشن با سودگی رویدند
 بر ایشان شد سه روشن بون
 سپید بگفتا و در فوره و رنگ
 دوروزی که آسوده با سپاه
 که اینجا فراتر شدن راه نیست
 نه مرد اندر آن پامی توان بخواد

همان بد که آماده کرد و رنگ
 همه بر نقش از زیر و باران بر
 شکفت است چون کار و آون بود
 بکه رفته سیلی ز پامون که دید
 ز خوشیشان روان گشته سیلی کوه
 ز دشمن تپی چار و دروازه شد
 بر آنکوه سر گشت آهنگشان
 و ز ایشان همه در پر از گنگو
 که گیرند از دشمن آوازه
 که گل بود و آراشیل گلستان
 که ششتر بود صید شیران
 که با شیر خورشید کس نارید
 که هست آن کمر و خور این کلاه
 همه از موده بکوه و شکار
 سپاه از دور رویه ز بالا و زیر
 سر که چو خورشیدی افرویدند
 بدان تا چه رامی آورد و بدو
 به است از منین خسته رفتن بگنگ
 بیلا با سان توان جست راه
 بیاید فروخت تا چاره هست
 نه بران عقاب نه گردنده بکوه

اگر بود مان تا کنون بیم سنگ
 چو مرور زنده کند پاس خوایش
 گراز خویش بگشت فزه پستان
 نه بیمم درین کار رای درست
 پذیرفت از آن نامور اینچنان
 سخن بهره گفتی همه مغرور گشت
 درین کوه اگر پسته بودی
 بدشمن مگر کار تنگ آمدی
 ولیکن با کار دشوار گشت
 بشد اشک آرا به پیش گروه
 اگر وز من باند نشویش نیست
 بگو شوم که این دزد آرم چنگ
 بهمی گفت وزد بر کرد منش
 بی شیر گیر ایستاده دلیر
 گرفتش بکش مرد روشن نهاد
 بگسار رو کرد خندان خوش
 بشد فرخ اسپهبد از جای خوشتر
 بگفت ای عدوی تن جان جود
 گرفتیم دلیری در او خستن
 نه این لوه زرم دلیران بود
 که آسان در آئی و آسان بود

کنون بیم سنگستان با فنگ
 تیار ویکی کام نبیاد پیش
 که ماند بجاتا رود بر سوار
 درستی همه رای و فرمان گشت
 بدو گفت کای را و روزن آن
 که این که گشتن کمی لغز گشت
 که چند می در آن لشکر اسود
 بزرگتر از اسب چنگ آمدی
 که جاسی اندک مر بسیار گشت
 که من خود به تنهار و دم تلکوه
 و گرنه کرامت و شش نیست
 که بیم سنگ بار و بسرا فنگ
 دلیران تنی چند پیر منش
 سپهبد بار و گفت کاین را بگیر
 جوان همچنان رو ببالا نهاد
 همان کشش بکش برده او را بشتر
 گرفتش مگر بنده و بنشاید پیش
 چه خواهی بجان من جان خود
 چه بکشاید از خون خود رختن
 نه کام نهنگان و شیران بود
 همی خون بریزی خوش لغز

نه مردیست پیوده جانباختن
 تو نماز بوده مکن هیچ کار
 نخست آزمون کن بدایش را
 در اول بچراه کردن سپهر
 چو باقی بخود پامی گردون خرام
 بسا در کمان تو ناید درست
 فریب زانده منجز زینهار
 نه گیرد زمانه ز تو انتقام
 دوستش شده بود هر یک تنو
 با همی که بگفتن بران نگرود
 این آسمانی طلسم است این
 بر اهی که اندیشه خیره بسا
 بر ایشان باین کوشش نیست
 کنون چار ماه است تا خود سپاه
 شدن با چنان نختی از دست زرم
 کنون زرم پیش است مشیاشو
 نه بست است کوه است و کوهی شگرف
 این بمانی آن را چو بارنده تیغ
 باند ز رحمت جو ان داد کوشش
 گرفته آن کوه را در میان
 بگرگ گلوله بران کوه سار

مجال است بر آسمان تا سخن
 خرد را بکار و در پیش دار
 بنا از موده مزن خویش را
 در آن بدن بچو کینه ما و مهر
 ز سخن سرانده ایشت با
 بزیر رفتی از با مزان راستی
 که بر تو دکل نش است وفا
 بنیدیش در زیر دانه زو ام
 نه من بست بود و بچیدین کرد
 خرد مند مردم کی آن ره رود
 کشادش تب بدیر باید ز کین
 به نیردی تن چون توان بران
 نشد بارمان حشر و لغز
 از ایمان در این دژ بود کینه خوار
 برین کوه سر سوز را بود و بزم
 ز خواب جوانی تو بیدار شو
 نه در یامی نش نه سحر امی برن
 گدازی ماین را بمانده تیغ
 گرت مته می باید اند ز زلوش
 بکش هر یکی از دمانی دمان
 فزون نخت از بران در بهار

چو خنده تند رخ و شان لنگ
 ازین یک هوا پر ز تیر شهاب
 ز سرب تنگ و ز میان تیر
 سپید ز تو گفتمی بچوشتن شد
 بناگاه فوجی ز ترکان کرده
 یکی راه دیدند باریک و تنگ
 بزیر اندر آتش خوری شرف داشت
 که چون آب کم گشتی از کوه سر
 کله نیز کردند می از که یک
 بیامد در آن بامداد بگاه
 کین کرده ترکان برون چینه
 شبانان بگشتند یکسر همه
 بسالای ترکان خبر شد که آب
 باین آنجورشان نیاز اوقتا
 بفرمودشان بستن آن راه را
 چو دشمن چنان دید آمد ستوده
 که تا بتدبیر و افسون جنگ
 تهنی شد ز دشمن چو این سوئی
 ز سوی دگر بشکر آرامی گرد
 رفتی که دشمن خبردار شد
 ز بیسی آهن شعله بالا رسید

چو پرده شاهین شتابان خنگ
 وز آن چرخ پنهان بچرخ
 که بارید برومی ز بالا و زیر
 یکی معدن سرب آهن شد است
 که بستندی از هر طرف ره بگو
 در آن سخت کوه از میان سنگ
 کز آنکوه سر سایه از برف داشت
 بیالا بپرندی از آب خور
 در آن آنجور آب خوروی کل
 یکی کله با آن شبانان براه
 بپرند و گشتند و انداختند
 بپرند از جنگ ایشان
 در آن کوه گشتند بسنگیاب
 که ایشان ز باختر بکار اوقتا
 چنان چون ره چاره بدخواه
 سحر راند یکسر بدانسوی کوه
 همان آنجورشان در ابد جنگ
 سپید روان گشت خود با کرد
 بر رفت و بهره نمی چند برد
 که شیر و منده بکسار شد
 بی بر کشتن عدس و کسار

<p> که شد وودانش پرخ کبود همان راند دست قضا بر سرم هم قطعه با چرخ انباز بود ستاره بناید هم این شست زمینی قضا از آسمانی برتر ولی بود بالا ترا دست بزهار پاس روان دشتن بروی نسی کرده ام از موی ولی گاه مهر آینه است شان یکی را بگردن سیکه را بمن بچشم از عنوان و بجز شنبلید چه بیداد کرد در بر و ادو کر همت دست کین همت دست مهر نه بنیم نرایی بجز سوختن خریدم ز تو را می کین کشتی مرا نم که ز نهار خواه آدم هم ای بر بکام بنگار بسیار که باشاه و دوران چه کردم پیش و گزینش دم شمساری کشد بدین بسکنه خرد سالان من کن با من آنرا که بینی ز خویش </p>	<p> بگفت آب تدیرم اکنون چه سود نمی آید از هفت خوان باورم همی چشم چون اخترم باز بود ولیکن باین دشمن هر دست همه ز آسمان می نمودم خدز نیارست گردون مراد دست کنون بایدم هم جان دشتن من این چار از اوه را نا کنون دل از سنگ هنگام کینه است نشان همی گفت و از است تیغ کفن بشد تا بسالار ترکان رسید پر از رم و پریش افکنده سر بگفت امی بر نیرو چه گردان سپهر ازین ناسپاسی کین توختن ز من بار باد تیغ سر کشتی کنون نیز اگر پر گناه آدم گرم برده خواهی بر شمسار که من دانم و کردار است خویش گرم شاه بسیند خواری کشت به خشمی بر جان نالان من کرم چون آغاز من پیش </p>
--	---

سپهبد در پیشند آمد پیشم
 بر خواه با ایلیان گفت راز
 نویدی سوی شه فرستاد گفت
 هم از خواستش ایلیان گفت باز
 با شش خدمت کند آرزو
 شنید این سخن شاه گیتی نباد
 بگفتا برو ایلیان را بگو
 بگو پیش شه مرد خسر و پرست
 بدست تو و او مکتاد و گوگرد

فرودخت از دیدگان آب گرم
 سرفراز از زود در پذیرفت باز
 فرستاده آمد بگفت آنچه رفت
 که دارد و بد با رخسار و نیاز
 که شه بگنشن را بچشد بدو
 به بخشود بر مرد ز نهار خواه
 که ز این پیشتر هر چه خواهی بگو
 از نهال این رتبه اش بزرگ
 نه بند خویش و یکپیر و بده

در بیان فیروزی لشکر عدو کن و عذر خواهی دشمن
 و مدح شاه ذوالکینین ازین نظم بریم عشرت مهیا کردن

چه چندین در نامرادی ز نیم
 نشینم شاد و گساریم جام
 سز زلف گسائی بدست آوریم
 بارام دل با دلارام خویش
 نشاید سپردن بغم خویش را
 تو در جام بکن می لعل رنگ
 یکی آنجن و دارم از عیش و نوش
 ز نیردی اقبال و نایب دخت
 شه داد که حکم فرمای فارس
 خدیوی که دست سخا پرورش

بیایا و می هم بشاد می ز نیم
 در آیم سیمب عشرت بدلم
 پنجهای باقی شکست آوریم
 تقسیم نقل و می جام خویش
 بشادی سپردن بد اندیش را
 مسود از نخواهد بگو جام سنگ
 اگر بر کار و نیوشنده کوش
 وز انصاف دارای و هم تخت
 بدست مبدل کشور آرای فارس
 سحابست برزخ کشورش

شاه با لشکر

تاریخ شاهنشاهی

پیری که مهر و همش ای است
 چنان قدر و آن خسری در جهان
 سوختن دوستش بر در است
 یکی خواست کافر نهد سر نهاد
 کسی کشش کند خدمت از راست
 اگر مور باشد سلیمان شود
 چنان که طمان آن خداوند تخت
 بصدق و صفاتش بخند
 سرش را با وج شماره رساند
 بنغمی کشیم من این راز را
 چنان بد که آن سر و ز نامور
 بجز اهل فرنگ و پیشش نبود
 هر خدمتی نامزد سانش
 همه کشور از وی بر آوازه شد
 بکاری که تدبیر در کار داشت
 بجائی که حاجت نیروش بود
 یکی چون بدریای لشکر زند
 یکی چون بگردون کین آورد
 همیشه خوش این عقل نیرو بهم
 چو شاهش چنان مصلحت کشید
 یکی مده که زینست سانش بود
 که در خدمتش بود

پیاس مانده ز لای اوخت
 نذاروز کار آگهان کس ز نشان
 ولی هر کی از ره دیگر است
 یکی سر نهاد و آنکه افسر نهاد
 گراید با فرونی از کاستی
 و گره مهر ز نشان شود
 گراید زی آن خداوند تخت
 بجز ایزد از کس نه اندیشه کرد
 مراد را با مادی خویش خواند
 بطاق فلک جسم او از را
 سرفراز بخرد پیر بر پیر
 بر دوش در آفرینش نبود
 پیر مانگی پایه افراتش
 ز کار کشور پر اندازد شد
 خود از فضل نیردان خج و بار داشت
 و فرخ بر آورد و بازویش بود
 بدریا تو گوئی که همه صرزند
 بی خورش تا پشت زمین آورد
 که ز با بود دست بازو هم
 هلاکتش با مادی خویش بود
 زین راوه بدلیک چنان جان

یکی ز نازنین وخت آزاده بخت
 ز چهر آفتابی جهان تاب بود
 بیالاجوسر و می سرفراز بود
 ندیدش مگر در نقاب آفتاب
 دو کیسوش و ام ره مهر و ماه
 بقدر طوبی آن ماه حور اشک
 و فاپرور و هموشش و لغزب
 بفرموده شهر یار سترگ
 روان گشت کابین جانش جهان
 در آن پس چنان گفت فرمان شاه
 یکی جشن برپای کرد ایخان
 چراغان چنانگشت گیتی فروز
 تو گفتی قنادیل کا ندر ^{چشم} هست
 و یا مجلس از لاله های بلور
 شاعلی زرده شعله بر آسمان
 شعبه ز بس کرد هرگون سنگفت
 همه چرخ گفتی گرفته شهاب
 زخم پاره کان نستر ن بار شد
 شده تو پ ز زبور آتش نشان
 کلخ و شبستان میدان کوی
 و دل با تک بزر و بچرخ برین

که بدار آن خسروانی خست
 بلعل اندرون ^{منه طره کبھی} و خوشایند
 مگر سرور ایسوه از ناز بود
 و گردیدی از شرمستی نقاب
 دو پادام ^{ایستاد چشم} او بی سیاسی ساه
 شبستان شاه از رخس چون
 بهشتی بقدر ایخان نصیب
 به بستند عقدش بسالار ترک
 که این یک و ده و آن یکا و شای
 که خورشید آید سوی همراه
 که رفت از زمین طغه بر آسمان
 که کس باز شناخت شبان روز
 بهر یک ستاره سپهری جد است
 بود لاله زاری بد امان طوره
 فلک را خم خوشه و کله نشان
 فلک است غیرت بزدان گرفت
 شده و شمن دیو دل آن کباب
 خم آسمان نستر ن زار شد
 زرده شعله در خرمن آسمان
 ز شاد می آن مرد در های بوی
 که گر جشن خواهی همین بر زمین

یکی آمد زین سوی کاخ شاه
 دو فرخ بر او رش چون شیر ز
 هم از کتیری و هم از پانس عهد
 چو دیدند دیگر بزرگان چنین
 چنین تا با یوان رسیدند باز
 رسید ایخان و گرفتش ز عهد
 سوی منزل مشتری یافت مهر
 جهان با همان کینه از سر نهاد
 یکی سالها منزل ماه جست
 با لاین رنجور سے ابد طیب
 فسرد تنی را بن جان رسید
 چو این دولت آمد بکاشانه اثر
 در گنجهای درم باز کرد
 یکی پهن خوان گرم گسترد
 ز سایش و بره آنقدر گشته شد
 نرس استخوان ریخت بالایی هم
 سلیمان که هستی زیزو آن
 بگستردی از پهن خوانی چنین
 مگر نیم نزهت سرای بهشت
 بهر صفت مرد همان در او
 هر آنکو در آن جشن خدمت نمود

ببروند و در عهد کردند ماه
 نچ دست گذاری بسته مگر
 بشاد می برتسند و ز پر عهد
 برتسند و ز پر عهد گزین
 همه ره بساط و همه رو نیاز
 بد انسان که از موم کینه شد
 باز اوگان هر بان شد سپهر
 بجز خصمی آیین دیگر نهاد
 سوی آفتاب فلک راحت
 به بنگاه مهوری آمد طیب
 بکام خضر آب حیوان رسید
 چراغ فلک یافت بزخانه اش
 بشکرانه بخشیدن آغاز کرد
 که تا مرغ طوبی از وادایه چید
 که تا اوج جدی و حمل شته شد
 هماد هوا پر نمودی شکم
 که روزی و بد روزی عالمی
 بکما به شان طعم و ادوی یقین
 بدل از روی بهمان بهشت
 همی یافت چیزی که کرد آرزو
 در عهد داد و نسرعت خدمت نمود

و در عهد داد و نسرعت خدمت نمود

فلک دیدم و دیده زرنگار
 بگفت از چه ناو زورم و ریوم
 بدو گفتم ای خست تا دیرگاه
 پس تو نشان چشم روشن ترا
 جهان را سراپایم کردیده
 بگفت آنچه گفتی فزون دیده ام
 بگستی نه شایم چنین دیده ام
 مرا تا که نیروان بگردش بخواست
 بر این شاه با و آفرین خدای
 چگونه چه در کرده با دشاست
 همه پارس را بنده خویش کرد
 جهان را ز خود کرد و بیدوار
 جهان را پر از بیم امید کرد
 همه خسر و یار این شاه باد
 همین پاک پیوند بر ایمنان
 چه برسی ز تا بخش ای رازجوی
 نکوفی که این داده دوست
 به نیروان کند بند خد شگری
 بخدمت فزای و بخدمت گرامی
 چه از پاک نیروان چه سلطان را
 بگاه و به بیکه پرستندگی

جهان را ز دست گران

بگفتم تو را تا چه افتاده کار
 دو بزی درین عیش و خنج بودم
 بسیر و سفر بوده سال و ماه
 تو و ای جهان طفل دامن تورا
 بگو تا که عیشی چنین دیدم
 جهان را همه در نور دیده ام
 نه مهری نه مای چنین دیده ام
 ندیدم چنین عیش نیروان گواست
 که فرسنگ و تختش بود در سما
 تبد به خسر و ستاره گوشت
 یکی ملک بیگانه را خویش کرد
 ز بهی قدر روان خسر و حق گزار
 بنجد و ملکت خویش جاوید کرد
 دلش خرم و جاننش آگاه باد
 مبارک ز فرخندای جهان
 رواز ایمنان سرفرازجوی
 که اینها همه را و خدمت است
 و پدرم در آب مغیب سری
 که خدمت بدولت بود در نهامی
 بخدمت توان کردن از خویش شام
 و پدرم در افر فرس خندگی

<p>چو نبود ملک قدر فدمت شناس زبان نیست کز بند جان پخت بر این حرف گشت نهاد کس جهان بر درش جانفشان کند چو نهایت راه بی راه مرو</p>	<p>ملی نهدگان زاکندنا ساس ملی چون ملک قدره مرتبه تخت و فزاید از قدر دانی بس اگر خسروی قدر دانی کند بر این ماجرا داستانی شنو خطاب مصنف با قلم مشکین شیم و بیان ایشان مکنون بضرب امثل حکایت مذکوره خوشی تو اقم</p>
--	--

<p>که داری زبان خامشی بچیند سخن کوی کز دل زدانی نمی ولی جامی گفتن خوشی بدست مکوناید از سر بریده سخن که از لغز گفتار جان پرور که شمعی در این شمع کیر فروم تورا بر سر دست پرورده ام سخن کوی و از من سخن برید نبه سرکشی کار دارم تورا تورا ایندی خامه این بر تو که در نیمه قدرت اوست کار چه سازد قلم در کف دادگر ولی بیگنا هم من ایندی گو است نه کافر و لم حق شناس تو اقم</p>	<p>بی خامه گفتار را در پسند چنین چند خامش نشینی همی خوشی اگر چه ره بخودت بریده سر می را بهمانه مکن توان سر بریده زمان آوری نه سر نیز نندت ز لاف و دروغ چو از کودکی با تو خو کرده ام کنون خوی خردی ز من بگیر بگفت بهر یکبار دارم تورا گرامی خامه حل گیری از سر تو تیزه مکن با خداوند کار تو نتوانی از رای من تافت گرازم شکایت کنی حق تورا من اسی خامه اندر سپاس تو اقم</p>
--	---

که پوسته سر بر خلم داشتی
 کز ت سرب بریدم ز بانم شدی
 ولیکن منت از عهدی دهم
 بکنجینه خویش را هست دهم
 در از دولت اگر زری شرد
 چو قدر ترا باز نشناختند
 من اینها تو را بر سر آورده ام
 بدین داوری با تو استاده ام
 یک اشپ کرم سازگاری کنی
 یکی نغز بنگامه بسدایت
 بکارم روایات بو شهر را
 بهند آن سفر جستن خویش را
 باندر زوانا نه پر دستن
 بشش پایه بودن به بندر آید
 نه روانه و ن بهر شناس
 که عرضه کردن بان مشتری
 چو نشا ختن از زکالای خویش
 و گویونه رانی بسیار استن
 بکستی بانم یکه یادگار
 کرامی خامه این پامیر دمی کنی
 ازین پس ترا قدر خواهم شناختن

مرا یکن زمان باز نکند استی
 باب بقا ز بنمایم شدی
 سرت برم و سربندی دهم
 فرون از فلک دستگامت دهم
 بمن زار و لاغر بدل درود
 نه بر پایه ات دستگه ساختند
 که بهیوده افسوس شان جورده ام
 به کفیری داری آماده ام
 میان راه بندی و یاری کنی
 ز دل رنگ اندوه پرودایت
 شمارم ره کینه و مهر را
 نخستین شمار کم و بیش را
 ز دشمن همی دوست نشا ختن
 در آن شور و غوغا در آن آری
 در آن ناشناسان ندیدن شناس
 کز انگشت شناخت انگشته می
 ز دل پاک شستن بنمایم خویش
 بگوهر فرودن ز زر کاستن
 گز او هر کسی باز گیر و شمار
 بهر ایم ره نور دمی کنی
 کزت خوار کردم بخوایم نواختن

دلایا وری کن بدین خامه را
 و فاختاوی از هند کم راز گویی
 ازین شکر پاری نوش کن
 گزارنده راز گردان سپهر
 که چون شکر هجرت هزار و دیو است
 مرزای تان شده از دوشان
 ازیر که از آنکریزان بسی
 همه موبد وزیرک و پوشیار
 نهر و نهر مندر پرور همه
 مرالود پیوسته اندر نظر
 و دیگر گزاینان نهر سردی
 مع الفصه بسپرد و چشم شتاب
 همی من شتابان و همراخت
 چه بندری کی باغ آر استه
 زهر شهر چند ان که کالادی
 زهند و روم و چین و هند
 ولی جامی تسبیح شان از فروش
 بزکش که دریا خداوند بود
 روان از دل دوست آن باد
 اگر چه بودش ز خواهنده
 برآور شک بر دند از مهر کرده

بسیار از این است

مگر کوهر آگین کنی نامه را
 ز بوشهر و منگامه شن با زکوی
 شکر پاری هندی و اموس کن
 چنین گوید از گردش ماه مهر
 بر او بر فرزوده چهار و دیو است
 بیرم کنم رو به هند و ستان
 بایران زمین دیدم از بهری
 نهر مند و انا و آموزگار
 به نیروی دانش بناور همه
 که چند می بانیان برارم هر
 متاع مرگشته بیشتر می
 از ایران ویران بند خراب
 چنین تابه بندر گشدم رخت
 در و یافته آنچه دل خواسته
 فرام در او بهر سوداگری
 بر هر وز کالاشده راتنگ
 بگوش ملائک رسیدی خروش
 دیدار من جاش خرسند بود
 دو دریای جوشان بریا کتا
 هم از روی خواهند شرب بود
 چه انراب داشت چه الوار که

بسیار از این است

پانچ او فرود می بہر و وفا
 بنزدیک آنر شہزادہ
 کجا نام شہزادہ تیمور بود
 بشیخش بر آشفقہ کردند رای
 گریبان بکین از روی ہر شہ
 زہر شو بیامد بہ شیخ آگہی
 کہ از خدمت شہ گزیرش نبود
 ہشی بود بستہ بزخوان خویش
 ز چشم بد اختران بے خبر
 کہ از بارہ غوغا بر آمد بلند
 بنا گاہ پیکلی در آمد ز راه
 سپاہی بکین بردہ را ختر گرو
 چہ فرمائی آتش تبوب آگینم
 ازین کار سالارشان بازداشت
 ہی گفت کاین رای نبود در
 سیاہا کز این کار نادل پسند
 اگر چہ ملک زاوہ طفل مستحق
 چنانا کز این شہ را آگہی است
 بداندیش ما نابشہ برودہ راہ
 مراد ز چشم شہ تاب نیست
 بدریاشوم کار تا چون شود

نیز فرودشان جز بچو و جفا
 بباغ شہی سرو ازادہ
 کہ از دور بینی و شش و ر بود
 بہ نیرنگ ایشان بر آمد ز جای
 در اندیشہ کار بو شہ شد
 نپنداشت جز تسخیر و اہلی
 بشہزادہ رای تیرش نبود
 منش باتنی چند همان پیش
 وز اندیشہ دشمن خیرہ سر
 کہ دشمن بیکبارہ غارت فکند
 کہ اینک رسیدند شاہ و سپاہ
 ملک زاوہ تیمور نشان سپرد
 برایشان چو اسیرین کش زیم
 چنانا ولی آگہ از راز داشت
 کز ایران کسی کین شایان غبت
 بجان ملک زاوہ آید گزند
 بملک بد چون زند دست
 ستیزہ بشایان خود از اہلی است
 مرا زشت کردت در چشم شہ
 ازین چشم چارہ جز تاب نیست
 مگر دور اختر و گرگون شود

ہذا مراد از چشم شہ تاب نیست
 ہذا مراد از چشم شہ تاب نیست

چنین دست پور مهر و رست
 نور آفتاب شهر اندرون لشکری
 شبی بود آستین سست
 شب چارده بود و تابنده
 فلک چون چراغ ره زرد و خست
 ز شهری که کم از جهانی نبود
 ز هر سز زمین بود کالای او
 چه نایه ز کالای بازار کان
 کسی را که هیچ از خوشی کم نبود
 ز صد تن کبی را که بد یک حسیه
 در آن مزر سالار شه پور شاه
 وزیرین سو شاه آمد این آگهی
 امیری کزین کرد فرزانه
 که کار آگه در او و سنجیده بود
 مگر تا براه آورد پور شاه
 شد آن نامور تا به بند رسید
 گروهی غسل دید با پور شاه
 بران راهی کاغذ و بخورد زدی
 نشد چاره از گفته رهنمون
 چو خسته یافت آگاهی از کار پور
 برش آمد و در رکابش جوان

ز ایوان درآمد بد ریاست
 کشوده همه دست غارت گری
 وز او اهر من بسته راه گریز
 چراغ ره زرد تا صبح که
 ز روز و گهر و امنی فرود است
 شبی چون سحر شد نشانی نبود
 بهر سز زمین رفت بغامی او
 که بروند بهایکان رایگان
 نیازش نبانی شد آن هم نبود
 بروی گران بود صاحب سر
 بدستور خودنی بدستور شاه
 که چون سر کشی کرد سر و سهی
 بشیوار مردی و مردانه
 بدو نیک گیتی بسے دیده بود
 به بند و در ناله داد خواه
 همه کار بارادگر گونه دید
 به نیزنگ در خاطرش بسته راه
 ز نیزنگ ایشان دگرگون شد
 که نهان بر او دیو خواندی
 پراندیشه دل شد ز بیمار پور
 گر نایه دستور بلایان

بزم وصال

وگر لشکر آراسه پهلو شکار
 همی رفت و فیر و زیش همون
 ملک زاوه را آنگهی شد ز شاه
 همی گفت این کار ناول پسند
 یکی چاره باید سکایسد باز
 بسی بر یکی گفت پاسخ شفقت
 که این شهر باید بکهنسار و دست
 تو پورشی بر تو نارد و گزند
 ولیکن با بزریان آورد
 تو زاید بر و تا بدر بار شاه
 نه نهد و برویت در مهر را
 هر پنج از تو خواهد پدر و پدیر
 ازین گفته آزادی خویش است
 ز چنگش بمنجوست بیرون جبهه
 بسی خواندند دیو آدم و پری
 پیر ننگ بیرون شدندش چنگ
 بشد پورشه تا بر شهر یار
 ولی گفت از ایدر بشیر از رو
 خود آمد همی تا بدر یا کنسار
 ز دیوان سلیمان نشان باز
 بشه گفت دستور صفت نهاد

بهره تنه چند مردان کار
 سه روزه ز شیر از ما کارزون
 یکی را می زد با سران سپاه
 بشورید بر ما سپهر بلند
 که بر ما شد آن کار کوتاه و راز
 با خبر یکی ز انبیا ن باز گفت
 برون رفت و هر کسین آنگه
 که از انگشت خود چشم خود کس کنند
 اگر دست یابد ز ما نگذرد
 نیاز آرد و ما را از و باز خواه
 سپارد بدست تو بو شهر را
 جوانی دو چندان ز ما باز گیر
 نبودش بکیش از درون تیر است
 مبادا که در جنگ شامش در بد
 ازین دمده بردش از اول شکست
 نکرود تا بنکه خود در رنگ
 شه از مهر و او ش بخان ز نهیا
 مبادا شومی خشم ما را کرد
 بدل جوانی مردم آن دیار
 نهانی ز هر کس همی ساز است
 که نشان بدام تو آرم خوبا

از همانا که ایران زمین

<p>بدل خستگان بر سرم مهر شد بوشهر شد شاه با فرو جاہ بر بنه تن و خوار و در مانده و بد فراموش شان کرد گین سپهر که چون شد بستی درون با دین نه آب و نه نان و نه خست و نه گشت بسی شست گشتی ولی در سفر که دریا بزورق چسان جا گرفت بیاسود خوش در پلاس حصیر همی دشت در دل نیروان سپاس توئی راز دانه مار و مور چو او دود است با وی شوم زمانی و کرد رفت اثر و ها که با خود مرا باز نگذاشتی همه بر امید تو دل بسته ام کیم من کی نبینم بست تو بلائیل ز تو نوش جان من است نهانی بکوش می از راه پیش دل آسود بشین ز بیمار خویش و گر گونه را چون و گرگون کنم چه جانها که پوسته در کار است</p>	<p>جاندار باید بپوشه شد زمین بوسه داد و شد از پیش گردی زن و مرد خواهند و بر ایشان بخشود و افرو دهر زور با خداوند نشنوخن کرامی بر او رش و فرخ پس از آن روزش بود بیم خطر در آن زورق معجز از دور گفت تنی کان نیاسوی اندر حیر وز اینجا که بد مردیزوان شناس که ای بر فرد زنده ماه و نور اگر آب پیش آری از آتش کم در کف خصم کردی راه خوشم ز آنچه بر من روا داشتی کنون نیز اگر خوارا گزسته ام توانا تو و کار در دست تو پلاس اردوی پر نیان من است همی گفستی و گفست فرخ سروش که چون با من افکنده کار خویش بین چاره کار تو چون کنم ندانی چه دلهما به بیمار است</p>
---	--

یکی زبان وصال است که لبش ناز
 مخورم که کارش خدا ساخته است
 بلی ایزدی فسرده اینها کند
 دو هفته چنین بود دریا نورد
 بدریا همه کشتی خویش یافت
 بدل جوی او فرستاد شاه
 بزکشتی در آورد و بنواختش
 وزیران سوگرا نمایه دستور را
 همی گفت شتابان فرستند
 مگر در دل شه قراره بود
 شه این را بیرون ندادار نهاد
 تو کاری که این با خطا کرده
 هم آسان شود لیکن از شنیدی
 نهانی درانی بزنها رسن
 من این ملک خواهم خسر و گرفت
 گرامی پسر دارم اینجا یکی
 سپارم با و ملک او را بشو
 بستند عهد و بگردانچه گفت
 ولی گشته خویش را درود
 نپذیرفت از مردم گرفته روز
 که نشسته سخن با همه باز گفت

بدریا همه کشتی خویش یافت

در آسمان بر قضا بسته باز
 جهان بان بکار تو پرداخته است
 درسی را که خود بست خود و کند
 سوم هفته نیردانش در یاد کرد
 گرفت دو مان سوندر شتاب
 هم از تن لباس مهم از سر کلاه
 فرزون را آنچه بد پایگی ساختش
 بر دشمن آمد زبان بر کشاد
 که دستوری شاه رومی سنجی
 که در بیت کابین ردل شاه بود
 بر آنم که نخت این درت بر کشاد
 جز این نیست کورار با کرده
 باند زردانا بجان بگریوی
 ولیکن نهان داری از سخن
 نخواهم کند بر تو یک جو گرفت
 بدانش فرزون و بسال اندکی
 که با کس ندارم اول الا بتو
 کنون هم بدریا کند خورد و خفت
 که چه کند کوردین چه نه بود
 طلب کرد پس لشکری گفته بود
 و زان پس بیاران مساز گفت

بدریا همه کشتی خویش یافت

کز ایدر بیاید بوشهر شد
 باکر بهرست دور سپهر
 و گرفت بر کام ماور مجور
 و گره بوشهر فارت بریم
 شمار البشر آمدن نیست رای
 و گره دنیایم فرستم پیام
 بگفت و بشد پیش ستور شاه
 چو دستور آن ژرف لشکر بدید
 همه ره به چیدش اندر سخن
 بدو گفت باید مرا رفت پیش
 تو کیسه مباد که آبی به شهر
 فرستاده من بود کرفلان
 جز او هر که آید بر و بید رنگ
 بگفت و بیا در بشهر اندرون
 بدر با خداوند هم در نهفت
 بظاهر آشفقت در با خدا
 تو زاندم که دستور خسرو شدی
 کنون نیز چشم من ساختی
 من آیدر نمانم تو در کارش
 چرا بایدم با چنین حال هست
 بگفت و در آمد بدر پاشست

دل آگاه ازین کینه و کله شد
 و نور وزی رشادی فروزیم چه
 بیا سچکس بر نیاید بزور
 که نیامی نا دوره باز آوریم
 بمانید تا من خود آیم بجای
 که آخته به تیغ یا در نیام
 و مان لشکری کشن با او بر راه
 بدل کار گفتا بنوعا کشید
 بر او تازه میکرد عهد کهن
 بشاه آگهی داد از راز خویش
 جهانست و در و بی نوشتن زهر
 بدان کان رسیده و نیکو نشان
 چنان دان که تیر من آمد رنگ
 بشه گفت رازی و آمد برون
 یکی راز گفت ای همان هم نهفت
 که ای شاه را بر بدی همی
 همیشه بجان دشمن من بدی
 دل از مهر من باز پر دختی
 من خصم و با خصم من یار باش
 بدر پاشوم بای من بسته نیست
 جهانی بدندان گزان پشت و

درین آواز سخن می گوید

ز این پس با پیش تا خوش کند
 بنفرین جهانی زبان باز کرده
 در زبان شنید نمی گفت هیچ
 همی گفت اگر نیت و می کو برو
 بشا پیش کنون نذر خواه آورم
 نباشد بر مرد غمبه دل پسند
 بدشمن فرستاد که جای خیز
 بیایابی ز شته دستگاه
 شنید این سخن مرد برگشته تر
 چو آمد به نبد شته اندر قفا و
 زمانه سر اسر همه کیفر است
 چو هر چه آن کنی پشت آید همان
 بکار آنچه توان از در خوری
 سخن کوتاه آن دیو چون شنید
 بفرمان شه باز در باخده
 بشاه آگهی آید از شکرش
 بهسم بر شد و ایمان آنچه اند
 جبین سود بر خاک سالارینو
 من این زرم را خود به بندم کم
 بهمه برم شکر آراسی را
 بد ایشان کی ترک نماز آورم

همه آب دریا پرشش کند
 در دو گرم و لب پرز او از کرد
 تظفر خواهی از سرخ رو در هیچ
 من و مهر در با خداوند نو
 سرشش از بلندی باده آورم
 یکی خوش دل و عالمی و رو
 که در با خدا جست راه گیر
 در گونه نصب در گونه جاده
 روان گشت و از مرگ خود بجز
 بچاهی که خود کند با سر قفا و
 کس از کیفر کرده خود دست
 بد بسته بر خود بسیار زیان
 نه مختل نشانی خوشداری
 ابا و تن از دست تاران اند
 زور یاد بر بار شته جت جامی
 در آن در سر اندیشه افسر
 سخن باومی از کار او باز راند
 بکفت از بود برای گسبان
 بفرجه انداز سپرد وزگر
 سپرد از سر کشان علمی را
 بر شاه شان خسته باز آورم

بفر تو زین خنجر آنگون
 بنی رفت شاه و بشد نامدار
 سر لشکر آراسی در خواب بود
 بگفتا برآرد گراز خواب سر
 بفرمود بر رخس بقتل زین
 ز آوای اسپان و بانگ کون
 یلان و دید آماده کار زار
 بیار است پیکر بسامان جنگ
 بیا مدینه نو سپید رسید
 چه گفت زینگونه رنجور تن
 کس امی پلین گریه مرده نوبت
 من امروز جای تو جنگ آورم
 زمین بوسه زد و لشکر آراسی کرد
 من اینجا وزین تو پشت رخس
 که من باشم و این تن نامور
 بدو ایلیان گفت لرزم برین
 زیست که آمد به پشت کزنک
 تو بر من ز چشمان من بهتری
 تنی که چه بجان نیاید است
 گرم خواهی از خویش خشنود کرد
 بسوگند گفتش بل شیر گیر

بدریا فرستم یکی سیل چون
 همه شب شد آماده کار زار
 گرامی تنش در تب و تاب بود
 کند بر شجه آن سپکر نامور
 نداد آنگهی جنگ جور ازین
 بر آمد ز خواب آن سر پهلوان
 بپرسید و شد آکه از کار زار
 روان شد پی ایلیان بیدنگ
 بر آشفست چون ایلیانش بدید
 بزم آمدی امی گو صفت سخن
 چنین روز روز نبرد نوبت
 جهان برداندش تنگ آورم
 که نام مرا تنگ باید بشم و
 خدا یا تو این جرم بر من بخش
 کند رو بهنگامه بر خط
 که لرزد و هنوز این تن نا زین
 کجا هست رنجور سامان جنگ
 کجا چشم که جان من بهتری
 مرا هست از جان شکیباز نوبت
 بسز نزل خورشتم باز کرد
 که از من نیاز من اندر پذیر

مکمل

مکمل

مکمل

مرا جان جز این می نیاید بکار
 بکین جوئی شیخ بهتر بود
 بدین گفته بسید ز سار او
 برتسند از نیم شب تا برود
 بسی ره سپردند کردنگشان
 چو شیرازی طعمه در جیب جویی
 چو لختی براندند ز آنسو سمنند
 چو دیدند خصم از لیس پشت بود
 چنان بد که آن لشکر بی شمار
 همه بر امید می که سالارشان
 سحر که بیغامی ایشان ز شهر
 به راه برده بسامان جنگ
 چو دیده که القوم شوریده نخت
 بجای غنیمت در آن سوزان
 هم آنان که رو کرده سوی بار
 سپید خیزد یک ایشان سید
 دست بر روی هر یک آتش نشان
 تو گفستی ز دریا و لاله زار جنگ
 گلوله نشان چون بهاران بگر
 سپید می خواست رفتن جنگ
 مرو گفت نارفته جانم ز تن

که سازم پراه بر او رشتار
 که مارا بجای بر او ر بود
 که بر من بستنی ره گفت کو
 سحر چون بر او فروخت گیتی فرو
 بختند ز انبوه دشمن نشان
 به نگاه ایشان نهادند روی
 ز لیس ناگهان گشت غوغا بلند
 در همای کم کرده درشت بود
 همه شب ستاده بیامی هم
 از ایشان سحر باز جوید نشان
 سوار و پیاده برفته و ویر
 همه خنجر و تیغ و توب و تفنگ
 سوی نیکه خود گشایند نخت
 غنیمت شمرده تن بی زبان
 بره بر نهد ایمن را و چا
 یکی باره از شربت پولاد دید
 پس پشت خود کرده بگردان
 بدون بسته کرده آهنگ جنگ
 و یاد خزان سلاح ریزنده بر
 بز و شکر آرا عنائش جنگ
 و گریه ز غم و شسته بز و شستن

من اینجا شود ایلمجان زرم جو
 و دیگر که این دستیاران برک
 نخستین تو را گوشش بر کز و فر
 من ایدریکی زرم شیران کنم
 چنان سرب و بار و نشان کم
 چو شد مایه نشان کم برم تا متن
 بگفت و بچولان در آورد اسپ
 کجا بود روین تن سفند یار
 که یک چوبه از سر بروش منی
 جوان گرچه بودش تن نازنین
 بایشان همی شد کله نشان
 بر او بر بیامد و تیر از کین
 چو با ایندی مسکرت همراه بود
 چو از تیر باران دشمن بست
 بچستی بایشان یکی حله کرد
 چنان راند الماس سیلاب چون
 ز پس گشته عواص جبهه ظفر
 در آن خاک بس پروان بکرت
 هر آنکس که از پیش سفین بست
 از ایشان تنی چند بی دست و پا
 بر او کرد بس آفرین ایلمجان

جهانی چکوبید بن خود بگو
 کله نشان خدای چون مگر گ
 محالست جستن بر ایشان ظفر
 نبردی بسان دلیران کنم
 بایشان همه کار و همش بود
 دین است بیهوده جان بازن
 در آذر شد هم چو آذر کسب
 که حیران بماند در آن کارزار
 بان پهلوانی در روین تنی
 بچندین کله شیر و اخت بین
 چنان چون بلا بار و از آسمان
 ببال کرنگ و بقر بوس بین
 از دست بدخواه کوتاه بود
 تیغ سرافشان بر آوردت
 تو گفتی ز دریا بر آورد کرد
 که شد آب دریا همه لعل گون
 شده دامن تیغ او پر گهر
 تو گویی صد فهای بی گوهر است
 روانی بجم کندش بست
 را کرد خاص از برای خدا
 که خرسند بادی ز نخت چون

زهی از تو بر آسمان خست من
 دل از رخ گیسوی زخمت میباید
 بیاید بر شاه فیصد و زمند
 زن و مرد شهر اندر آمد زجا
 که امی زخم تو چاره و روما
 مرزا و آن بازوی کینه تو ز
 خم اندر میباید ابلا سے تو
 چو شامش بیدان پروبال
 همش بوسه ز رخ و در بر گرفت
 بگفت امی ز رفت قوی نشین
 سپاس جهاندار فیروز کر
 ازین زرم کیویت ارکم شری
 مبادا توان این بر بختیال
 بشکری که دیدار او دید شاد
 همه مرز دشمن خداوند داد
 همه بد سگالان بزنجیر کرد
 لقب و او ش از خویش نانیاب
 بشکرانه کش چنین پایه داد
 که از راستی داد هر کس دهد
 ز رخت خور و مال و پاپ و غیر
 جهانی نمود از جهاندار شاد

لا ادر من و غیره

بگفت

ز خرد تو سر سبزی نجات من
 چشم ستاره کز زنت مباد
 سر بد سگالانش اندر کند
 بسی پر شاد و دوسه پروغا
 غبار سمنندت ره آورد ما
 مهوا خواه پرورد اندیش سوز
 دو بالا کند از دالامی تو
 بد و آفرینهای شایگان گفت
 بگریید و خلقی همه در گفت
 کلید در فتح درشت من
 که رفتی و باز آمدی بی خطر
 چو موت مرار و در هم شری
 بعین سفت دیال ایجان گمیرال
 در مهابد روش و خواهنده داد
 گرفت و بد ریخداوند داد
 ربا کرد زنجیر در دست مرد
 سرش سود بطارم آفتاب
 پذیرفت شیخ از جهاندار داد
 ز خلق آنچه برزند و پس دهد
 بسی داد و اکنون بکار شری
 که اورا جهان آفرین یار داد

کنون حال گونیده باید شنود
 که با اهل آن شهر و مساز بود
 در آن دم که چون در ماز سرگشته
 ز اهل وطن شد یکی از سخن
 که از آفریننده محسوس ماه
 همه کار تو در خور آرزوست
 بهریت چرا بایست ساختن
 ز شاه وز دستور و نشورش
 ز والی و الامین پور شاه
 بهر آنکس جان و مساز داشت
 ازین گفتار چشم گشت تیز
 که ایشان هر آنرا که من دیدم
 بویره خداوند تیغ و قلم
 که آن دم که آمد بایران
 همه هر که پای به نیکو شناخت
 و گر آن خردمند فرخ نهاد
 که ز ایران مرا خواستاری نمود
 از آنم بهند و ستان دل کشید
 به بندر چو قسم پس یکدیگر روز
 ندیدم کسی را که بایست دید
 نیکویش گوهر و زرنه بود

بعبیرت شمر دو بعبیرت فرود
 بان پنج و اندوه اثبار بود
 بهشتی چو شبیر از ازل بهشت
 همه دل پر از حسرت و نوح
 هم باز فرود آرمی بهیم و گاه
 که روزت خوش روزگار گشت
 دل از آشنایان بر غمتن
 هم از اینان هم ز سر لشکرش
 ز دیگر بزرگان با آرزو جاه
 ز هند و ستان رستم باز داشت
 که میل دلم بود با انگیز
 ز خمی فرودانش پسندیدم
 گورنر این مهین ما کتم
 ز ایران نیند خست جز آفرین
 باندازه مایه شان پایه ساخت
 بشیوار و مردانه جبر و بس را
 شنیدم که را و در جوارم بود
 که بوی و فاقوت شنفید
 بدیدن شدن در بر مایه نور
 نه ریاست زین پیش گفت شنید
 ولیکن هر سز پرور نه بود

در این زمان

پس از من احوال آن کشته
 سه هشتان ندیدم بخیر یک نفس
 بخود گفتم ای دل ازینها مرغ
 اگر رفت خواهی بهندوستان
 وفا کرده در عهد با کیمیاست
 ز شیر از چون شه بهو شهر شد
 چه فسق وزیر و چه رادایمان
 هم از شاه کرمان نوشته سید
 زوالی والا منش پور بود
 تنهای یاران هندوستان
 ولی مانند شد بهو شهر ویر
 قضا را یکی گشتی از آن دو روز
 فرستاد ز من که گشتی روست
 از وعلتی خواستم چند روز
 ازیرا که زادم در آن خیدگاه
 نوشته فرستاد بار دیگر
 سه ماهه زبان تو بر آنگریز
 سر اسر نوشته بخواندم همی
 بخود گفتم ای دل ازین ره بگرد
 فرستاد منش پیش کامی بو الوفا
 نپرسیدت این خروش غیر

کتاب احوال و مصیبت امیر و در کوسا

از کتب معتبره

از آن پس که بسرودم از من
 مرا سیمانی همین بود و بس
 پنج هشت بندر تو مرد سپنج
 بخوانچه می جوئی از دوستان
 جفا جو کسی کشن بیگانه خواست
 و گره بمن بر سر مهر شد
 بمنعم کشا دند هر یک زبان
 زهرگون بشارت زهرگون بود
 هم از بهمان یکی آمد راه
 برید پیوندم از دوستان
 که بودم گرفتار آن دارو گوی
 هندوستان می شد از بالون
 روان شوگرت رای هندوستان
 که کارم نبود بیسان هنوز
 ز غوغای بندر همه شد تباہ
 که برمازیانی و بر خود ضرر
 نیار و بدست تو بر یک پشیز
 بلب نام نزدان بر اندم همی
 بکستی مجبور و میدباش فرد
 ز مردی نباشد به مردم جفا
 گرم داده یکدم ده گیر

از کتب معتبره

<p>بر آنکو خورد نان بازوی چو کبوتر که نان کسی را خورم رایگان تو گر لب به بندی ازین گفتی که در ملک از ایشان بشناسان نهان کنج بخش عیان غدر خوا که نام نکو خواستند از جهان همین نام شان بود آنهم رفت چو عقابان آدم ز آدمی بوی را نه خوشستن ساقتم نسجیده چند سنجیده گیر بایران سخن کوی و شکر نشان قناعت کن و بر شهان بازن که بر بند ازان ناز و عجبم همه دست بیخ نه منند ازو که آن آفتابت و این شتری بنام بکاخ فریدون و جم بر یوسف از مصر فرخ تر است</p>	<p>مزن چنین بجا بر روی چو کبوتر من اینجا بنووم چو بیلگان نه من مفت خوارم نه کشتن مفت کجا ملک بخشان منت کشان کجا نامداران با فست و جفا کجا آن پسرند پرور همان بفرستند و مردی ز عالم رفت مع لقصه چون دیدم آن مرد ز بند و ستان دل به پر و ختم و لا ملک هند و ستان پدید مجو همچو طوطی ز شکر نشان ز بو شهر آشنگ شیراز کن بده ساقی آن دست پرور دم شترالی بی پای خسر و بند ازو مدبره نداری بده خستری بده تا کنم رو بملک عجم که کنگان اگر چه صدر و راس</p>
<p>شکوه کردن از دست زمانه عدار و بی راسه رفتن این نامنجا و نامساعدهی وابستری کار ازین روزگار بد کردار</p>	<p>سپهر آسیا بست کردان چون منده دل گزینج رایجی آویش</p>

درین ایمن کز بود هیچ کس
 زهی خامه کبیرم ز بر سخن
 قلم کبیرم و سر کشی میکند
 چرا خامه از نامه بیزار شد
 نمی بینم این خامه هم پشت
 چرا شیر طبع چنین کس است
 مگر طبع افسرده سرکش فغان
 چرا طبع را رای گفتار نیست
 کجا طبع بالنده چون نوبهار
 چرا با خرد مغز بیگانه شد
 مگر با خرد و آشنائی و بید
 اگر دل فگارست جانزاده بود
 اگر در دل من به تنها نمی است
 چمن را چرا رویش پر مرده گی است
 چرا لاله پیمان از کف نهاد
 چرا باغ نغم چنین گشت زرد
 چرا زانغ یار چاکوک شد است
 چرا رفت از چهره گل صفا
 چرا رفت آن خرمسها از باغ
 چرا سرو بالنده از باشت
 چرا بیل از باغ دل بر گرفت

سخن نای این ایمن نپند پس
 در او آتش افتد ز سر تا بین
 منش خاکلی او آتش میکند
 دل در سخن بید و کار شد
 قلم سازم نگشت درشت خوش
 مگر درنی خامه ام آتش است
 که کار در و نم باش فتاد
 چرا خامه را پای رفتار نیست
 که گل هوا سیم و او در خار بار
 چه افتاد دل را که دیوانه شد
 چرا غم ما رو شنائی و بید
 و گر من ملو لم جهان را چه بود
 فسرده چرا خاطر عالمی است
 برغان باغ از چه افسردگی است
 چرا ز کس از جام قوت نهاد
 بعبود بنفشه شست از چه کرد
 چرا غنچه در دیده نادک شد است
 چرا دم فرو بست مرغ از نوا
 چرا نوبت از بیل آمد بر باغ
 تدر و غزل خوان را از باشت
 چرا لسن چادر از سر گرفت

<p>که از روی چوپیران جوانی رسد که در خط شد و بر خط آورد کرد غزای سپیدار و اردو چون از دهر چه بشگفت بر باد رفت چگونه خزان ره کند و بهشت همان به که دم در نیاری می نشان کن که آتش زنی در جان دل ما و ز سار خود کم خورش که می بنیست با عمه دور حفت کت اندر سخن سوزشی دیگر است زیبای اندر آورد شیر و لیر زیبای اندر افکند سرد و چون سر آمد همی روز جنگی بلنگ بزود کوه البس ز را بر شگفت ازین گفته خواهم گریبان درید که باز آید و دیده روشن کنند تبه خیره کوئی نگو فال باس زیبان ناورد کوه البس ز را همه از روی او در نهان زرقار او سروستان محل زمانه چنین کینه هرگز نکند</p>	<p>مگر باغ مرگ جوانان شنید مگر سبزه از نو خطان شست و در مگر دماغ سسوار و اردو چون کش آرایش و پیش از یاد رفت چه میگوی ای دل من لاق شبت سخنها می آشفته داری می خبر با می بد نیست در نهان دروغی شنیدی مکن راز فاش مگر سوگ سردار واری نهفت مگر کان شنیده تو را باور است اگر گفت خواهی که هنوز تیر اگر گفت خواهی که برق جهان اگر گفت خواهی ز تیر تفنگ اگر گفت خواهی که برقی بیت مگو کز تو اینها نخواهم شنید همه دیده بر راه و روزین کنند نذار دشگون این سخن لال باس اجل هر چه سنگین کند گزرا نبوده همان به خوش از جهان ز شمشاد بالا چه سرو چغل تو کوئی تبه شد بدشت بزود</p>
--	--

دلیری بر آورد چرخش بار
 تبین چون یکی باره آهین
 ز تیغ و سانش باورد گاه
 سپه بکنند هر کار کند
 به پیروده ناچیز گرد و تباہ
 یلی دروغا همچو شیر زبان
 دلیری تناور که در دست کین
 کوی جنگ کاندراورد گاه
 نرفته به تیغ سرفشانست
 زانده ز شمشیر سیلان
 مکرده سه فسخ برادرش پشت
 مگر خنجر ابلحان در نیام
 مگر تیغ اسپیدی در غلاف
 مکرگان گو کینه جو بد خواب
 مکر باره تهمتن گند رو
 چه شد زور بازوی کند او را
 مگر سکر اشکن نبودش بچنگ
 چه افیون زمانه بجایمش نمود
 بکرمان زمین از چه رو ماند
 در تیغ آن بزو بر جنگی سوار
 در تیغ آن کران مایه بر نهر

از همیشه پر دخته جنگ هر
 بلای یلان در کشاو کین
 هم سبب مایه هم از تنگ راه
 جهان رمش از پشتی او کند
 نیاید بکوشش کس این گفته راه
 که شیرش ز پیکار ویدی زبان
 سپرد ختی از سر گشتان پیشین
 ز خون غازه بستی خسار راه
 بنفکنده شیران جنگی پشت
 تن او بخون غرقه افتاد چون
 فلک با که امین دل او بر پشت
 که خصم بد اختر شود شاد کام
 که دشمن کینین سر بر آرد بلا
 که سیل آمد و بند را بر آب
 که بیزان تبوران بماند کرد
 که دست زمانه ربود افسر
 که آن سنگرش عام شکست
 که خوابی چنین جادو دانه نمود
 که کرمان خوزیدش تن چون
 میل و گرد و گردن کشش نامدار
 سوار سرفراز فترت

<p> جهان کمن راز فروش نوسے فرد برود تک و بر آورد نام ز زمین آن هاور و بر کنش بنازک ولی سخت ناورد او کجا ناز پرورتن بی بهاش ندانم بیاران دیگر چه کرو چنان کینه جوئی چنین با کند که باور بسی زین فزون کنیم بیخ پر جان شیرین سپرد توران بر آورد و انایران به تیردی کرن داور و شن و شن تبه گشت و بزخاست ایران که یکسان کن پادشاه کد است که فرق از کد نیست تا پادشا رسیل بلا بر کران بهتر است که رخت دتن و سر بلوفان چو آخر شوی خاک آتش بسیار زراند و ده کاخ گلنست گوا بر ایوانها چند بس کر کنی که خشت کاخ تو چشم است و کو فریخته دلهای بوی و بزرگ </p>	<p> دریغ آن بر و بازوی پہلوی دریغ آنخون رفته نا دیده کام کجا آن سر خمین انگند نش کجا آن دل صر پرورد او کجا آن گرامی دل با وفاش مرا اشک سرخ است و خسار بلی آسمان است و اینها کند چگونه نشاید که باور کنیم مگر نه سرافراز سهراب کرو مگر نه سیاوش خشنده هوش مگر نه یل سفند یار جوان مگر نه سیامک بچنگال دیو زمین دخمه شوم ناخوش هوا بلی روسر و خنما بر کش زمانه یکی سیل ویران کرا که اندر ره سیل میان نهاد چو خواهی در افتاد سرکش بسا بر آن کاین جهان بر سر کین چو ایوان نگاری و زبور کنی تو چه بوده برفش ایوان کوش جهان تو عودی است زیبا و شک </p>
--	--

<p>فریض نوشی که شوهرش هست همان به که رنجه نباشی دیگر منش زنده کردم بنام نکوی همان در و در و بیج و بلای حسین فرمایش کنی کشته خویش را</p>	<p>اگر با تو چند روزی خوش است تو ای ابلهان مهنر نامور نکوی که شد کشته آن جنگوی بیاد آور از کربلای حسین اگر بشنوی قصه پیش را</p>
---	---

لوامی شهادت در میدان لا افراسین و ابتلای بلای
کربلای و مصیبت و ماتم امام مہام حسین علیہ السلام

<p>کزان اشکم در نهاد آمد است همه انده جان همه رنج دل بکوشنوا این دوستان یا بکوی که این دوستانش است آفت است ز غم روزگار است بگدا ختم که گوینده ویریت تاسوخته است که هست اشک این گفته ابدار بهار است و هنگام آرمش است که پیافره از باغ بردمی بهشت که هم و لفر دست هم بکشت است می ورد و را مش طلب میکند ز هر آنده از لوباید شست بیا پذیرد راه افغان کشود خروش غزالان نو اگر گریست</p>	<p>یکی دستا بمیاد آمد است روان گاه و غم پر در و جان که اول ز آهمن بود جان رو نه با آهمن و روی این تاب است من از منی این قصه پروا ختم تو منکر که این تشن افروخته است سند شود گوش با من بسیار اگر چه جهان در جور است اگر چه بود ماه آردوی بهشت اگر چه چمن چون بهشتی خوش است جهان اقتضای طرب میکند اگر چه کنون نشا و بایده شست ولیکن بجای سربور و سرود دل و دیده مینا و ساغر است</p>
--	---

<p>ز خون درون خورد و باید تشراب هوای گل و از عنوان و سخن جوانان حیدر بسا و اوریم با فسرده باغ نبی رو کنیم خیابان زهر آب پرسیم گو از آن سوخته نیمه یاد کن بر نه تسان را بیا و اندر ار اسیران بی فرست را کن سران از آن نوحه کوی گلگون کن بگو جوق پروانه سوخته ولی روزها سوخته ز آفتاب عروسان بیخفت و زیور کماست دریده یکی کوشش کی کوشوا ماسنبره خنجر بود لاله دانع زمرگان ابروین نشتر کنم کشایم ره حشمت از راه گوش بجان ماشائی آتش زخم که شد خون دل آیان بجان تن چاک چاکت پیکان در او ولی خفته بر خاک از باد او سنان نبره و خنجر ناوک در او</p>	<p>ز زحمت جگر کرد باید کباب بل چمن بود آرزوی چمن ره کردار پدل بسپریم چه گلگهای سیراب را بوسیم چه باید شدن سر و شمشاد و جو چه آسانی از سایه بیدن بسین جانه اطلس شمشاد خرامی بچه درش و سبای باغ شفتاق چه جونی به بزم چمن لکولاله را شمع افسردخته عجب ترکه بی شمع شهاب عروسان باغ ارچه لب خوش است بنفشه است یا بر لب جوهار اگر چه بسی دلفروز است باغ چو یاد از جوانان حیدر کنم تو نیز از سپاری من گوش موش ز دفتر یکی باغ و کوشش کنم گلش لاله و سوری و از عنوان بجای گل و برگ ریجان در او صنوبرستان سر و شمشاد و نمانها نواسه چکا و ک در او</p>
---	---

<p>هزاران در او ناله و در دناک کجا یاد گلگشت رضوان کنی که ره سوی رضوان نماید ترا بس آسان نباشد سخن پروری چنین بزرزند آتش اندر نهاد بدل داشت پروای شاه شهید که بیعت ستاند ز سبط رسول که پیمان مرا نیست بانامترا کجا سر نسیم کور و دسر مرا ابانامها پر امید و نوید ز فر تو گیتی بر آوازه است در آن بوم و بر عکسایت نیست حجاز رهنی با مخالف رواست قدم رنجبه کن خلق راه نما بدل کرد آهنگ آن سزین یکی پاکدین راز خویشان پیش چو داند مرا نیز آگه کند قضا خنده زوگانچه میجویشد سخنها بدو گفت بی کم و کاست همه آزمون و فاق و ففاق پرستار گیشند یا نیستند</p>	<p>شده کلینش مگر چاکچاک اگر گشت این تقریبستان کنی فسرده درین بانع خرم در خیرهای تازی بلفظ وری سرانیده و سقان تازی ترا که چون شد خلافت بکام نبرد پیشرب فرستاد آن ناقبول به چید سپهر پور شیر خدا پر پیشوا حسد پیمبر مرا هم از کوفه پیکه بان شه سید که شا با زمین و زمان تازه است بیشرب چه مانی که باریست عراق از حسین این زمانه پیر است همه کمر بایم و تور عینما چو آن نامها خواند سالارین ولی گفت باید فرستاد پیش که تا از مو نشان زهره کند بهر عقیل این سخن راست پس آن مسلم پاکدین را بجو است بدو گفت باید شدن تا عراق بی بینی که انقوم بر پیتند</p>
--	--

بزم وصال

چو تیرانکه او یکنه ناست راست
 چو تیغ از دور و بینی و گزند
 مرا که از راز ایشان کنی
 که ما بر زمین سایه داوریم
 تو باید که دین را حایت کنی
 من ایدر بر راه تو ام دیدم باز
 همی گویم در ای سنان کفر
 بوسید مسلم زمین پیش شاه
 شکون های بدگر چه در راه دیدم
 ز تیرب به پیود تا کوفه راه
 بکوفه درون رفت پنهان گشت
 گروهی نه بر راه آزر م دیدم
 چو آمد شد مردم انبوه شد
 همین بود و پیمان ز هر کس گرفت
 خبر شد زبان در زبان تا دمشق
 چو آمد بکوشش نیرید پلین
 که یا بیعت ما بگیر از حسین
 در او سر تا بدشامش فرست
 و زان سو بگفتا به پور زیاد
 و به بیم و امید بر نا و سپید
 حسین را بکوفه است پیمان از او

بدانی که میل کوش سوی است
 نه نیر راه کیش است و آیین بود
 بکوشی و از خود ولی نشانی
 همه یادگار پیام آوریم
 ره داد و دانش رعایت کنی
 همه کوش و بهوشم به بنامم راز
 که تا هر چه کوفی بکن آن کس
 شمش کردید رود و آمد بر
 ز مردی بهریم کفچه ایست
 پامی خود آمد لب جام گاه
 کجا مهر پنهان شود زیر طشت
 درون سخت بیرون نمود نرم دید
 دل پاک مسلمانی اندوه شد
 ز انبوه مردم شده در شکفت
 که هر کوفه را با حسین است عشق
 یکی نامه بنوشت نزو ولید
 که این کار بروی کنی ز فتن عین
 نیز لکه اشعاشش فرست
 که تا کوفه بود بیکر و ارباد
 که اسیر به مسجد کند و سنگیر
 ستانند و گرنه سر و جان از او

چو تیرانکه او یکنه ناست راست
 چو تیغ از دور و بینی و گزند
 مرا که از راز ایشان کنی
 که ما بر زمین سایه داوریم
 تو باید که دین را حایت کنی
 من ایدر بر راه تو ام دیدم باز
 همی گویم در ای سنان کفر
 بوسید مسلم زمین پیش شاه
 شکون های بدگر چه در راه دیدم
 ز تیرب به پیود تا کوفه راه
 بکوفه درون رفت پنهان گشت
 گروهی نه بر راه آزر م دیدم
 چو آمد شد مردم انبوه شد
 همین بود و پیمان ز هر کس گرفت
 خبر شد زبان در زبان تا دمشق
 چو آمد بکوشش نیرید پلین
 که یا بیعت ما بگیر از حسین
 در او سر تا بدشامش فرست
 و زان سو بگفتا به پور زیاد
 و به بیم و امید بر نا و سپید
 حسین را بکوفه است پیمان از او

بج

چو تیرانکه او یکنه ناست راست
 چو تیغ از دور و بینی و گزند
 مرا که از راز ایشان کنی
 که ما بر زمین سایه داوریم
 تو باید که دین را حایت کنی
 من ایدر بر راه تو ام دیدم باز
 همی گویم در ای سنان کفر
 بوسید مسلم زمین پیش شاه
 شکون های بدگر چه در راه دیدم
 ز تیرب به پیود تا کوفه راه
 بکوفه درون رفت پنهان گشت
 گروهی نه بر راه آزر م دیدم
 چو آمد شد مردم انبوه شد
 همین بود و پیمان ز هر کس گرفت
 خبر شد زبان در زبان تا دمشق
 چو آمد بکوشش نیرید پلین
 که یا بیعت ما بگیر از حسین
 در او سر تا بدشامش فرست
 و زان سو بگفتا به پور زیاد
 و به بیم و امید بر نا و سپید
 حسین را بکوفه است پیمان از او

وگر در ره هست آن شه دین پناه
 بنیزنگ بروی کند کارنگ
 همی راند ناپاک پوز زیاده
 بکوفه درو نشد نهانی شب
 در اندم که خورشید نهفته بود
 یکی طیلسان بر سر خود کشید
 بیامد بدار الامارت رزاه
 بهیجا و رو و آمد از هر کسش
 ز غزت فرو و هیچ نگاشتند
 کشتش باز شناخت کان چاه
 نبنزل شده و کرد در باقراز
 همه شب بخت و در اندیشه بود
 سو که بر او روز از آن هفت
 چنان کرد که جیسه و دند
 ز فسوس خلق زره در شدند
 ندیدند و نیاد و او ندین
 گرفتند او را و بر و نزار
 برید سر زان تن نامور
 تن پاک مسلم ابر و ار کرد
 نهفت آن سه رویش زینغ
 همانا سخومان بدی کیش تست
 الفنا نماند بجان

بر انگیزد از کوفه بپرس پناه
 گر از آشتی ره نیاید بچنگ
 دلی بزرگش سر می پوز باو
 چنان چون بود رسم و راه عرب
 فلک رفته در طیلسان کی بود
 که کس خبر بهر او را ندید
 نموده مردم که این است شاه
 همی رفت و خلقی روان از پیش
 که سبط پیرش پنداشتند
 دلی اندام هر کسی را شناخت
 در کرد و اندیشه را کرد باز
 تو گفستی یکی دیو در شیشه بود
 مردم ز هر گونه اندرز گفت
 دل ساده مردان تخی شد همه
 ز مسلم بگشتند و کافر شدند
 نیاید ز ناپاک مردم جز این
 تنی چون کند چاره صد هزار
 که و کیفر بد کشد و او گر
 بسلم کجا کافر این کار کرد
 از و جز در غمی نماند امی دروغ
 همه بر بید او در کیش تست
 یعنی پروان

عربی است

عربی است

عربی است

بود زیر مهر تو کيفر سے
 جانا چه بے مهر و خو خواره
 نگویم که باک و شست کام نیست
 یکی مهر بسند ز تو گاه جنگ
 که این جفا می تو را بشمرم
 همان به که این گفتا بگذریم
 به شرب جو از پیروان نبرد
 بناچار از آن بوم دل بر گرفت
 بهانه حرم کرد و احرام بست
 بل گفت مانم در آن بوم و بر
 مرا چون نه بیند در پیش خویش
 زن و کودک و دخت و خواهر را
 پیر شفیعی که شد پیش ازین
 حسین از زمین سوی کعبه خست
 بنا ازینا دیده جوری که دید
 ره کعبه قرب در پیش داشت
 همی رفت دور را فرخ سر و سر
 که قربانیت گرچه در خود داشت
 یکی طوف این خانه مردانه کن
 که این سرزمین گرچه گوی من
 که این خانه رخت از آب گل است

کلاهی نه بختی که فردی سر سے
 چه فرزند کشش نامت پیاره
 ولی مهر و کنیت بنگام نیست
 یکی جایی شهد از تو نوشته شد
 که از آتش دل نخواستد سرم
 مگر گفته خود بیایان بریم
 جهان تنگ شد بر امام شهید
 تبرک و یار پیب گرفت
 چو صید حرم گشت از آن و دم بست
 که از سلم و کوفه آمد خبر
 بخوانند بیوده در کش خویش
 برادرش و پور برادرش را
 سوی شرب از کعبه هجرت گزین
 چو دشمن با درو حیلست بیست
 نسیره جفا می نسیره کشید
 همه فکر قربانی خویش داشت
 نمانی فرد گفت هر دم بکوش
 نه اینی است فریا گمت کرکات
 جو قربان کنی رو در آنخانه کن
 ولی سوی آتخانه روی من است
 در آنخانه رخت جان دل است

بزم وصال
 در کعبه در آن شام که در آن شام
 در کعبه در آن شام که در آن شام

در این خانه فریاد ز جویان کند
 درین خانه شور آید فرم خوش است
 در این خانه از جامه عریان شوند
 مرا با تو ای یار بازار باست
 سخن کوتاه آمد بشام آسکے
 حسین از مدینه به بلخ شافت
 پر اندیشه شد خصم ناپاک مدعی
 تی چند را سیم وز رو داد و گفت
 بهمانه بود حج و احسان
 زد دشمن خبر بیشتر شد بشاه
 بهمراهی او ز نزدیک و خوش
 گروهی ز اعراب و اوی دوست
 همه بر یکی بسته آرز بود
 بی آرمودن تان شد جلوه گر
 که او خوشی یار بسیار بود
 پیاده یکی پیش آمد بر راه
 برون نامدم گفت از کوفه من
 گفت از بدی هر چه آمد بدو
 بگفتا پسچی ست ملک جهان
 اگر کیس از خود اگر جمله کاست
 سراچو کوی بست و چون از او

تولید شد در این کتاب

در این خانه قربان ز انسان گنهند
 در این خانه چشمان پر نم خوش است
 در این خانه از جامه جان شوند
 چسکارت بشیرب ترا کار باست
 که شیرب ز آل بنی شد تھی
 که ز این چار کار بهتر نیافت
 یکی کیمیا ساخت بار نهامی
 که تا مکه باید نخورد و سخت
 ولی قتل صید حرم کاتان
 حرم از حرم برود و آمد بر راه
 بدی از خود کم زشتا و پیش
 نه از راه پیش بر او کرد گشت
 بسیم و بزر چشم شان باز بود
 ز ندر و پیاده بر شیر ز
 یکور زور بد باید شش از خود
 ز مسلم بر سپید و از کوفه شاه
 مگر دیدم از خون خویشش کفن
 شه از دیده سرد او سیل بر
 چیز از پاک داور نماند در ان
 مراد همه آنچه او خواست است
 پذیرستن از ما و فرمان از او

همی رفت بر لب نیروان سپاس
 و گر روز کاین تازی نیروان باز
 هر آنکس تماشا همی خواست کرد
 ز لشکر که آن شه ارجمند
 همی هر یکی داد شه را نوید
 شه از گفت ایشان تکلفی نبود
 چون یکپاش ازین گفتگو در گذشت
 بدست لشکر که خرمستان
 که همسری جامی است سرنگ نشان
 بی نامدار است و نمب گداز
 پیاده شد از اسپ و آید جو باد
 شمشیر دید و پرش نمود و لو
 بفرمود هر چه کار آمدی
 بی آدم گفت پر خاشخرف
 برای نیرید از تو پیمان برم
 شمشیر گفت من بادم خوشین
 نوشتند تا آدم از حجاز
 گذارید تا سوی بطحاروم
 بدو گفت حرکاری شه مومن
 سپید مرا گفته کن جامی خوش
 مگر که تو پیمان ستانم می

بی این بود مرد نیروان کشتن
 بر این تو سن ابلق همی شد فز
 به پییده اش نیروان است کرد
 شد آواز است که اگر بلند
 که از کوفه خرمستان شد پدید
 که خرمستانی درین ره نبود
 ز انبوه شکر سبزه گشت دست
 سواران بود بر کشیده نشان
 پی کار راست آهنگ نشان
 سواران بگوش و باره هزار
 بیامی خداوند سر برهناس
 یکی پایه اش در خور مایه سنا
 بزینهار یا کار زار آمدی
 که نگذارست پاتهی پیشتر
 چه سرتابی از تو سر و جان برم
 همه نامهانان بود پیش من
 کنون نیز آن ره نه بسته است
 همانجا که بودم هم آنجا روم
 کنون نیست این کار درست
 نامم تو را تا نمی پای پیش
 جز این رای را می نامم همی

شبهش گفت مادر بیک تو با و
 شناسی که نو با و چه میدم
 خلافت نه زان نزدیک ازین است
 تو نیز ای جوان نیت آزاده
 اگر پرو پاک پیغمبر
 یکانه خداوند و او ارفس
 کسی کو با این من بگرد
 بمن گریزونه بنده بشت
 من آسوده بودم مرا خواهد
 جهان گرشود خشم من باش
 نگه دار من کرد کار من است
 کز این نیت برگرد از تیغ
 اگر جان ستانم و گر جان دهم
 نیاورده ام تیغ بیرون زلف
 چو کافر کشد تیغ کیفر کشم
 بیاران بستی شوم و نفرور
 زمین را بپوشش بوسیدم
 بگفت اگر کسی جز تو سرور
 من و او یکی ز اینان گشته بود
 منت نام مادر چگونه برم
 پیغم جهان راه آزر مرا

تو را هم پیغمبر است
 در این دنیا و در آنجا
 در این دنیا و در آنجا
 در این دنیا و در آنجا

ازین گونه گفتار کم کن تو یاد
 سرور دل پاک پیغمبر
 نگین از سلیمان نه ز امیرین است
 که راه خطا آمدی باز گردد
 چرا دشمن دوده حیدری
 مرا آزمون بد و نیک کرد
 چون گدشت از اینجا بپنورود
 دروغ ست مشاطه روی شبت
 کنون کدام حیلہ آراستند
 کجا چیم از یک جهان خصم
 حصار من این دو الفکار من
 فروده ست بر طعمه تیغ من
 بفرمان دارای گیهان دهم
 نه از عجز کردستم اندر خلافت
 کشم کیفر اما ز کافر کشم
 ولی دوزخم چون شوم کزیه تو
 دل چوسی از خون از اشک
 بروی چنین نام مادر مرا
 ز خون یکی خاک بگشته بود
 بگریه بود دخت پیغمبر
 بشویم چگونه ز رخ شرم را

مگر مول دو رخ فرایش کنم
 اگر سرکشی و اگر بگر و پسته
 ولی با تو این سز زین بختند
 که اینجا بمانی شوی و شکر
 بگفت و بان شاه سو کند و
 بگریه و یاب و بپست و ده ماه
 که باین ستم پیشگان کم سینه
 و لم بر تو لرز و که کروی تپاه
 شش گفت که ز مگ ترسایم
 مراد جهان همی از مرگ نیست
 اگر بد نوشته ست بزوان بن
 نه هر جنگ را در برگ است بار
 بسا زخم کش عمر تا پذیر پس
 چو دم را شمارست چون نم زخم
 چو باید سر آورد و در ز رنگ
 به از جای در کام شیران کنم
 به کافر کجا سر در آید مرا
 بگفت و با سپ اندر آورد پای
 رفتش عنان گفت مرد و لیر
 دی باش کاید سپیدار ما
 کلام که اورا دل و جان نیست

بدست خود اندر خود اش برم
 نم شده نسرمان بهر جاری
 بکشند با خوی اهرمین اند
 شوند این گروه و غار تو حیر
 بزوان که بنیاد کیستی نهاد
 بجان نیان شش نیک نام
 مزن خویش را بر دم تیغ نیز
 بنه خشم و بر خوشتن بدخواه
 ازیرا که چون خوشتن و انیم
 بکیستی که دیدی که حاوید است
 نبشته نکر و انم از خوشتن
 نه هر آشتی است بر دراز
 بسا لقمه کو بست راه نفس
 ز پیش و کم آن به که دم کم زخم
 که افزون کنی در زمانه در رنگ
 که با نا خدا ترس پیمان کنم
 بهل تا زمانه سر آید مرا
 که اینجا که آمد شو و باز جای
 که نکر نیز و از جنگ رو با شیر
 به بنده چنان یا تو بازار ما
 مگر بر تو این کار کرد و دست

بسیار از کلام مولی است که در این کتاب نیست

و دیگر که برمانه گیر و گناه
 بباد شود کار پیش امیر
 چو بشنید گفتار او را ز بیم
 بشه گفت این قوم تا اندک نه
 بترسم که چون شکر افزون شود
 بفرمای تا تیغ کین بر کشیم
 چو این ظالمین شد تا در رخت
 نشد شه با این گفته همدستان
 من اول نکو شتم بکین سخن
 دل روشن من نشد کج دیو
 مرا امتحان همان کرده اند
 مرا بایده اینان شناسند باز
 بباد او از دین کرانه کنند
 که بیگانه بود در کیش ما
 در بیگانه اش باز نشناختیم
 چو فسر داز هر سو شوند نهم
 میان دو صف بایدم ایستاد
 که رازم بر ایشان نماند نهان
 اگر من شوم کشته بر بی گناه
 و گر من از ایشان بشوم پاک نیست
 بیازان همی رفت و میگفت راز

زین آیه در حدیث آمده است
 در روز قیامت هر کس را
 در دنیا دوستی بود
 او را در آن روز
 در آن روز
 در آن روز

که چو تش بدیدید و دادید را
 زین و کودک ما شود و ستمگر
 نیامد از آن گفته اش بوی خوش
 توان ز غم نوریسته از ما کند
 بباد که اختر و گرگون شود
 که ایشان چو خارند و ما آتشیم
 بناچار بر ما شود کار سخت
 بگفت این نباشد ره رستمان
 مگر آنکه دشمن کند تا سخن
 که باشد نظر گاه گیمان خدیو
 جهان مرا امتحان کرده اند
 نماند بر ایشان نهان هم راز
 بر داد که این بهانه کنند
 رو ابو در بکار او پیش ما
 بخوش نمانستند پر دایم
 همه دشمنند آهنته بر خون من
 همی نام خود گفت و آواز داد
 مرا آن زمان نسبت پروایجان
 بخونم بود پاک یزدان کواه
 چو بنیم از ایشان یکی پاک نیست
 ز هر سو زمین نام محبت باز

بدشتی رسیدند از آب دور
 زیاران بر سپیدکایجا کیست
 چو از کربلا نام شنید شاه
 بردان مازین پس آسودن است
 چو ششم آسوده باشم زینج
 پیاده شد و گفت گاید فرود
 بگفتا سر پرده بر پا کن سپید
 همه روی مامون سر پرده شد
 پس بار که خیمه های حرم
 بدو حرم جای خویشان هم
 بگرد سر پرده خندق بکنند
 پوشد کنده باخارا نیا شدند
 چو زین طشت پیروزه زینج
 طلایه برون شد ز هر دو سپاه
 همی تا سحر پس هم داشتند
 همه شب ز بیهری روزگار
 زیحی گهی گفت و مظلومیش
 ز مردان که جام بلامی کشند
 بیشتر یکی نامه نبوت نغز
 کزین خاکدان دل سپردیم
 ز گیتی بستم چو تیر از گمان

بگرمی مو آیس چو سوزان بود
 یکی گفت کاین سوز زمین کربلا
 بگفتا سر آمد بارنج راه
 زمان را که رخ و فرسودن است
 که رنجیده ام زین سوزی
 بفرمائش از یاوران هر که بود
 سر خمیه را تا اثر با کنسید
 سپهر برین سایه پرورده شد
 بر افراخت یک یک پهلو می هم
 همه دو دو خویشان سپاه و سر
 چنان چون کنند از در شهر بند
 بدشمن بخود راه نگذاشتند
 همان گشت آسوده لشکر زینج
 چه از خیل دشمن چه از خیل شاه
 یکی را بنزد یک نگذاشتند
 سخن گفت آن سرور کامگار
 ز عیسی گهی خواند و محرویش
 ز خوبان که ز هر قنایم شنید
 بر آورده یکبار و دایره
 وطن کاوی از لامکان سام
 سپردم جهان را با بل جهان

در او روزگار سپید
 در او روزگار سپید

در او روزگار سپید
 در او روزگار سپید

در او روزگار سپید
 در او روزگار سپید

جهان راز سر بیچ نپنداشتیم
 بر اتم که گیتی نبود از نخت
 چو آن نامه انجام پذیرفت شاه
 نیاسود از بندگی یک زبان
 چو چشم زمانه بر آمد ز خواب
 دو لشکر سر از خواب پرستند
 بر آمد چو یک نیزه گیتی فرور
 زمین از سپه شد چو دریای قیر
 شمار سپه چار باره هزار
 پس شبت او شش هزار دگر
 سپه دار شان شیشای بی شبت
 وزان پس بیام سپاهی بزرگ
 همه رو به آسا و سله در ستیز
 بکین خواهی دین کشاوه کمان
 سران سپه پوز ناپاک سعادت
 فزون گشت آن لشکر از صد هزار
 چو آمد صف آراست از بهر بنگ
 پیش صف ستاد و آواز داد
 که از سبط پاک نبی نکذریم
 تو نیز ای یگانه بزرگ حجاز
 اگر دست بیعت داری بر آرم

بزم وصال
 در روز شنبه ۱۲۸۳
 در شهر کاشان

ره ملک جاوید برداشتیم
 نه زمین بیخ شامی چون نیز
 وضو کرد و آمد با رام گاه
 چنین تا بر آمد سپیده دما
 بر آنیخت کافور با مشک ناب
 پرستش گرمی را با پا خاستند
 پدیدار شد لشکری کینه توز
 سپه دار لشکر حصین فیض
 همه گرد و خنجر کشش نیزه دار
 رسید اندر آندشت پر شور و شرم
 که در دل همه تخم بیدار گشت
 که از ان همه چون دم آید گریز
 بشیر خدا کرده جنگال تیسر
 خداوند دین را نموده نشان
 که در زرم بودی خموشان چو عدو
 چه جنگی پیاده چه تازی سوار
 نه اندیشه دین نه پروای تنگ
 که سالار ما گفته پور زیاد
 مگر زیر حکم یزیدش بریم
 مکن کار بر ما و بر خود دراز
 و گر نه نیایم در کار زان
 بیله آهوی جنگ شوی ۱۲

اگر خنک جوئی من آماده ام
 ولی بهتر آن دامن ای خوشی
 بجز سر نهادن ترا چاره است
 شش گفت کای کمره تیره را
 میازار از خود پیمیش را
 تو بر من از میان شناساری
 بر امام زهرا پدر چید رست
 نه بهوده زمین دوده فخر اورم
 تو نزدان نمی زار هر من گویم
 همانا که از کیش برگشته
 تیره پور سعد از سه کینه گفت
 جهان را همه با یزید است روی
 همه دشمنان بخت یزید
 جهانی بدین کارم داستان
 بر شفت و گفت آن شه ریز
 پس زفته مردم از سود بود
 نه از خرید پرفته بودند لالت
 بیزدان پرستی چه بودی نیاز
 چه بودی پس ز ستایش
 ببت گریانش رو بودی
 اگر سبوح در خورد و کوساله بود

خطای حضرت فاطمه زهرا
 در بیان این قصه است
 در حدیث
 ۱۲۰

خطای حضرت فاطمه زهرا
 در بیان این قصه است
 در حدیث
 ۱۲۰

و گراشتی نیز استاده ام
 که این سیل دور افکنی خست جور
 بر آه بلا تا توانی مایست
 بخیزه سینه مکن با خدای
 طرز آن زانده من عرش را
 چه این گفته در میان آوری
 بیزاد گرامی پیغمبر است
 که پورش بر پور صحر اورم
 دولت چون دهد کاین سخن گویم
 چه خوروی که اسیمه سر گشته
 که این گفتگو با خرد نیست جفت
 تو تنها چه خواهد شدن کوبوی
 چرا بچ خود را کنی بر مزید
 تو نیز آنچنان شو که باشد جان
 که ای بهر دنیا ز کف داده دین
 بخود رانی ای سحر به بود بود
 بیل ای شایش کنان مایست
 بر پاک داور که بروی نماز
 جهان را بچویش آگهی دانش
 کجاست شکستن سزا بودی
 چرا آن نگویش بدینال بود

نوابل سبا خواستند آفتاب
 چو با پذیرفتن آن گروه
 نه هر چه آدمی کرد بر خود پسند
 چو در ره بود و یور و رهنر نیسی
 از نیما همه بگذرای مرد کار
 شمار مرا خواستند اینمه
 چو اینج تان شرم و آزر میت
 یکی شرم را پیش چشم آورید
 تو ای پور سعد این همه بدخواه
 مکن دلوری با خداوند خویش
 من اینها که گویم ز خویش نیست
 دلم بر تو لرزد که کافر شو
 و گرنه در آماروان در تن است
 علی را بهمانا تو با ذوالفقار
 بر اوید خواهی درین زرمگاه
 غریبان برون آیم از پیش صف
 چو فروداشود کارزار حسین
 درین وشت با کوشش حیدری
 بجنود پسرهای فسخ پذیر
 بلالی دیدارم از ذوالفقار
 کز اینها که گفتیم نداری بیاد

هم آن کبرانش هم آن سنده است
 در آب در آتش نمانی شکوه
 پسند و بر او زیرک هوشمند
 به تنها شاید شدن هر کس
 نه من مر شمارا شدم خواستار
 کنون کدام صیبت این دوید
 ز من تان جیا و ز خدا شرم نیست
 مباد ا خدا را چشم آورید
 بخود برکن هر دو گیتی سیاه
 بنحشای بز خویش پیوند خویش
 که خرمگ کس را بهی پیش نیست
 گرازه کینه با من برابر شو
 زیزوان نه پروای امیرین است
 بسا دیده باشی تو در کارزار
 بکف تیغ رخشان پیش سپاه
 علی بنی و ذوالفقارش بکف
 بچشم آردت کارزار حسین
 کنم تازه هنگامه خیمه خیمه
 همی دید خواهی ز نسج پسر
 نایم چو خورشید بدر آشکار
 چرا زرم صفین نیاری بیاد

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

زهر کس به پرسی بباو آرد
 که من در رکاب گرامی پدر
 همه دشت پر شکر شام بود
 ز مردان باشنگلی برده تاب
 ز لشکر برون تا ختم تک نه
 بسا شرط که از خون وان ختم
 پدر بوسه از او بر رخسار من
 با فسوس چندی من بگریست
 که می نمیت کاندین سر زین
 تنی دستگیر هزار اثر و هسا
 شود بوسه جای نبی جای تیغ
 توشی جز از چشمه تیغ آب
 صبارت نت پرده داری کند
 چو لاله جوانان مشکینه موسی
 پیمبر نژادان بطحا مقام
 بر آن خرد سالان بی باه و با
 گرفتار کردند آزادگان
 تو را ایزد آن روزیاری بی
 که آن روز دل بایدت استوا
 چه نازی من چون دلاور است
 پدر گفت و گفتش همه بود را

بی کوک حسه و بشماروت
 چها کز دم از کوششش و کرد فر
 که در زرم شان و ز غم غایم بود
 کز انیسو بدانش ز انیسو بد آب
 پس پشت کردم سپاه و بنه
 که این شرط از ایشان سپرد ختم
 چو دید آنچنان گرم بازار من
 همی خورد و فسوس بر من کردت
 چو شیری و گرگانت اندر کین
 نشان خدنگ این تن پر بها
 بر ذر تو کریان شود ماه و سیخ
 پوشی کفن جز بر عقاب
 هوا بر سرت اشکباری کند
 ز خون کرد در کشت از سوی و هو
 که ایندی بی پرده چون خورشام
 زمین حمد کرد و چراغ آفتاب
 قریشی زمان با شمی اودگان
 بنا ناولت استواری و حد
 نه مهر جا بود نیروی تن بکار
 که اول بگرزد و دلاوری است
 پنجهی جهان جادوانه کراست

این کوشش از زبان اوست

این کوشش از زبان اوست

این کوشش از زبان اوست

چساریم کایز و جهان خواسته است	که افزوده بر آنچه او کاسته است
لفردا من و سخ و میدان کین	بر آن تاج خواهد جهان آفرین

مالوسی نام نوی الکر امداد مکاری خداری بن یاد علی السلام و
 اما دی بر از هم کاشم نام شریک شدن و مان تا هم عمری که شین تا فرجام

چو خوبشیدارین بنیر خرد گشت	بیامد بخرگاه از آن پهن گشت
ز باران یکنه انجمن کرد نغز	نمان کرد پیدا چو از پوست نغز
همی گفت بسج از نیا و پدر	بجز رست نشنیده ام هر سهر
از ایشان مرا مژده هست راس	که فردا از عمر آخرین روز است

من و مهر که همراه دارم ز مرد	نخود هم جان باخت در این نبرد
بجز پاک فسد ز ندر چار من	کز او در جهان ماند آثار من
ز بون نستم در ز بونستم	منم نبدج ایند او نستم
بکبستی اگر شاه اگر نبدج بود	بجز پاک یزدان که پانیده بود

درین ره کسی کو همراه است	هو خواه خود یا هو خواه است
ز ما هر کرا دیدن باشد بزر	ز راز دشمن ما ست کو پیشتر
و کرا خداوند کار است زوش	من اینجا و اینجا بود آرزوش
که مرد و دل دی آن شه نیتا	کجا روی شه کرد این ره نیتا

چو یکدل شدی سوی جانان کرا	نکنجد کمی آرزو در دو دل
چو این پاک لفظ از لب شاه جبت	ز سیر همه دل سوی جان کرا
هر آنکو خسریدار و نپا براند	مگر هر کی بهر راهی بدست
ز رفته چه پرسی که تنگ آورم	هر آنکو طلب کار موسی بماند

ازین دوستان دل تنگ آورم	ازین دوستان دل تنگ آورم
-------------------------	-------------------------

بجای نام کارین بنیاد این العابدین ۱۳

انفک بنکده ای جیستن میر اسلا از شسته ۱۳

نیم وصال

گر از صد هزاران یکی در میان
یکی از هزاران رگتارها
چو برگشت چون نجات خود سبکی
برفتند آنان که بستند سو و
قضا بین که بستند راه نجات
چه مرگی گز او مرگ خوشتر بود
چو آن نیکبختان آزاده دل
بر ایشان درمی بازگشت از پشت
سکافات هر خوبی و هر بدی
چو از توردل چشمشان باز شد
کسانی که گشتن بند به نشان
یکی خور و شمشیر شیرمان کشای
در آسن مگر دوست شد ملوک
چو از غم سالان برده سر
سکانت و سکون انجام خوش
بکنند سو و
سینه از خنجر نشان
درد و راز و بار
چو شد که تو ای شاه گشت تخت
زمانه چو اتنگ بر ما گرفت
حرم گربال بجز تنگ بود

بماند هنوز شمس تو بسید و آن
بزرگم فتنه مکر و ارمها
زیار آن بر شاه ماند اندک
ولی چون بستند چیزی نبود
سوی مرگ رفتند ز اسیات
پیرنجیش مرگ شکر بود
ستاوند بر مرگ مشکوره دل
که دیدند انجام هر خوب و بد
گنه شتازان داده ایردی
همی هر یک از شوق جانبا شد
اسیری گوارا شد از دهر نشان
یکی بر روز بخیر گردن گزای
که عشاق پیشش نهادند سر
زیاران بدند پر دخته جای
گرفتند بر جان ناکام خویش
گشتند مژگینان در بر و
و با قوت زینگونه گوشتان
سپه رفته خود مانده تنها و زار
چو از تنگه را بر گزیدی به تخت
که اختر ز مار و ز خوش و گرفت
بنایستان در صف جنگ بود

بماند هنوز شمس تو بسید و آن

استخوان و استخوان و استخوان و استخوان

همه زمره نوحشان محنت گشایان
 همه درو نوحشان مینامی رسد
 کی از رخ و سخنی پریشان شدند
 چو بوندن بکسله جان من
 که پانی پدراوران و رفس
 مرا کشته دان کو دوکان را
 تو امی خواهر آماده شام باش
 مزن سنگ بر سینه خورش رو
 پیچان دل از زنده روزگار
 زانده و بخر و نه لرز و همه
 مرا کشته چون پیش چشم آور
 سزا می جو با خواهر آن گفتگوی
 بسی گفت اندرز و بسید و
 کار و انهم چون بدارید دست
 رو نیست بر کندن موی
 ولی گریه بسیار بر من کنیند
 بگفت این و در شد بگلو تسرا
 بمالید رخسار بر تیره خاک
 بتالید کاسی پاک پروردگار
 همه مایه هست و بودم ترست
 بدیدی ز اهل سعادت مرا

سراسر ز جام بلا سر خوشان
 ندانم دور و ل مگر جایی دور
 تو نیز اینچنان باش کای شان شدند
 همین است و بس با تو پیمان من
 کسی نام باشی و گاهی پدرا
 علی را بزنجیر و خود دستگیر
 بگر خوار و خون دل شام باش
 ولی موی را هر چه خواهی بوی
 که از ناشکیبان شوی دشمن
 که گیتی باند و نیز ز دست
 مبر خشم کای ز و خشم آوری
 بدل جوئی دیگران کرد روی
 بر یک جدا گانه سوگند داد
 بدانان صبر اندر آرید دست
 نه از نعم خراشیدن روی را
 که بر آتش سینه آبی زینید
 نیایش کنان پیش بکینا خدا
 همه غمب آلود شد خاک پاک
 تو دانی که نبود مرا چیزی تو یار
 عدم بود ماول وجودم نیست
 بدادی توید شهادت مرا

فصل بیستم در بیان آنکه هر که در راه حق است از هر چه که در دنیا است بیزار است

و این بیت از کتاب نوحه است

از آن دم که ما در مرز او هست
 ز پنجشنبه درون سال پیوده ام
 چنان می نماید ز سامان کار
 من این خرد سالان نویسد
 غریبان از منزل آوارگان
 یکی راز خاری بفرسوده پای
 چگونه سپارم بدست بلا
 چو خود را نه بیسند به پهلوی من
 چنان هر یکی را رود دل تمام
 تنی را که تنها پرستنده بود
 بنام زانکه پیو و راهی سوار
 همه نورس و ناز پرور همه
 ز برنج قومی و خاچون روند
 خدا یا نگهدار ایشان تو باش
 تو آگاسی از جان غم پرور
 مرا هر چه کلک تو بر سر نوشت
 بگفت و بنجاب اندر آورد
 بجد و برادر بباد و پریش
 یکی شاخ بر جان بر آوز و بول
 پیچوده راه و در و دراز
 گرت شوق نام سحر و پای

بزم وصال

نیاز تو این شمرده ام داده است
 همه سیر در آرزو بوده ام
 که فردا سراپدین روزگار
 غریبان نارسته از آب و گل
 همه بی نصیبان بی چارگان
 بنوده جز آن خوشش و نامش
 بعد از آن در هیچ و غم مبتلا
 سرخوشتم را بر انومی من
 چگونه رود چشم هر یک بجو
 به تنها تواند چنان بنده بود
 چگونه رود پا بر نه به خار
 نترس او گر آن همه همه
 سوی شام از کربلا چون رود
 اگر من شد مهربان ایشان
 نوی که از خاک بر سر
 ز غم و درد و پریشانی
 بر او گشت در روزگار
 ای دوست در روزگار
 که ای دوست در روزگار
 سوی منوا از زمین حجاب
 نه بسته است ره خیز و ای

بزم وصال

<p>پدر با نیا چشم در راه است بدور تو ز ابله و دشمن چشم ز تیار بلین خرد سالان پیش که ایزد بهر بد بود یارشان که خود را رسانی باین سخن تو را روز کار صبوری رسید</p>	<p>را در مینو هوا خواجه است چه پائی درین خاک پر شور و شکر همانا براه تو سد است پیش میندیش از رخ و تیارشان بکوش امشب ای گوهر کج من گمانم که هنگام دوری رسید</p>
---	---

در این مثنوی کلماتی است که در نسخه‌های دیگر نیست

نخواهی دگر دید روی مرا
 میسنوبری آرزوی مرا



تمام شد



